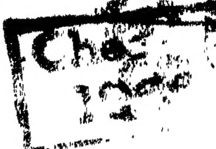
قصص الاولین مواعظ الآخرین



HISTORY OF BENARES

تاریخ بنارس



مع تصاویر

تک

مؤلفہ

سید محمد رفیع رضوی عالی متوطن قصبہ موہان۔ ضلع اوناؤ ملک اودہ۔ سابق ایڈیٹر رچپن گزٹ اوناؤ و اخبار گوہر نگار آگرہ۔ مؤلف تصریح الحروف۔ تاریخ آصف جاہی۔ اختر اقبال۔ اختر اودہ۔ نقش حیرت وغیرہ۔ حال اسٹامپ نگار۔ مطبع سرکاری ریاست بھوپال

مطبع اسلامیہ لاہور مین حسب فرمایش مولوی محمد فضل الدین مالک اخبار وفادار لاہور کے چھپی

قیمت فی مجلد علاوہ محصول ڈاک۔ ایک روپیہ۔ بار اول تعداد

تاریخی واقعات کو پسند کرنیوالے صاحبان!

لائق مصنّف نے اس تاریخ کو بڑی معقولیت اور اپنے وسیع تجربہ کے علاوہ کمال درجہ محنت سے تصنیف فرمایا ہے۔ جس کی قدر افزائی کی اہل ملک بخصوص ان معززین سے جنکو بنارس ایسے مذہبی اور مقدس مقام سے ایک حد تک خاص دلچسپی ہے ۔ اسے پوری توقع کیجاتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی نگارش ہے کہ حضرت مصنف نے اس تاریخ کے ساتھ ہی اپنی عمر کی محنت سے تاریخ بھوپال اور تاریخ حیدرآباد دکن بھی اپنی تصانیف کے سلسلہ میں بہت ہی شرح بسط سے طیار کی ہے جو عنقریب چھپکر نظر ناظرین عالیمقام ہو گی۔

واقعی نامور مصنف نے ایسی تاریخین طیار کرنے میں اپنی قابلیت کا معقول اظہار فرمایا ہے۔ جو لاریب اہل ملک کو مصنف کی محنت اور تجربہ پر فخر کرنا چاہئے۔

راقم

پروپرائیٹر اخبار وفادار لاہور

اِلتماس مؤلف

ناچیز مؤلف نے اہل ہنود کے مقدّس و متبرک شہر بنارس
کی یہہ تاریخ نہایت عرقریزی و جانفشانی سے بغرض فائدہ و
معلومات اہل ہنود و تواریخ و نیز والیان راج کاشی (بنارس) کے
خاندانی کاغذات سے مع تصاویر صحیحہ انتخاب و اقتباس کرکے تالیف کی
ہے. ناظرین سے گذارش ہے کہ جہان کہین غلطی پائیں عیب پوشی فرماوین

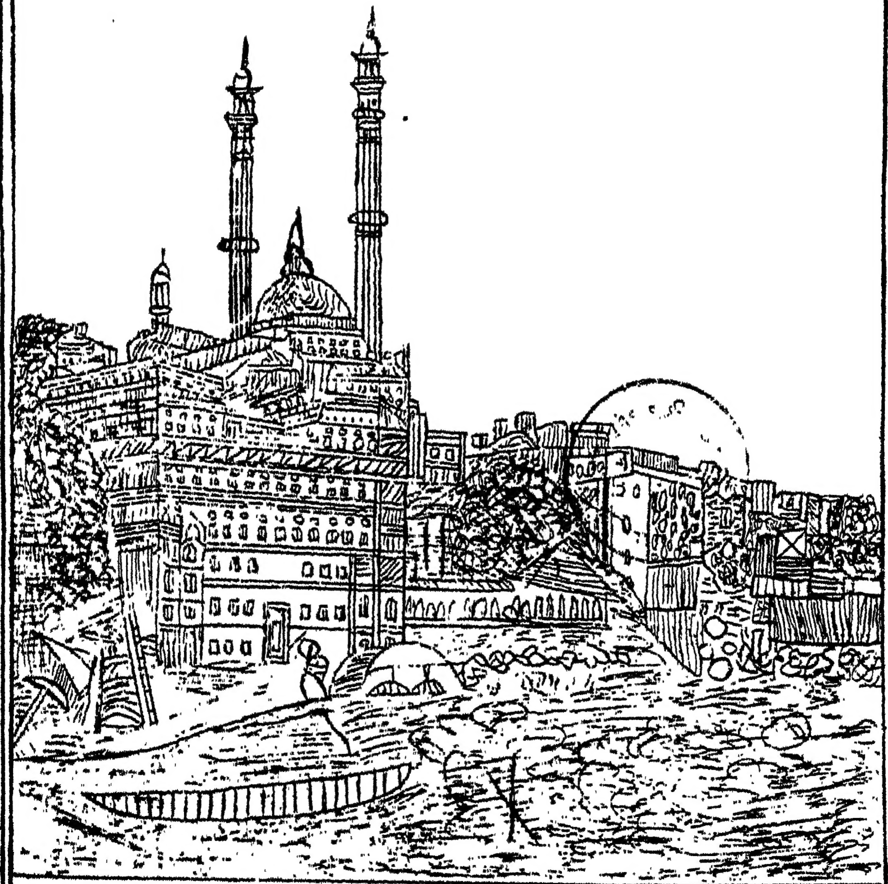
بدو را دور گر یابد خطائے

نیارد بر سرِ من ماجرائے



سیدؒ محمدؐ رفیع رضوی عالیؔ موہانی مؤلف کتاب ہذا

نقشہ



شہر بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز تاریخ

بنارس خط استوا[1] سے ایک سو سترہ درجہ طولاً اور چھبیس درجہ عرضاً اقلیم دوم ملک ہندوستان[2] میں کلکتہ سے چار سو چہتر میل بمبئی سے نو سو بنیتالیس میل مدراس سے پندرہ سو پچاس میل اور الہ آباد سے قریب چوہتر میل دریائے گنگ کے شمالی کنارے پر نہایت آباد اور دولتمند شہر طولاً ڈھائی میل اور عرضاً ایک میل واقع ہے۔ مکانات پانچ پانچ چھ چھ درجہ تک بلند بنے ہیں کوچے تنگ اور کثیف ہیں۔ قریب پندرہ سو دیواستہان اور شوالے اہل ہنود کے ہیں جنمیں ہر صبح کو پوجاریوں کا مجمع رہا کرتا ہے۔ اگلے زمانہ میں بودہ مذہب کے لوگ بھی زیارت کو چین وغیرہ سے آتے تھے لیکن اب وہ حالت نہیں رہی۔ برہمنوں نے اس جگہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اسلئے بودہ مذہب والونکا سلسلہ آمد و رفت بند ہے۔ مگر فی زمانا اطراف و اکناف سے ہزارہا ہندو ہر سال تیرتھ کے لئے آتے ہیں۔ اس شہر میں مسجدین بہ نسبت مندرونکے بہت کم یعنی دو سو ہیں۔ ہندو اور مسلمان دونوں کی وضع اور گفتگو قریب قریب یکساں ہے

[1] وہ خط ہے جو بیچوں بیچ زمین کے فرض کیا گیا ہے۔ اور جس کا ایک سرا مشرق اور دوسرا مغرب کو ہوتا ہے۔ ۱۲

[2] ہندوستان دو لفظوں ہندو اور ستان بمعنی جگہ سے بنا ہے جس کے معنی ہندوؤں کے رہنے کی جگہ۔ ہندو کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے بعض اس کو دریائے سندھ سے مشتق سمجھتے ہیں۔ چونکہ فارسی میں اس کو وہ سے (دیکھو صفحہ ۲)

عورات میں حیا و عصمت کمتر ہے۔ ہندوؤنکا تیرتھ گاہ ہونے کے سبب سے یہان فقیر (دیکھو ضمیمہ نمبر ۱ حالات فقرائے اہل ہنود مع تصاویر) بہی بہت ہیں۔ اور ایک قسم کے برہمن ہیں جو گنگا پتر کہلاتے ہیں یہ زائرین سے پیسہ وغیرہ لیتے ہیں۔ دوکاندار یہاں کے اصل سے بدرجہا بڑہاکر قیمت کہتے ہیں دلال بہی نہایت چالاک ہیں جو تقریباً کئی ہزار ہونگے۔ حسن بہی یہاں خوب ہے خصوصاً ناگرنیاں اس شہر کی نہایت حسین ہیں شیخ محمد علی حزین نے اس شہر کو پسند کر کے سکونت اختیار کی تہی۔ اور اس کی نسبت یہہ شعر کہا تہا ؎

از بنارس نروم معبد عام ست اینجا ✦ ہر برہمن پسر لچہمن و رام ست اینجا

یہاں کی جمع لائق سیر اور قابل دید ہے بوجہ تیرتھ گاہ ہونے کے اکثر راجہ یہاں رہاکرتے ہیں میں سنہ ۱۲۹۹ھ میں ہمرکاب مہاراج بیر بہدر سنگہ بہادر والی کاشی بنارس گیا تہا اور محلہ اسی سنگم میں مقیم تہا چنانچہ اس محلہ میں سات راجہ قیام پذیر تہے۔

شہر سے شمال اور مغرب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر انگریزی چھاؤنی ہے۔ جس کو سیکرور کہتے ہیں۔ یہاں مکانات اور کوٹھیاں حکام ملکی کی ہیں۔

یہہ شہر ہمیشہ سے علم سنسکرت کا گہر ہے اور ہندوستان میں ایسا ہے۔ جیسا کہ یونانیون کے لئے شہر ایتہنز (یونان کا دار السلطنت ہے اور ہزار برس پہلے بہی دار الحکومت تہا۔ اسکی آبادی پچاس ہزار آدمیونکی ہے) تہا یہ شہر اب بہی ہندوؤنکی باقیماندہ علوم کا مخزن ہے۔

بدل دیتی ہیں۔ جیسے سیت سے ہفت۔ بعض کا بیان ہے کہ ہندوستان کے باشندے فارسیون سے کچھ سیاہ فام ہوتے ہیں اس لئے ہند و بمعنی سیاہ ہوا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ لفظ اند و بمعنی چاند سے نکلا ہے۔ چونکہ زمانہ سلف میں چندربنسی (اکشواکا بہنوئی بدہ تہا اسکی اولاد چندربنسی کہلائی) راجاؤنکا راج ہندوستان میں بہت عرصہ تک رہا۔ اور یہی وجہ قوی معلوم ہوتی ہے اس ملک کو صرف ہند ہی کہتے ہیں سنسکرت نام بہارت ورش ہے کیونکہ چندربنسی راجہ بہرت

جس زمانہ میں فتوحات اسلامی کا ڈنکہ ہندوستان کے سرحدی بڑے بڑے مقامون
پر بج رہا تہا۔ بنارس سے ایک صوفی بہوجر برہمن مسلمانون سے مذہبی بحث کرنے کیلئے
بلاد اسلامیہ کو روانہ ہوا اور سلطان علی مرد کے زمانہ میں داخل شہر الکفوت ہوکر قاضی
رکن الدین سمرقندی (سمرقند کی وجہ تسمیہ اور بانی کا حال تاریخ حیدر آباد دکن مع
تصاویر میں لکہا گیا۔ مولف) سے ملاقات کی۔ مباحثہ کا ارادہ تو جاتا رہا۔ بجائے اسکے
علوم عربیہ سیکہنا شروع کئے اس نے قاضی صاحب کی خدمتمیں ایک کتاب جس کا نام
انبرت کہنڈ تہا۔ پیش کی اور اس کے مطالب بیان کئے۔ قاضی صاحب اس کے
مسائل سے پوری آگاہی حاصل کر کے ایسے شائق ہوئے کہ اس سے سنسکرت پڑہنا شروع
کی اور اصل زبان سے واقف ہوکر فارسی میں پہر عربی میں کتاب مذکور کا ترجمہ کیا
تاہم اسکے مشکل مقامات شرح کے محتاج تہے۔ اتفاق سے بہوجر کا ایک شاگرد ابہوانا تھ
بلاد اسلامیہ میں پہونچا تو ایک سنسکرت دان عالم نے اس سے یہ کتاب پڑہی اور عربی زبانمیں
اسکا نہایت عمدہ ترجمہ کیا جسکا نام مراۃ المعانی اا ادراک العالم الانسانی ہی شاہجہان
نے ایک ہندو فقیر کیلئے جو اسوقت اپنے علم وفضل میں مشہور تہا کچھ تو اس کی فضیلت
علمی کے لحاظ سے اور کچھ راجاؤن کی خاطر سے دو ہزار سال کی پنشن مقرر کر دی تہی
یہہ فقیر دہلی میں بادشاہ اور امراء کے دربار میں اسی مختصر پوشاک سے جو بنارس میں پہنے
رہتا تہا۔ جایا کرتا تھا۔ اس کی پنشن اورنگ زیب نے تعصب مذہبی کی

تتمہ حاشیہ:۔ نے کسیوقت میں تمام ہندوستان پر حکومت کی ہے۔ انگریز لوگ اسکو انڈیا کہتے ہیں منوشاستر میں ہندوستان کا نام آریاورت یعنی مسکن معززین آیا ہے کیونکہ آریہ کے معنی سنسکرت میں معززا ور عالیخاندان کے ہیں زردشت کی کتاب زندہ اوستا میں بہی وسط ایشیا اور ایران کو ایریا لکھا ہے یہی لفظ ارینی۔ یونانی اور جرمنی زبان میں بہی پایا جاتا ہے۔ ۱۲ سنہ اس کی وجہ تسمیہ ہم نے تاریخ اودہ میں لکہی ہے ۱۲ مولف سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۳۳۵۰۰ آدمیونکی آبادی تہی

وجہ سے جو اس کی عادت تھی بند کر دی تھی۔

اس شہر میں ہولی کے بعد گنگا پر بڑھوا منگل کا میلہ قابل دید ہوتا ہے اور تین روز تک رہتا ہے درگاجی کے مندر پر سہ شنبہ کو قربانی وغیرہ ہوتی ہے اس مندر میں بندر بکثرت رہتے ہیں جنکو ہنود کھلاتے پلاتے ہیں۔ باوجودیکہ بہت سے نکالے گئے ہیں تاہم کسیقدر باقی ہیں۔ درگاکنڈ بھی عمدہ مندر ہے اس کے گرد اور بھی مکانات ہیں جو مہادیو اور گنیش جی کے کہلاتے ہیں۔ سبکے درمیان درگاجی استھان ہے جہاں اُنکا بُت رکھا ہے دیکھنے آنے والوں کے ٹھیرنے کے لئے وہاں بہت سے کمرے ہیں چونکہ دیوی بہتا ہوا خون دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہے۔ اس لئے بہت سی بھیڑ اور بکریاں قربانی کیجاتی ہیں۔

گورنمنٹ کالج جس کو سرکار انگریزی نے ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے خرچ سے سنہ ۱۸۱۱ء میں باہتمام میجر کیٹو صاحب انجنیر بنوایا ہے اور بشیشر ناتھ مہادیو کا مندر اورنگ زیب کی مسجد۔ مان مندر یعنی صدر خانہ اور پختہ گھاٹ و دیگر مندر قابل دید عمارات ہیں یہاں کے گھاٹوں کی بلندی سیڑھیوں کی خوبصورت قطار سے شہر کی خوبصورتی اور شان عجیب لطف دکھاتی ہے یہاں کا کمخاب۔ گلبدن۔ ظروف برنجی۔ سونے چاندی کا زیور اور خراد کا کام مشہور ہے تلسی داس مصنف رامایین نے ۵ شوال سنہ ۱۰۳۲ھ مطابق ۲۴۔ اکتوبر سنہ ۱۶۲۳ء کو اور شیخ محمد علی حزین نامی شاعر نے سنہ ۱۱۸۰ھ مطابق سنہ ۱۷۷۲ء میں یہیں انتقال کیا۔ شیخ کی قبر بمقام فاطمان موجود ہے۔

تاریخ وفات

زِ شیخ محمدِ علی حزین		تہی گشت ہیہات روئے زمین

متعلقۂ صفحہ

۴



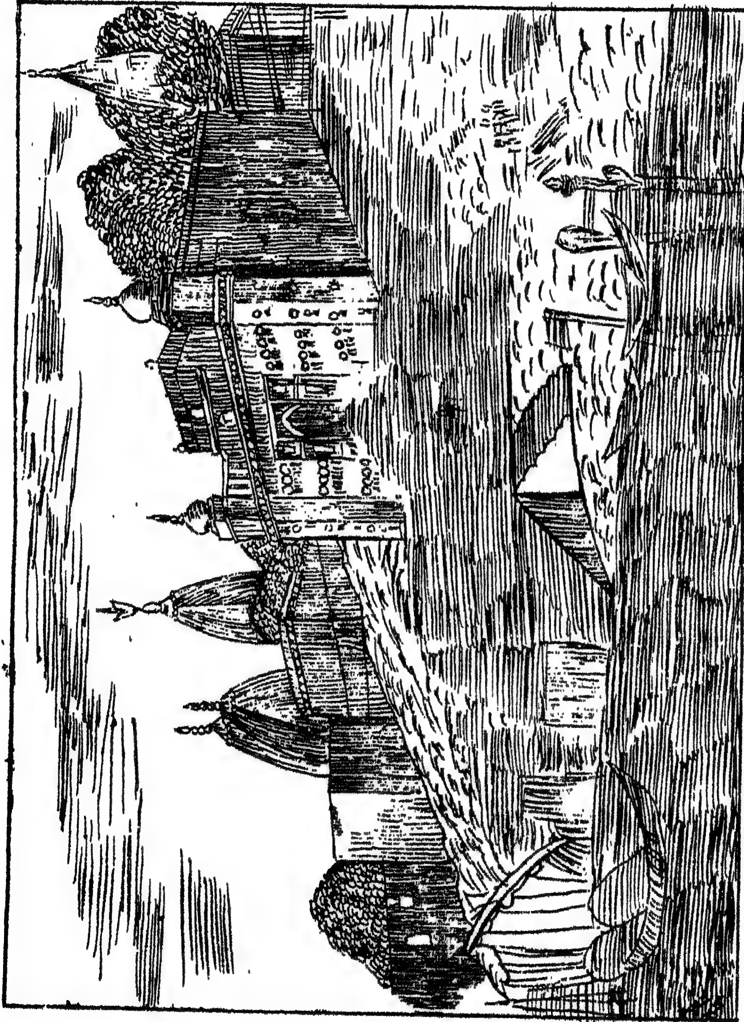
دُرگا جی کا مندر

متعلقہ صفحہ ۴



دُرگا کُنڈ

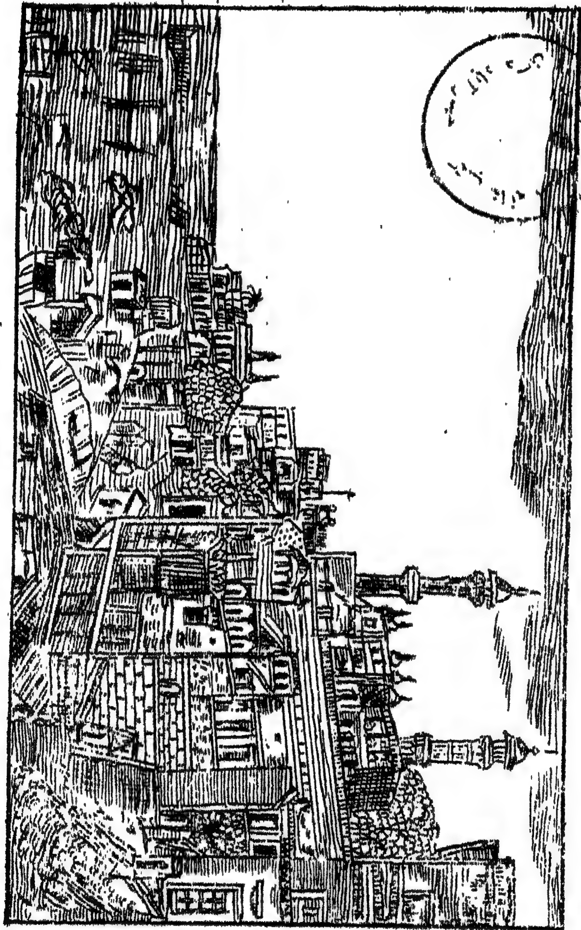
متعلقہ صفحہ ۴



گھاٹ

متعلقہ صفحہ

۴



گھاٹ

حواشی متعلقہ صفحہ ۴

ف۱ جب تلسی داس کی شہرت کا آوازہ بعہد شاہجہان دہلی پہونچا۔ بادشاہ نے بوجہ تخالف مذہبی اسکو قید کیا۔ اسوقت ہزارہا بندرون قیدخانہ توڑنے لگے۔ آخرش متعجب ہوکر چھوڑ دیا۔ یہ قوم کا کنیخ برہمن قدیم باشندہ راجہ پور متصل چترکوٹ ضلع باندہ (باندہ سے اٹھارہ کوس جانب جنوب مشرق اہل ہنود کا تیرتھ ہے یہاں راجہ رامچندر (انکا مفصل حال ہمنے تاریخ اودہ میں مع تصاویر لکھا ہے مؤلف) بن باس کی حالت میں کچھ عرصہ تک رہے تھے) ملک بندیلکھنڈ کا تھا۔ انکے گرو کا نام جگناتھ داس تھا۔ کلام تلسی داس کا یہ ہے ۔ رام الیکھ گریب نواجے۔ لوک ویدور پردہ برلیجے ۔ جوبن رہی نہ دہن رہے گا تو نہیں ٹھاؤن۔ تلسی جگ میں جس رہا اور ہے رام کا ناؤں۔ گنے گریب گرام نرا گر پنڈت موٹے لیس او جاگر۔ مایا کو مایا ملے کر کر اوپے ہاتھ۔ تلسی داس گریب کو کوئی نہ پوچھے بات + ایک ہندی شاعر نے تلسی داس کی تاریخ وفات میں یہ لکھی ہے ۔ سمبت سورہ سے اسّی گنگ کے تیر ۔ ساون سکلا ستمی تلسی تجے سریر ۱۲

ف۲ سنہ ۱۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اکثر بلاد ایران وغیرہ کی سیر کی۔ محمد فصیح فسائی انکے استاد تھے۔ علوم منطق ریاضی الہی وغیرہ پڑھے ہوئے تھے اور شاعری میں درجہ کمال حاصل تھا۔ ہندوستان میں اول بمقام ٹھٹھہ واقع سندہ آئے۔ چندروز بعد ملتان اور لاہور ہوکر دہلی میں آئے۔ نادرشاہ کے جانے بعد عمدۃ الملک امیرخان نے محمد شاہ سے کچھ جاگیر دہلی میں دلوادی تھی یہاں انہوں نے ہند کی ہجو کی جسکا ایک شعر یہ ہے ۔ نشناس سیر تی ست تماہ مردمی۔ از دیولاخ ہند کہ انسان ندانست ست۔ لکھنا شروع کی۔ امیر شعراء دہلی متنفر ہوگئے۔ آخر یہ وہاں کا رہنا بے لطف سمجھکر آگرہ کی راہ سے بنارس کو نواب آصف الدولہ (بعض کتب تاریخ معتبر سے زمانہ نواب شجاع الدولہ میں انکا بنارس آنا پایا جاتا ہے) کے وقت میں آگئے۔ یہ بات مشہور ہے کہ نواب موصوف بنارس میں انکی ملاقات کو بمقام فاطمان گئے تھے۔ وہاں دربان نے روکا۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ ہمارے طرف سے جاکر کہو ۔ ع ۔ در درویش را دربان نباید ۔ بجواب اسکے شیخ نے کہلا بھیجا ۔ بباید تا سگ دنیا نیاید۔ مگر آخر کو بلایا اور ملاقات کی۔ دیوان کا اقسام سخن پر منقسم ہے کل ابیات عربی و فارسی قریب بیس ہزار (۲۰۰۰۰) کے ہیں چند اشعار

نبرد جلوۂ گل جانب گلزار مرا
میبرد نالۂ عرفان گرفتار مرا

در دل تنگ بود جلوۂ جانانہ مرا
یوسف ہست درین گوشۂ کاشانہ مرا

مطرب پیالہ بر کش و ساقی شراب دہ
ایام را بمال فلک را جواب دہ

(رباعی)
ساقی قدح کہ دور گلزار گذشت
مطرب غزلی کہ وقت گفتار گذشت

شیخ نے اپنی قبر خود تیار کرکے اپنے ہاتھ سے چند کلمہ و شعر لکھے تھے وہ یہ ہیں برسر لوح تبارک اللہ ۔ بعد ازاں ۔ یا محسن قد اتیک المسئ بعدہ العبد الراجی رحمۃ اللہ الغفور محمد المدعو بعلی بن

ابیطالب الجیلانی اور پائین یہ مطلع ہے

روشن شد از وصال تو شبہائے تار ما ؛ صبح قیامت ست چراغ مزار ما

اور دونوں پہلوئے مزار پر یہ دو شعر تحریر ہیں۔

زبان دان محبت بودہ ام دیگر نمیدانم ؛ ہمیدانم کہ گوش از دوست پیغامی شنید اینجا

حزین از پائے رہ پیما بسے سرگشتگی دیدم ؛ سر شوریدہ بر بالین آسائش رسید اینجا

کبیر جولاہہ باشندہ رتن پور ضلع فیض آباد واقع ملک اودھ جو بعہد سکندر لودی یہاں بعقائد ہنود عبادت کرتا رہا۔ اور فقراء کے نزدیک صاحب کمال تھا اس کے مصنفات مشہور عام ہیں۔ اسکی قبر بھی یہیں ہے۔

شہر سے جنوب کی طرف گنگا پار راجہ بنارس کے رہنے کا قصبا خوبصورت سنگی قلعہ بنا ہے۔

ن ۔ کبیر صاحب دبستان مذاہب نے ایک عجیب حکایت اسکی اسطرح پر لکھی ہے کہ جب اسکا انتقال ہوا تو ہندو اور مسلمان دونوں جمع ہوئے۔ ہندو چاہتے تھے کہ نعش کو جلا دیں۔ مسلمان دفن کرنا چاہتے تھے۔ اس اثنا میں ایک فقیر آیا۔ اور کہا کہ کبیر دونوں سے علیحدہ تھا۔ اس کے بعد جب حجرہ کا دروازہ کھولا تو نعش کو نہ پایا تب ہندوؤں نے جگنا تھ میں ایک تودہ مثل قبر کے بنا دیا۔ وہ کبیر کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔

صاحب تاریخ جدید لکھتے ہیں کہ اس نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا تھا اور رامانند کے بارہ شاگردوں میں سے ایک یہ بھی تھا اسکو ہندو مسلمان دونوں مانتے ہیں چنانچہ اس کے مرنے پر دونوں فرقوں میں اس وجہ سے لڑائی ہوئی کہ ہندو جلانا اور مسلمان دفن کرنا چاہتے تھے۔ اسی اثنا میں کبیر نے او پر ظاہر ہو کر کہا کہ ہیر اکفن اٹھا کر دیکھو جب دیکھا تو ایک ڈھیر پھولوں کا پایا۔ تب راجہ بنارس نے آدھے پھول جلا کر اپنے شہر میں ایک مندر کبیر چوڑا بنوایا۔ (بقول یہ کبیر کا مسکن ہے۔ سو بہا اور بجلی خان سردار مسلمانان نے آدھے پھولونکو دفن کر کے اس پر روضہ بمقام مگہر متصل گورکھپور جسکا پرانا نام گورچ پور تھا کثر استعمال سے گورکھپور ہو گیا۔ دبروایت دیگر معنی گورکھناتھ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ گو کہ دہندا جو ایک قسم کا کھلونا ہے۔ وہ اسی کا ہے۔) بنوادیا نہیں کبیر نے وفات پائی تھی۔ بہر حال یہ شخص موحد تھا۔ کلام اسکا یہ ہے۔

چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روے ؛ دو پٹ بھیتر آئیکے ثابت بچا نہ کوے ؛ کبیر سر یہ سرائے ہے کیوں سوئے سکھ چین

کوچ نگارا سانس کا باجت ہے دن رین ؛ مالا پھیرت جگ گئے گیا نہ من کا پھیر ؛ کر کا منکا چھوڑ دے من کا من کا پھیر

اور تھوڑی سی آبادی ہی مثل چھوٹے قصبہ کے ہے۔ جو رام نگر (مہاراج بروند سنگھ نے آباد کیا) کے نام سے مشہور ہے۔ اور ایک تالاب اور ایک بہت وسیع مندر مہاراج چیت سنگھ کا بنوایا ہوا ہے۔ یہ مندر ناتمام تھا۔ لیکن جس قدر بنا تھا اُس میں پتھر پر تصاویر قابل دید ہیں۔ اوپر کے ناتمام حصہ کو مہاراج ایشری پرشاد نرائن سنگھ نے بنوا دیا ہے۔ مگر باریکی و نفاست میں مثل سابق کے نہیں ہے۔

دریائے گنگا پر ریل کا بہت بڑا پل راج گھاٹ میں تیار ہوا ہے۔ جو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل کے نام پر ڈفرن برج (BRIDGE یعنی پل) موسوم ہے۔ اس پل کی تیاری میں تہتر لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔ اور افسران تعمیر پل مذکور میں اصحاب مندرجہ ذیل بالتخصیص قابل ذکر ہیں۔

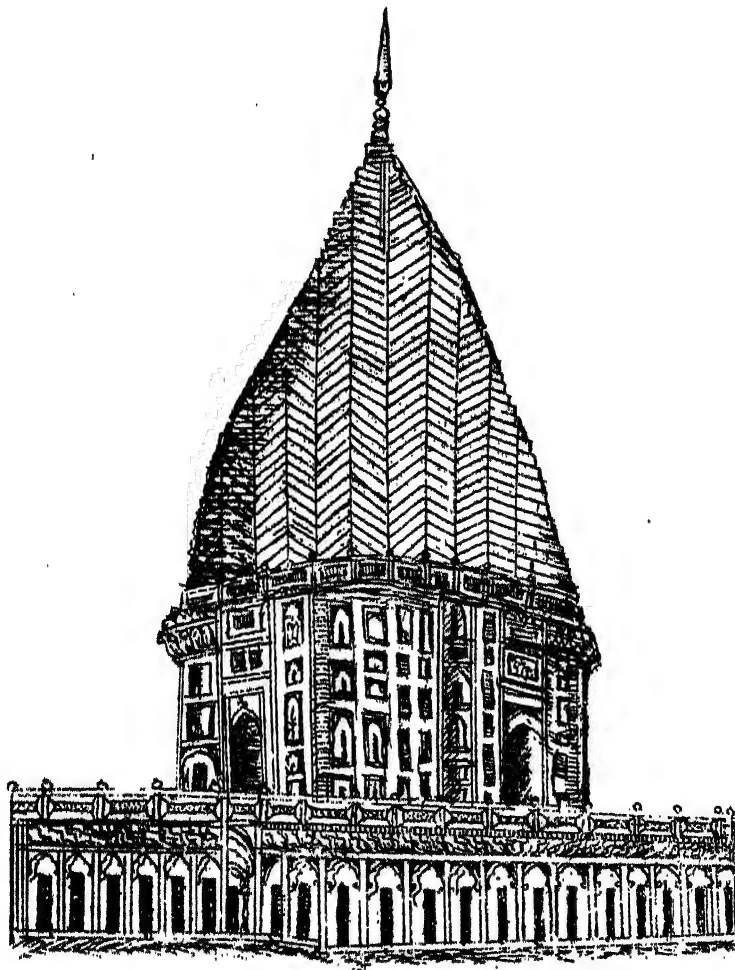
(۱) مسٹر ہڈ اسسٹنٹ چیف انجینیر اودہ روہیلکھنڈ ریلوے کمپنی مقیم لکھنؤ۔

(۲) مسٹر الیٹ۔ ٹی۔ جی والٹن صاحب رزیڈنٹ انجینیر بنارس یہ لوگ اس پل کی تعمیر کے مہتمم تھے۔ اور یہ بارہ سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پاتے تھے۔

(۳) مسٹر تھیو مشیر انجینیر یہ انگلستان کے انجینیر تھے۔ لیکن اس پل کے متعلق مشورہ دینے کے لئے آئے تھے۔

ان افسروں کے علاوہ ایک یورپین اسسٹنٹ انجینیر بمشاہرہ چھ سو روپیہ ماہوار۔ ایک یورپین صدر منصرم بمشاہرہ پانسو روپیہ۔ پانچ یورپین انسپکٹر بمشاہرہ چھ سو سے ڈیڑھ سو روپیہ تک مقرر تھے۔ پانچ چھ یورپین جنکی تنخواہ فی کس تین سو ساٹھ روپیہ تھی نجاری اور آہنگری کے کام پر مقرر تھے۔ نقشہ نویس۔ محاسب اور اس قسم کے اور افسر قریب بیس کے بیس سے لیکر ایک سو چالیس روپیہ ماہوار تک کے نوکر تھے۔

متعلقہ صفحہ ۱۱

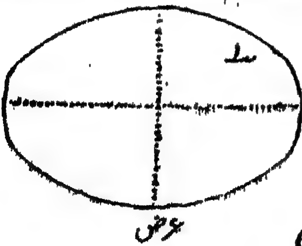


مندر واقع رام نگر

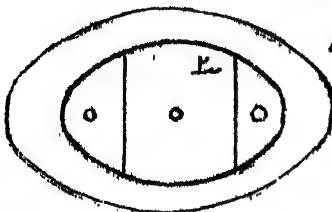
بہت سے خلاصی بمبئی سے آئے تھے۔ جنکی تنخواہ تیس تیس روپیہ تھی۔ اور وہ دریا میں
کشتی اور جہاز چلانے میں نہایت ہوشیار تھے۔ کارخانہ آہنگری اور نجاری میں برقی
روشنی ہوتی تھی۔ اور اس کام کے لئے بھی ایک افسر مقرر تھا جس کی تنخواہ تین سو روپیہ
ماہوار تھی۔ دریا کے اس پار سے اس پار تک ٹلیفون لگا تھا۔ جس کے ذریعہ سے
اس پار کے افسر سے بات کیجاتی تھی۔

اس پل میں چھوٹے بڑے سب سولہ در ہیں جن میں سے سات بڑے اور نو چھوٹے
ہیں۔ بڑے در کی وسعت ایک پایہ کے وسط سے دوسرے پایہ کے وسط تک ۱۱۸ گز
اور چھوٹے در کی وسعت اسی حساب سے ۸۳ گز ہے۔ بڑے در شہر کیجانب کے کنارے
سے اس مقام تک ہیں۔ جہانتک معمولی حالتوں میں دریا کی طغیانی ہوتی ہے
اور چھوٹے در دوسرے کنارے کی جانب اس لئے بنائے گئے ہیں کہ اگر دریا میں
زیادہ پانی آئے تو سڑک ڈوبنے سے محفوظ رہے۔

پل کا طول ایک کنارہ کے پشتہ سے دوسرے کنارے کے پشتہ تک ۱۱۶۹ گز ہے۔



بڑے درون کے پائے اس بیضاوی شکل
کی کوٹھیوں پر جس کا طول ۶۵ فیٹ
(۳ فیٹ یا ۲ ہاتھہ کا ایک گز ہوتا ہے)
اور عرض ۳۸ فیٹ ہے بنائے گئے۔ اور ہر ایک پایہ میں
تین سوراخ اوپر سے نیچے تک بنائے گئے۔ تاکہ اونکے
ذریعہ سے نیچے کی مٹی اوپر بخوبی نکالی جاسکے۔



جو پائے پانی میں رہینگے انکا کام دس فیٹ سے

لیکر تین فیٹ تک کے عمق میں کیا گیا۔ اسواسطے اُنکے لیئے پنچکونکی ضرورت ہوئی تین پنچک دس فیٹ دو پنچک ۲۰ فیٹ ایک ۲۴ فیٹ ایک پچاس فیٹ کا تہا۔ یہ پنچک دو پٹھوں (ایک جہازی شکل کی کل پر جو پانی پر معلق رہتی ہے) کے درمیان جوڑے گئے جب دس فیٹ بلند ہو۔ تو پٹھوں کے ذریعہ سے پانی میں اوتار دیئے گئے۔ پانی پر کسی مطلوبہ بلندی تک اوٹھانے یا نیچے چلانے کے لیئے اونکا وزن کبھی کم اور کبھی زیادہ کردیا جاتا تھا۔ بعدہٗ پنچکونکی زنجیرین نکال لیجاتی تہین اور معمار اندر جوڑائی شروع کردیتے تھے جب دس فیٹ جوڑائی ہوجاتی تہی۔ تو نیچے کوٹھی گلائی جاتی تہی گلائی بروس صاحب کے جہام کے ذریعہ سے ہوتی تہی۔ کوٹھی کے ہرایک خانہ پر جہام لگایا جاتا تھا۔ اور آلہ جرثقیل کے ذریعہ سے نیچے کوٹھی اُتاری جاتی تہی۔ ہرآلہ جرثقیل ۴۵ من (ایک من چالیس سیر کا ہوتا ہے) کا بوجھ اُٹھا سکتا تھا۔ اور خود آلہ جرثقیل کا وزن اُس سے دوچند تھا جہام کا محیط ۸۰ فیٹ اور وزن ۳۰ من تھا۔ اور ۱۰۰ من مٹی اُس میں اسکتی تہی۔ رات کو کام برقی روشنی کے ذریعہ سے ہوتا تھا رات کو دو فیٹ گلائی ہوتی تہی۔ اور دنکو اُسی دو فیٹ کے برابر جوڑائی ہوتی تہی۔ اول شہر کیجانب تین کوٹھیان ۷۴ فیٹ سے ایکر ۷۰ فیٹ تک گلائی گئین۔ ان تینون پایونکی کوٹھیان پندرہ پندرہ فیٹ چکنی مٹی کے اندر گلی ہین۔ اُسکے بعد دو پایہ ۱۴۰ فیٹ چھٹا پایہ ۱۲۱ فیٹ۔ اور ساتوان پایہ ۱۳۳ فیٹ گلایا گیا۔ ان ساتون پایونکی کوٹھیان اوسوقت قائم کیگئین جب وہ زرد بالو تک پہونچ گئین۔

ان پایوں میں جو تین تین سوراخ رکھے گئے تھے۔ اُن میں کنکر اور پتھر کے باریک ریزے مختلف قسم کے پائدار مضبوط مصالحون میں مخلوط کرکے بہرتے گئے۔ بعدہٗ ایک تہ پتھر کے چوکھٹوں کی دی گئی۔ اور اُس پر سے بالائی

پایہ بنایا گیا۔ یہہ بالائی حصہ ٹھوس جوڑائی کا ہے۔ تہہ کے چوکھٹہ سے لیکر اوپر تک ۶۲ فیٹ بلند ہے۔

گرمی کے موسم میں دریا کا پانی اقل درجہ جہانتک اتر آتا ہے وہاں سے لیکر چنائی تک ہر پایہ ۲۷ فیٹ ۷۔ انچ اونچا ہے۔ چھوٹے پایوں میں سے ہر ایک میں دو دو کوٹھیا ہیں جنکا محیط[2] ۱۲ فیٹ ۶۔ انچ ہے۔ کنارے دونوں پشتے موجودہ سطح زمین پر پنچ ہیں اور نیچے کوٹھی نہیں گلائی گئی ہے۔ بڑے پایہ کے آہنی شہتیر ۳۵ فیٹ بلند ہیں۔ ا در شہتیر کے وسط سے دوسرے شہتیر کے وسط کا فاصلہ ۲۰ فیٹ ہے۔ آمد و رفت کا راستہ بڑے درونکے شہتیرونکے درمیان اور چھوٹے درونکے شہتیرونکے اوپر ہے۔ بڑے شہتیرونکے درمیان ریل گاڑی اور چھکڑوں وغیرہ کے چلنے کا راستہ ہے اور شہتیرو کے باہر ادہر ادہر پیادہ آدمی چلتے ہیں۔ مگر یہ سب راستے ایک ہی سطح پر ہیں۔

چھوٹے پایوں کے شہتیر بڑے پایونکے شہتیر بنانے کے کام میں لائے گئے تھے۔ مگر جبوقت بڑے پائے تیار ہوگئے تو چھوٹے شہتیر نکال ڈالے گئے۔ چھوٹے شہتیر بڑے شہتیرونسے طول میں تہائی ہیں۔ چنانچہ درمیان میں دو آہنی ستون اور کھڑے کرکے اونپر شہتیر قائم کیے گئے ہیں۔ یہ شہتیر فولاد کے ہیں۔ اور پائیدار ہیں۔ کل شہتیرونکا وزن ایک لاکھ پچہتر ہزار ٹن کے قریب ہے اور سب سے زیادہ جس پایہ کی کوٹھی گلائی گئی ہے اوسکی بلندی تہ سے لیکر شہتیر کی چوٹی تک ۲۵۲ فیٹ ہوئی۔ اسکی ترکیب میں جو مصالح اور اینٹ وغیرہ شامل ہے۔ اسکا وزن چار لاکھ چھیالیس ہزار ٹن ہے جس کو مزدوروں نے تختہ کے ایک معلق ٹپاؤ کے ذریعہ سے پہونچایا ہے۔

[2] ۳ کھڑے جو = ۱ انچ د ۱۲ انچ = ۱ فٹ ۔ دائرہ کے گول خط اور گرہ کی ناپ کو کہتے ہیں۔ ۱۲

پایہ نمبر ۴ پر ماہ اپریل ۱۸۸۲ء میں ایک بڑا صدمہ گذرا تہا یعنی جسوقت اس پایہ کی کوٹہی گلائی جاتی تہی تو اس کی راہ میں ایک تہ چکنی مٹی کی حائل ہوئی یہ تہ دفعتہً ایک جانب شق ہو گئی۔ اور اس کے اندر کی بیشمار بالو سوراخونکی راہ اوپر چڑہنے لگی اور تیس فیٹ تک بلند ہہوتچ گئی۔ جسوقت بالو نے زور کیا تو اندر کا پانی بہی جوش کہانے لگا۔ اسوقت پایہ کی چوڑائی ۱۲ فیٹ اونچی تہی۔ چونکہ کام تازہ بنا ہوا تہا۔ اس لیے پانی کے زور کو نہ روک سکا۔ اور ایک طرف کا کام ۲۸ فیٹ تک قریب ایک ثلث کے ٹوٹ گیا۔ اور زمین کے اندر کی کوٹہی ۱۳ فیٹ پہٹ گئی۔ اس پہٹے ہوئے حصے کا وزن تیرہ ہزار پانسو من تہا جسکا عمق ۶۰ فیٹ۔ طول ۴۶ فیٹ عرض ۵ فیٹ تہا۔ یہہ تمام ایک ساتھ ہی نہیں گرا۔ بلکہ بتدریج پانی کے دہارے میں بہہ گیا تہا۔ جسکا پتہ کچھ نہ معلوم ہوا۔ اس پایہ کی شکستگی سے نہایت مایوسی ہوئی تہی۔ کسی انجنیر کی رائے اس کی درستی کی نسبت لائق اطمینان نہ تہی۔ لیکن بالآخر مسٹر والٹن صاحب نے یہہ تدبیر نکالی کہ جسقدر پایہ کا حصہ ٹوٹ گیا تھا۔ اسی شکل کا ایک آہنی چادر کا خول بنوا کر ۱۰ فیٹ گلا دیا۔ اور اسمیں کنکر پتھر کے ریزے ترکیبی مصالحونمیں مخلوط کر کے بہر دیئے۔ اور مزید استحکام کے لحاظ سے خول میں آہنی سلاخیں جڑ دین۔ بدین ہیئت ۶۹ فیٹ تک کی کوٹہی اور گلائی گئی۔ اب اس خول کی چوٹی دریا سے ۷ فیٹ کے فاصلہ پر واقع ہے یہ پل ۳ ہزار ۵ سو ۲۲ فیٹ لمبا ہے۔ اور ۵ سال ۶ ماہ ۱۱ روز میں اسکی تعمیر ختم ہوئی ہے یہ پل بہت چوڑا اور خوبصورت ہے۔ پانچ راستے ایک ہی عرض میں ہیں بیچ میں ریلوے لائن ادہر ادہر پختہ سڑک ایک گاڑی آنے دوسری جانے کیواسطے پہر اس کے دونون جانب پیدل آنے جانے کے لئے دو راستے ہیں۔ کوٹہیونکے گلانے میں جو مٹی دریا کے نیچے سے نکالی گئی۔ اس

میں بہت سی عجیب چیزیں برآمد ہوئیں۔ ان سب چیزوں کو مسٹر والٹر صاحب نے ایک الماری میں جمع کرکے ہر شے پر ایک پرچہ لگا دیا تھا۔ اور اسپر لکھا تھا۔ کہ کس تاریخ اور کتنے فیٹ گہرائی میں وہ برآمد ہوئی۔ انمیں سے بعض اشیاء کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے

۱- مٹی کا برتن صراحی نما جو ۲۱ فیٹ گہرائی میں نکلا۔ اسمیں یہہ تعجب کی بات ہے کہ دریا کی تہ کے نیچے سات گز کی گہرائی میں پڑا رہا۔ اور مسلم رہا۔ اور پھر کوٹھی گلاتے وقت بھی ثابت رہا نہیں۔ معلوم کہ کسطرح کی مٹی سے بنا ہے۔

۲- ایک لوہے کا پتر جو دو انگل چوڑا اور ایک ہاتھ لمبا ہے یہ کئی جگہ سے خمیدہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بنایا گیا ہے۔ غالباً یہ پتر بارود کے کپّے کا ہے جو سرنگ اڑانے میں یہان تک پہونچا ہے۔



۳- ایک سرکاری مہر جس کی شکل یہہ ہے۔

۴- کئی پیسے جو گورکھپوری پیسوں کے مشابہ مگر اونسے زیادہ گول اور موٹے ہیں۔ مورچہ کی وجہ سے عبارت نہیں پڑہی گئی مگر حروف فارسی کے معلوم ہوتے ہیں +

۵- ایک سیپی جس کا صرف ایک پٹ ہے۔ اس کے اندر بالو کی ایسی پتھریلی شے جم گئی ہے کہ پتھر اور سیپی ایک ہی چیز معلوم ہوتی ہے۔



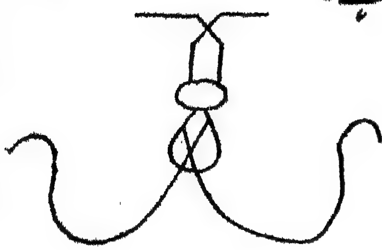
۶- ایک آہنی آلہ جو بشکل گھوڑے کی لگام کے ہے جس کی صورت یہہ ہے۔

۷- ایک شے ہنکڑی کے مشابہ ہے۔ جو دیسی ساخت

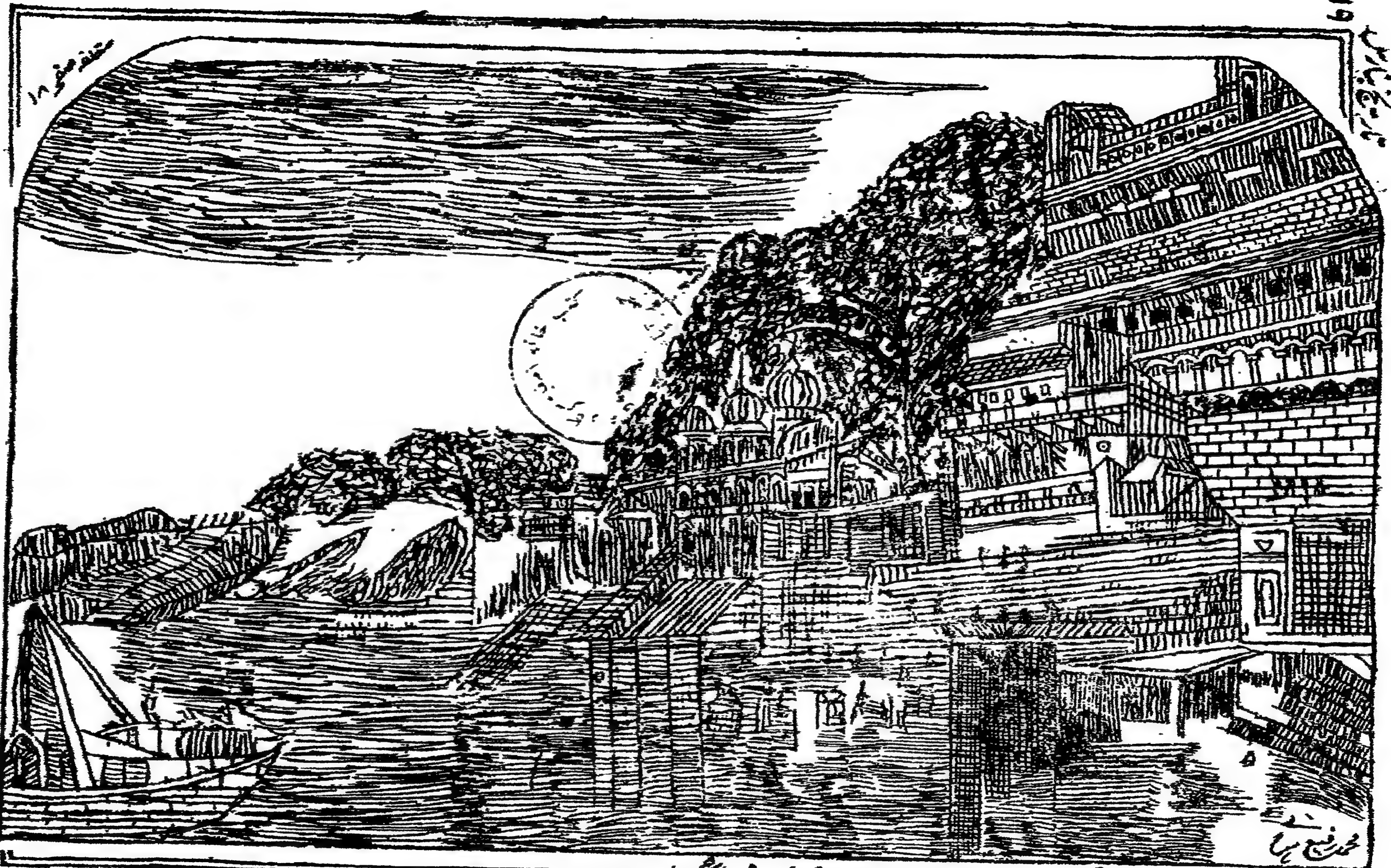
کی معلوم ہوتی ہے۔ صورت اسکی یہ ہے۔



(۸) ایک تانبے کی دیگچی پٹنہ کی ساخت کے مشابہ۔
(۹) ایک آہنی آلہ جو کانٹے یا ترازو کی شکل کا ہے۔
صورت اس کی یہ ہے۔



(۱۰) ایک تانبے کی لٹیا جو ہندوؤنکی برنجی لٹیا سے مشابہ ہے۔
(۱۱) موصلی سیاہ کی شکل کی بہت سی جڑین۔
(۱۲) ایک سنگی مورت جو درگا جی کی مورت کی ہمصورت ہے۔
(۱۳) ایک سنگی مورت جو سیتلا دیئی کی مورت سے آشبیہ ہے۔
علاوہ انکے ہرن کی کھوپری۔ ہاتھی کی ہڈیان۔ انواع و اقسام کے کنکر پتھر۔ اور انکی مختلف صورتوں اور حالتوں کے مختلف مرکبات کے گولے جنکے اندر سخت چکنی مٹی ہے۔ اور اوپر ایسے مضبوط کنکر نصب ہیں۔ جو چھڑانے سے نہیں چھوٹتے۔ کنکر اور پتھر بہت سی قسم کے ہیں۔ کچھ کھنگر۔ کچھ آدہی مٹی اور آدہے پتھر کی شکل کے بعض سیاہ بعض سفید اس شہر میں منجملہ اور مقامات متبرک ہنود کے منکرنکا کنڈ بھی ہے۔ اس میں ہزارہا ہندو دور دراز شہر وں سے آکر اشنان کرتے ہیں۔ اہل ہنود کا عقیدہ ہے کہ اس کنڈ میں نہانے سے کل گناہ زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ کنڈ بشکل مستطیل (جس کے مقابل کے دونو ضلع برابر اور چاروں زاویہ قائمہ ہوں ▭) ہے اور اس کے گرد آہنی سلاخیں حفاظت کے واسطے لگی ہیں۔ اور مثل تالاب کے سیڑھیاں بنی ہیں چنانچہ سیڑھیاں اوتر کر آدمی کنڈ میں پہونچتا ہے۔ اس کنڈ میں پانی اس قدر کم رہتا ہے۔ کہ بالکل



مُنکرنکا کنڈ

میلا اور گندلا ہو جاتا ہے۔ تاہم مذہبی اعتقاد کے سبب سے صدہا ہندو روزانہ اس میں نہاتے ہیں۔ لیکن جب دریائے گنگ میں طغیانی پیدا ہوتی ہے اسوقت اس کنڈ میں بھی پانی زیادہ ہو جاتا ہے۔ بنارس میں جسقدر جاتری جاتے ہیں وہ پہلے پنڈتوں اور پوجاریوں کے ذریعہ سے اس کنڈ میں غسل کرتے ہیں بعدہٗ اور مندروں وغیرہ کا درشن کرتے ہیں۔ اور اسیوجہ سے پوجاریونکو ہزار ہا روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے اس کنڈ کے پانی کو بھی جاتری لوگ تبرکاً ساتھ لیجاتے ہیں۔

اس کنڈ کی وجہ تسمیہ امرکوش میں یہ لکھی ہے کہ مہادیو اور چمپن رشی کی عبادت گاہ قریب تھی۔ اس مقام پر پانی مطلق نہ تھا چمپن رشی نے مہادیو سے عرض کیا کہ پانی نہونے کے سبب سے ہم سورج کو پانی نہیں دیسکتے۔ اگر آپ چاہیں تو پانی پیدا ہو جاوے یہہ سنکر مہادیو نے اپنا ترسول چمپن رشی کو دیا۔ کہ کنواں کھود دے۔ پہلے چمپن رشی نے کھودنا شروع کیا۔ مگر زمین نہ کھدی۔ اور پانی نہ نکلا۔ تب اوس نے مہادیو سے یہ حال کہا اور پانی نکلنے کی تدبیر پوچھی۔ مہادیو یہ سنکر مسکرائے اور خود جاکر اپنے ہاتھ سے کھودا تیسرے روز ہاتھی کے سونڈ کی برابر موٹی دہار نکلی۔ چونکہ موسم گرما تھا اِس محنت سے مہادیو کے پسینہ نکلا۔ جو خوشبودار تھا اس پسینہ کی وجہ سے دہار دونی ہوگئی اور پانی خوشبودار ہو گیا کنواں کھودنے کیوقت مہادیو کے کان کا موتی اُسی کنوئیں میں گر پڑا لہذا اسکا نام منکرنکا ہوا منکرنکا اسکو کہتے ہیں جو چیز کان سے نکلے وساسمیدہ گھاٹ بھی متبرک جگہ ہے۔ یہاں پر برہماجی نے دس گھوڑونکی قربانی کی تھی۔ اسیوجہ سے اس گھاٹ کا نام وساسمیدہ ہوا۔

بنارس کے قدیم زمانے کے حالات مسلمانوں کے قبل سے لیکر ننسارام کے زمانہ تک بہت ہی

کم معلوم ہوئے ہیں۔ غرض اہل ہنود کی پرانی مذہبی کتابوں میں کہیں کہیں اسکا ذکر پایا جاتا ہے یہ الزام کچھ بنارس ہی کے تاریخی حالات پر عائد نہیں ہوتا۔ بلکہ کل ہندوستان کی تاریخ کا یہی حال ہے کہ جسقدر حالات صحیح ہیں انکو بھی ہندوؤں نے قصہ کہانی کی طرح اپنی کتابوںمیں تحریر کیا ہے۔

اس شہر کی نسبت ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا نے سب سے پہلے اسی کو پیدا کیا۔ اور اس کے ابتدائی راجہ مہادیو جی ہیں۔ لیکن جین مذہب کے لوگ اس کے خلاف ہیں انکا بیان ہے کہ کیدار ناتھ جی برہمن جوگی کیلاس کیطرف سے آکر اپنے تئیں مہادیو جی اوتار ظاہر کرکے راجہ کاشی ہوئے۔ اور قلعہ کالنجر واقع تحصیل بدوسہ ضلع باندھ بھی انہیں کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ جو ابتک مہادیو جی کے نام سے مشہور ہے۔

اہل ہنود کی معتبر کتاب کاشی رہسیہ میں اس شہر کی پیدائش کی اصلی کیفیت یوں لکھی ہے کہ ساتوں رشی (درویش عابد) انگرہ دشٹ وغیرہ وشنو کے پاس نجات کا راستہ دریافت کرنے گئے۔ وشنو نے سوچ سمجھ کر ایک بہت ہی چمکدار لنگ (آلۂ تناسل) پیدا کیا۔ یہ لنگ پہلے صرف ایک بالشت کا تھا۔ مگر پھر بتدریج پانچ کوس تک بڑھ گیا۔ اور اس مقام کا نام کاشی ہوا۔ اسوقت تمام دنیا پانی ہی پانی تھی اسکے بعد جب وشنو نے دیکھا کہ پانچ کوس جگہ رشیوں کے لئے غیر مکتفی ہوگی۔ تب اسکی اطراف میں اور زمین پیدا کی۔ اسی سبب سے ہندو کاشی کو دنیا کا مرکز سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے یہی حصہ زمین کا پیدا کیا گیا اور اس پانچ کوس کے حصہ کو بہت پاک خیال کرکے اس کے گرد جاترہ کرتے ہیں۔

اس شہر کی پیدائش کا صحیح وقت چاہے جو کچھ ہو مگر تاہم پران کے زمانہ میں بہت پاک

متعلّقۂ صفحۂ

۲۱



مہادیوجی

{یہ تصویر راجہ سر پربھو نرائن سنگھ بہادر والی کاشی کی کی سرکار سے دستیاب ہوئی}

سمجھا جاتا تھا اور اسوجہ سے بھی یہ شہر قدیم ثابت ہوتا ہے۔

یہ شہر سنسکرت کی پرانی کتابوں میں کاشی اور بارانشی دو ناموں سے موسوم ہے کاشی کی اصل تو سنسکرت لفظ کاش ہے۔ جو چمکنے کے معنی میں ہے اور جس سے یہ مراد ہے کہ یہ جگہہ روح کو روشن کرنیوالی ہے۔ اس لفظ کی اصلیت کی نسبت اور بھی بہت سی حکائتیں ہیں۔ اور صحیح طور پر نہیں ثابت ہوتا کہ کس زمانہ میں کسوجہ سے کاشی سے بارانشی یا بارانشی سے کاشی ہوا اور پھر یہ دونو لفظ بدل کر بنارس ہوگیا۔

بارانشی کی اصلیت کی نسبت پُران کاشی مہاتم اور کاشی کھنڈ میں لکھا ہے چونکہ یہ مقام برنا اور اَسّی دو دریاؤں کے درمیان میں واقع ہے۔ اس لئے اسے بارانشی کہتے ہیں لیکن یہ قول مسلّم نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ مقام قدیم زمانہ سے باسم بارانشی مشہور ہے۔ اور اس زمانہ میں یہ دو دریاؤں برنا اور اَسّی کے وسط میں نہ تھا۔ بلکہ برنا کے شمال میں واقع تہا۔ جو کہ اب تک پرانی عمارتوں کے منہدم نشانات سے ظاہر ہے۔

اگلی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شہر شیو (مہادیو) کے قبضہ سے نکلکر مختلف راجاؤں کے قبضہ میں رہا۔ ساڑھے پانسو برس قبل حضرت عیسےٰ کے ساکیا[1] منو موجد مذہب بودھ[2] نے اس شہر کو اپنا صدر مقام قرار دیا تھا۔ مقام سارناتھ مہادیو کے پاس جو بنارس کی پرانی آبادی کے قریب شہر سے ڈیڑھ کوس ہے۔ اُس وقت کے تین نشان ابتک پائے جاتے ہیں یہیں بودھ نے سب سے پہلے وعظ کہا تھا۔ اس جگہہ کو ڈیر پارک کہتے ہیں۔ یہاں پر بودھ وغیرہ کی مورتیں ٹوٹی پڑی ہیں۔ بودھ کے وقت میں یہ رمنہ کے نام سے موسوم تھا۔ چونکہ اس خاص مقام پر بودھ نے تعلیم شروع کی تہی

[1] ساکہ ایک قوم ہے ۱۲ [2] دیکھو ضمیمہ نمبر ۲ حالات بودھ ۔ ۱۱

متعلقہ صفحہ ۲۳



اہل چین کے بودھ کی تصویر

اہل جاپان کے بودھ کی تصویر جو بتیس ۳۲ ہاتھ بلند ہی

ہندوستان اور تبت کی بودھ کی تصویر

لہذا اس جگہہ کو مقدس خیال کر کے راجہ اشوک نے تین سو سال قبل مسیح کے یہہ
مینار بنایا تہا۔ یہ ایک ٹہوس بڑا گنبد اوندہی ہانڈی کی صورت کا ہے بسبب کہنگی کے اس
کے پتہر ہلتے اور گرتے جاتے ہیں۔ اسکا قطر (بیچون بیچ کی ناپ) بنیاد کے پاس سے ۹۳
فیٹ اور بلندی ۱۲۸ فیٹ ہے اس کے نیچے کا حصہ سنگین اور اوپر کا خشتی ہے اس
کے چارو نطرف آٹھ بڑے ہوئے چھجے ہیں اور ہر ایک پر مورت لگانے کے پیڑہی بنی
ہے مگر مورت کوئی نہیں ہے پتھر لوہے کے بندونسے جکڑے ہوئے ہیں۔ نیچے کے حصہ
کے عین وسط میں چارو نطرف ایک چورس پٹی ہے۔ جس پر نقش و نگار۔
مورت اور مساحت کی ایسی شکلیں بنی ہیں۔ اس کے داہنی طرف ایک چھوٹا
سارا ستہ ہے۔ بیچ میں ایک گول چھوٹا کمرہ ہے اور اوپر ایک تنگ روشندان ہے
اس کے مغرب میں مہمان خانہ اور ایک خانقاہ کے کھنڈرات ہیں جن کی صرف
بنیاد ہی رہ گئی ہے مینار کو دہمک سارناتہہ کہتے ہیں جو معلوم ہوتا ہے کہ دہرمک
سرنگاناتہہ کا بگڑا ہوا ہے دہرمک کے معنے دہرم اور سارنگ ناتہ کے معنی مور
کا مالک۔ اس کے پاس ایک اور بہی مینار بالکل خشتی تہا۔ مگر اینٹوں کی ضرورت
کے سبب سے راجہ چیت سنگہ والئے بنارس کے دیوان جگت سنگہ[1] نے تمام اینٹیں اپنے
کسی کام میں صرف کرلیں۔

واضح ہو کہ بودہ مذہب والونکی مذہبی عمارات کے کئی اصطلاحی نام ہیں۔

ا۔ بودہ یا اس کے مذہبی گرو کی لاش یا کسی جسمی زیارت پر جو مکان بنایا جاوے
اسے وگپ کہتے ہیں۔

---

[1] راجہ چیت سنگہ کے دیوان کا نام اوسان سنگہ تہا شائد اوسان سنگہ سے پہلے جگت سنگہ دیوان ہو۔ مولف ۱۲



تختی نمبر ۲۵

سارناتھ یعنی بودھ کا قدیم برج (سٹوپ)

(۲) بودھ کے کسی تاریخی واقعات کی یادگار میں جو مینار کسی خاص مقام پر بنایا جائے اُسے سٹوپ کہتے ہیں۔

(۳) پوجا کے مندر کو چیتیہ کہتے ہیں۔

(۴) بودھ کے بزرگ یا پیر جہاں ملکر رہیں اوس مکان کو وہار کہتے ہیں۔

پانسو تینتالیس برس قبل حضرت عیسٰیؑ کے ساکیا منو یعنے بودھ کے مرنے پر ہر ایک راجہ نے جو بودھ مذہب رکھتا تھا۔ یہی چاہا کہ اوسکی نعش کو اپنے علاقہ میں لیجاوے اور اسیوجہ سے وہ باہم لڑنے پر مستعد ہوگئے۔ تب اوسکے چیلوں نے اوسکی نعش کو جلا کر تھوڑی تھوڑی ہڈی اور خاکستر اوسکی سب راجاؤنکو تقسیم کرکے لڑائی ملتوی کرائی چنانچہ اون راجاؤن نے ہڈی اور راکھ اپنے اپنے علاقہ میں لیجا کر اور زمین میں دفن کرکے اوسپر گنبد بنا دیئے۔ اور پھر اوسکے چیلونکے مرنے پر بھی اونکی ہڈی اور راکھ پر اسیطرح کی گنبد بنائے۔ اور اُنکی پرستش کرتے لگے۔ مقامات بھیلسہ علاقہ گوالیار وسانچی[1] واقع ریاست بھوپال اور مانکیالا وغیرہ میں بھی یہ گنبذ موجود ہیں۔ سنگھل۔ برہما۔ چین۔ تبت وغیرہ ممالک میں بودھ مذہب کے لوگ ابتک ان گنبدونکی نقلیں۔ پتھر۔ مٹی۔ دہات کے بنا کر چتا کے متعلق ہونے سے چیت کہکر پوجتے ہیں۔ اگلے زمانہ کے کھنڈر اور مندرونمیں کئی مقامات پر یہ چیت ملتے ہیں۔ اکثر مورخین کا خیال ہے کہ دھمیکہ کی اصل دھرم مرگ یعنی ثواب کا ہرن ہے کیونکہ بودھ مذہب

[1] تاریخ انگریزی بھیرالگزنڈر صاحب میں لکھاہے کہ یہ عمارت شاہ چین نے تعمیر کرائی جس کو عرصہ قریب تین ہزار سال کے ہوا ہے۔ یہ جگہ بھوپال سے جانب شمال نو کوس پر ریلوے اسٹیشن سے قریب واقع ہے دراصل یہ ایک پیر پرستش مرشد شاہ چین کی چھتری ہے۔ جسکو شاہ مذکور نے چار سو سنگتراش بھیج کر تعمیر کرایا تھا۔ اس پر جس قدر تصویریں پتھر کی بنی ہیں۔ وہ لایق دید ہیں۔ ۱۲

کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کاشی میں ہر نونکو دہرم کے لئے دانہ دیا جاتا تہا۔ غالباً انہیں
دہمیکہ کے پاس اون ہر نونکا رمنہ تھا۔
اب یہہ دہمیکہ بالکل شکست ہو گئے ہیں۔ اور کچھ گرتے جاتے ہیں۔ تاہم نوّے فیٹ
بلند اور تین سو فیٹ کے رقبہ میں ہیں جیمس پرنسپ صاحب نے اس کے
حالات دریافت کرنے کے لئے ایکطرف سے کہدوایا تہا اس کے اندر سے ایک ڈبّہ میں
تہوڑی سی ہڈی اور راکھ اور اسوقت کے مروج سکے اور تانبے کے پتر پر اسُی زمانہ
کے حروف میں بدھ مذہب کا ایک اشلوک کہدا ہوا برآمد ہوا تہا۔ جو یہہ ہے۔ [1]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

१ये धर्म्म हेतु प्रभ वा हेतु ते षाल था रा ग ह्य वत
ते षांच यो निरोध एवं वादी महाश्रमणः

یے دہرم ہیتُ پربھوَا ہیتُ شاں تہاراتا ہاوتْ تِے
شانچ یوُ نِرُودُہ رَاوَنْ وَادِیْ شِرْ مسرَاڈھْ

۱؎ یہہ زبان پالی ہے یہہ ایک قسم کی سنسکرت ہے بودھ کے زمانہ میں تصنیفات مذہبی کے سبب سے اس زبان کو بڑی ترقی اور رونق تہی۔ ۱۲ ؛۔ غالباً اس اشلوک کے کچھ الفاظ رہ گئے ہیں جو شائد لوح ابتداء زمانہ سے ٹوٹ گئے۔ یا شلوک ہو گئے۔ جس سے پورا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ مؤلف۔ ۱۲

ضلع بہار میں اکثر پرانی بودہ مذہب کی مورتوں پر یہ اشلوک کندہ ہے بلکہ راجگدھ[1] کے جین مندر پر بھی جو بستی میں ہے ایک مورت پر بھی اشلوک کھدا ہے بہر حال اُن نشانات سے ساکیا منو اور مذہب بودہ کی موجودگی ثابت ہے اور ان عمارات کو بخوبی دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکی بربادی کا سبب بودہ اور ہندوؤنکی باہمی جنگ تھی۔

ساکیا منو کے وقت سے اہل اسلام کے ابتدائی زمانہ تک ملک کا وہ حصہ جسکا خاص شہر بنارس تھا کبھی قنوج اور کبھی پٹنہ[2] کے راجاؤنکا خراجگذار رہا۔ یہ بات گپت خاندان کے راجاؤنکی عمارتوں سے جن کے نشانات ابتک سیدپور اور الہ آباد وغیرہ مقامات میں موجود ہیں۔ بخوبی ثابت ہوتی ہے۔

سنہ ۶۳۰ء میں ایک چینی سیاح ہونگ تھانگ نامی جسکا بودہ مذہب تھا۔ بنارس میں آیا تھا۔ اسی زمانہ میں اوجین کے راجہ نے گپت خاندان پر فتح حاصل کرکے شہر پر قبضہ کرلیا تھا۔ اس چینی سیاح کا بیان ہے کہ بارانشی کا راج اسوقت قریب آٹھ سو میل کے رقبہ میں تھا۔ اسکی دارالسلطنت کی وسعت ۴×۱ میل تھی اس راج کے باشندے زیادہ تر ہندو مذہب کے تھے اور سیو کی پرستش کرتے تھے۔ ہندوؤنکے مندروں کی تعداد ایک سو تھی۔ اور انمیں قریب دس ہزار پوجاری کے تھے۔ اسوقت میں گو کہ بودہ مذہب والے کم تھے۔ تاہم انکے تیس مندر تھے اور تیس ہزار آدمی رہتے تھے۔

---

[1] بنارس سے سوا کوس جانب جنوب واقع ہے۔ یہہ جراسندہ (کنس کا خسر تھا) کا دارالحکومت تھا۔ ۱۲

[2] ستناپور کے راجہ کے چھوٹے بھائی پٹن نے پاٹلی پوترا کا نام پٹنہ رکھا پٹن دیبی وجہ تسمیہ پٹنہ کی نہیں ہے بلکہ پٹن راجہ نے اس دیبی کی مورت کو یہان قایم کیا تھا اسکا نام پٹالی بہی ہے۔ آغاز کلجگ میں جراسندہ یہان کا راجہ تھا۔ اسوقت اسکا نام پہول پوتر تھا۔ اسکے بعد پائل راجہ ہوا تب اسکا نام پائل پوتر ہوا۔ بعد پٹنا و پٹنہ پھر محمد اعظم شاہ نے اپنے بیٹے عظیم الشان کے نام سے عظیم آباد موسوم کیا۔ یہہ قدیم میں مگدہ کا دارالحکومت تھا۔ ۱۲ ۔ راجگان ہندوستان کے

دارالسلطنت میں ہندوؤنکے بیس مندر تھے اور شیو کی ایک مورت سو گز بلند تھی اس سیاح و نیز فاہیانگ نامی چین کے دوسرے سیاح کے بیان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہاں کوئی راجہ خود مختارانہ حکومت کرتا تھا۔

ساتویں صدی کے شروع میں گپت خاندان کے نیست و نابود ہونے کے بعد ہندوؤں اور بودھ مذہب والوں میں لڑائی ہوئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس راج پر ہندوستان کی اصلی و وحشی اقوام پھر قابض ہوگئیں۔ اور نوین یا دسوین صدی تک یہی حالت رہی دسویں صدی میں بنارس قوم راجپوت کے راجہ کے قبضہ میں آگیا۔ یہ خاندان گہروار کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے آخری راجہ کا نام بنار تھا۔ اس نے اپنے نام پر از سر نو اس شہر کو آباد کیا۔ اور ایک قلعہ تعمیر کیا۔ جس کے نشانات ابتک محلہ راج گھاٹ مین برنا اور گنگا کے سنگم پر موجود ہیں۔ عموماً یہ بات مشہور ہے کہ بنارس کے نام کی اصلیت راجہ بنارس سے ہے۔ بعض تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ بنارس کی بنا آخر عمر میں راجہ سوسنج[1] نے ڈالی۔ اور اسکے بیٹے بہراج[2] نے اتمام پر پہونچائی۔

سنہ ۱۰۱۷ء میں سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان کے نویں حملہ کے زمانہ میں راجہ بنار کو شکست دی۔ بعض اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ اس لڑائی میں مارا

---

[1] ہمعصر کیقباد (کے بلغت پہلوی جبار و بزعم طبری کے و ملک ہم معنی ہے۔ کیقباد بعمر سو برس بعمر ۱۲۰ سال فوت ہوا۔ کوس اور فرسخ کا تعین کیقباد سے ہے۔ اسکا بیت السلطنت اصفہان تھا) کا تھا اور ہمیشہ کیقباد کو خراج بھیجا کرتا تھا۔ اس کے وقت میں ایک برہمن نے جو علم طلسم میں یکتائے عصر تھا۔ طریقہ بت پرستی کو جاری کیا تھا ۱۲

[2] اس کو کیدار نام برہمن نے کوہ سوالک سے خروج کر کے قتل کیا۔ بہراج نے اپنے بھائیونکو بلقب راجپوت ملقب کیا۔ اسی طرح ہر فرقہ کے نام رکھے۔ کیدار معاصر کیکاؤس (۵۰ اسال سلطنت کر کے گوشہ نشین ہوا۔ حضرت سلیمان (انکا حال مدرج تاریخ حیدرآباد دکن کیا گیا۔ مؤلف) اس کے عہد میں مبعوث ہوئے تھے) اور کیخسرو (یہ خدا پرست تھا۔ اس کا لقب مبارک تھا اس نے ساٹھ سال بادشاہی کی) کا تھا۔

گیا۔ اور بعض سے پایا جاتا ہے کہ نیپال میں جاکر پناہ گزین ہوا۔

ضلع مرزاپور کے راجہ کنتھ[۵۱] اور بجے پور کے خاندان کا سلسلہ بھی راجہ بنار سے ملتا ہے۔ اسی زمانہ کا ایک نہایت ہی عجیب واقعہ اسطرح پر لکھا ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی نے اسکو شکست دی اور یہ فتح جنرل مسعود[۵۲] کے نام ہوئی۔ تو راج گھاٹ کا قلعہ جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے الٹ گیا۔

خاندان گہروار کے زوال پذیر ہونے کے بعد بنارس قنوج (اسکی وجہ تسمیہ اور آبادی کا حال ہماری تواریخ اودھ میں مرقوم ہے۔ مؤلف) کے راٹھور راجاؤنکے قبضہ میں آیا راٹھور اصل میں جودھپور[۵۳] کے تھے۔ مگر تخت قنوج اونکے قبضہ میں آگیا تھا۔ اور اسوقت میں وہ قنوج کے راجہ تھے۔ لیکن جب مسلمانون نے اونکو قنوج سے نکالا تو وہ مارواڑ میں آگئے بنارس کے قریب حال میں زمانہ قدیم کی چند تحریرین دستیاب ہوئیں۔ جن میں راٹھور کے آخری راجہ جے چند کے وقت کی جاگیری عطیات کا تذکرہ ہے۔ اور ایک تحریر میں جے چند کے خاندان کا نسب نامہ مذکور ہے۔ اسکو شہاب الدین محمد[۵۴] غوری نے اٹاوہ کے پاس سنہ ۱۱۹۴ھ میں شکست دیکر قتل کیا اسکی نعش میدان جنگ میں اسکی

---

[۵۱] راج کنتھ جانب جنوب الہ آباد زیر دانگ کوہ بندھیاچل سرحد راج ریوان سے ملحق ہے۔ واقع تعلقہ بارہ اضلاع الہ آباد و مرزاپور پر منقسم ہے۔

[۵۲] قطعہ تاریخ وفات { حضرت مسعود غازی واقف سر الٰہ :: شد فنا فی اللہ زین دار فنا باعز و جاہ
سال تاریخ شہادت در سن ہجری بفکر :: زد رقم کلکم وصال قبلۂ ایمان پناہ
شیخ الہداد خیرآبادی سے محمد حسین خان نامی نے سالار مسعود کی نسبت پوچھا تو کہا کہ ایک پٹھان تھا شہید ہوگیا۔ شیخ مذکور بڑا عالم تھا سنہ ۹۹۳ھ میں فوت ہوا (منتخب التواریخ) ۱۲

[۵۳] حال والی جودھپور یعنی ماڑوار سری سردار سنگھ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی ہیں۔ اصل اس خاندان کا راؤ سیتاجی راٹھور ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اسکی بنیاد جودھا نامی اولاد راٹھور راجپوت نے سنہ ۱۴۵۹ء میں ڈالی تھی۔ ۱۲

مصنوعی دانتوں سے جو سونے کے تاروں سے بندھے تھے پہچانی گئی۔ پس محمد غوری نے بنارس پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک ہزار مندر منہدم کئے۔ اس موقع پر بہت مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ چنانچہ چودہ سو اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ اس کے بعد کئی صدی تک بنارس کے تاریخی واقعات کا پتہ نہیں لگتا۔

جب سلطان فیروز شاہ تغلق عرف ملک فیروز نے شروع ۷۵۴ھ مطابق ۱۳۵۳ء میں خبر شورش و فساد حاجی الیاس[1] حاکم بنگالہ کی سنی۔ دہلی سے بنگالہ روانہ ہوا۔ لیکن بسبب خوف ناموافقت آب و ہوا مصلحت وقت صلح کر لی اور اس سے کچھ تحائف لیکر اور تمام فوجی افسروں کو جو تعداد میں ہزاروں تھے رہا کر کے واپس دہلی آیا۔

اثناء راہ میں بنارس کے قریب رائے سدھن سے جو ان اضلاع کا حاکم تھا۔ لڑائی ہوئی رائے سدھن تاب مقابلہ نہ لا کر اپنی ایک لڑکی کو چھوڑ کر بدحواس میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکی کو اپنی لڑکی قرار دیکر پرورش کیا۔

جب سنہ ۱۳۹۴ء میں محمد تغلق کے وزیر خواجہ جہان[2] نے ریاست جونپور کی بنیا قائم کی

---

[1] اس نے شاہ علاء الدین کو قتل کر کے باتفاق امراء اپنا نام شاہ شمس الدین بھنگرہ رکھا۔ اور بنارس تک قبضہ کر کے خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور پنڈوی کو جو متصل مالدہ کے ہے دار الحکومت بنایا اور بعد حکمرانی سولہ سال چند ماہ سنہ ۷۶۰ھ میں انتقال کیا یہ عمارت پسند اور فیاض تھا۔ اس نے سنہ ۱۳۵۵ء میں حاجی پور بسایا جس میں فصیل و قلعہ اور محلات تعمیر کئے اب صرف ایک مسجد رہ گئی ہے۔ ۱۲

[2] علاء الدین سکندر شاہ تغلق عرف ہمایوں خان خلف ناصر الدین محمد تغلق جب سنہ ۷۹۲ھ میں تخت نشین سلطنت ہوا۔ تو ملک سرور خواجہ سرا کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر اپنا وزیر مقرر کیا۔ بعدہٗ محمد تغلق و بقول صاحب منتخب التواریخ محمود شاہ بن محمد شاہ نے خواجہ جہان کو خطاب سلطان الشرق دیکر روانہ جونپور کیا۔ اس نے سنہ ۷۹۶ھ میں جونپور کو پایہ تخت بنایا۔ اور اپنا خطاب اتابک اعظم رکھا۔ اور خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اور قریب ایک سال کے حکومت کر کے بمقام جونپور سنہ ۸۰۲ھ مطابق سنہ ۱۳۹۹ء میں فوت ہوا اور بجائے اس کے ملک مبارک قرنفل مبارک شاہ اپنا لقب مقرر کر کے حکمران ہوا۔ ۱۲

تب بنارس کا علاقہ بھی اوسمیں ملالیا اور یہ شمول ۱۴۷۶ء تک قائم رہا۔ اسی سنہ میں بہلول لودی کے سبب سے شاہان شرقی[1] پر زوال آیا۔ جسکی وجہ سے ریاست کمزور اور ابتر ہوگئی۔

۱۵۲۹ء میں ظہیر الدین محمد بابر[2] نے بنارس پر قبضہ کر کے سلطنت دہلی میں شامل کر لیا۔ ۱۵۳۳ء میں جب سورجن ریاست ماروتی پر گدی نشین ہوا اور شاہ دہلی کی متابعت اختیار کی لیکن بادشاہ سے یہ عہد نامہ ہوگیا۔ کہ وہ شل اور راجاونکو اپنی لڑکی نہ دیگا۔ اور راجہ کا خطاب بھی اسکو بادشاہ نے دیا۔ اور بصلۂ فتحیابی گونڈوا سات ضلعے بھی عطا کیے اونمیں بنارس بھی تھا۔

جلال الدین محمد اکبر کے وقت میں صوبہ[3] الہ آباد کے متعلق کر دیا گیا اس بادشاہ کے وقت میں نے بنارس نے پھر ترقی شروع کی اور اسی زمانہ میں جیپور[4] کے راجہ جے سنگہ سوائی نے یہاں بہت سے مندر بنوائے چنانچہ مان مندر یعنی رصد خانہ جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے بنوایا تھا۔ اسمیں آفتاب۔ ماہتاب۔ ستاروں اور گرہنوں کے دیکھنے کے لیے جنتر منتر آلات رصد بنے تھے۔ لیکن اب سب بے مرمت پڑے ہیں۔ شہاب الدین محمد شاہجہان نے اپنے عہد سلطنت میں اپنے بڑے لڑکے محمد دارا شکوہ (۱۰۶۹ھ میں بمقام دہلی بحکم عالمگیر بعد تشہیر کے قتل کیا گیا) کو یہاں کا حاکم کر کے بھیجا تھا۔ اسے علم کا شوق تھا چنانچہ اسنے ڈیڑھ سو پنڈتوں کی مدد سے اپنشدوں (उपनिषद) کا فارسی میں ترجمہ کیا بنارس

---

[1] آخر شاہان شرقی کا حسین ہے۔ جو ۱۴۵۸ء میں جلوس فرما ہوا تھا۔ ۱۲
[2] شاہان ہندوستان کے مفصل حالات مع تصاویر ہم آئینہ ہند معروف بہ شوکت قیصری میں لکھینگے۔ جو زیر تالیف ہو۔ مولف
[3] صوبہ وہ ہے۔ جس میں اضلاع ہوں۔ ۱۲
[4] حال والی جیپور مہاراجہ سوائی مادہو سنگہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی ہیں جو ۱۸۸۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ ۱۲

میں محلہ دارانگر اسی کے نام سے مشہور ہے۔ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں پھر انقلاب ہوا۔ اور بنارس پر آفت آئی۔ اس نے نامی نامی مندروں کو مسمار کرکے اونکی جگہ مسجدیں تعمیر کرائیں۔ چنانچہ بندمادہو کا مندر جو مادہورائے کے گھاٹ کے متصل ہے۔ توڑ کر جو مسجد بنائی ہے اوسکے دونوں مینار چھت سے ڈیڑہ سو فیٹ اور گنگا کے کنارے سے قریب دو سو فیٹ کے بلند ہیں۔ اوپر جانے کے لئے ایک سو اکتیس سیڑھیاں بنی ہیں۔ اوپر چڑھنے سے تمام شہر دور تک مع گرد و نواح گنگا کی دونوں جانب نظر آتا ہے۔ بنارس کو اس بادشاہ نے محمد آباد کے نام سے موسوم کیا تھا۔ بشیشر کا مندر بھی اسی بادشاہ نے توڑا تھا۔ کہتے ہیں کہ اوسوقت بشیشر مہادیو عالمگیر کے خوف سے گیان باپی کے کنوئیں میں کود پڑے اور اب جن کی پرستش کیجاتی ہے۔ وہ دوسرے مہادیو اونکی جگہ بٹھلائے گئے ہیں اور اس مندر کو بنے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔

سنہ ۱۷۲۲ء میں بنارس جونپور۔ اور غازیپور کے علاقجات جو مرتضےٰ خان نامی دہلی کے ایک درباری کے قبضہ میں بطور جاگیر کے تھے۔ اودھ کے صوبہ دار نواب سعادت خان برہان الملک کو سات لاکھ روپیہ سالانہ مالگزاری پر دیئے گئے۔ سعادت خان نے یہ تینوں علاقے میر رستم علی کو آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پر دیئے چنانچہ اوس زمانہ کا ایک گھاٹ میر کا پشتہ ابتک موجود ہے۔ میر رستم علی نے منسارام نامی قوم گوتم برہمن ساکن و زمیندار موضع گنگا پور کو اپنا کارندہ مقرر کیا تھا۔ میر رستم علی ایک کاہل اور عیاش آدمی تھا۔ تاہم وہ سنہ ۱۷۳۸ء تک یہاں کا حاکم رہا۔

حواشی متعلقہ صفحہ ۳۴

سلہ تاریخ تراب میں ہے کہ اورنگ زیب نے بعد حکم انہدام مندر بنارس اپنے میر منشی رائے چندر بہان (یہ قوم کا برہمن تخلص بہ برہمن ہے سنہ ۱۰۶۵ھ میں بمقام بنارس فوت ہوا۔ اس کا شعر بہت مشہور ہے ۔

ببین کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ ۔ کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد) کی سفارش سے یہ فرمان جاری کیا کہ ہم اپنا حکم منسوخ کرتے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے ممانعت ہے کہ کوئی مندر توڑ کر اس کی جگہ پر مسجد تعمیر نہ ہو۔ ۱۲

سلہ بشیشر مہادیو کا نام ہے۔ اس مندر کی گنبد پر سونے کے پتّر چڑھے ہوے ہیں۔ ان پتّر دنکو راجہ رنجیت سنگھ (سنہ ۱۲۵۶ھ میں فوت ہوا) نے چڑھایا تھا۔ جس نے اپنی بیماری میں اچھا ہونے کی منت مانی تھی۔ اسکو شیو کا سنہرا مندر بھی کہتے ہیں۔ یہ مندر ۵۱ فیٹ بلند ہے۔ مندر کے احاطہ کے باہر بہت سے بت ایک چبوترہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ اس جگہ کو مہادیو کی کچہری کہتے ہیں۔ گنبد کے نیچے ایک گھنٹہ گہر ہے جس میں نو گھنٹیاں لٹکتی ہیں۔ ان میں ایک بڑا بہاری اور عمدہ گھنٹہ ہے جس کو مہاراجہ نیپال نے نذر کیا تھا۔ اس مندر میں بھی شیو کا لنگ رکھا ہے۔ دن بھر لوگ اوسپر چاول۔ کھانڈ۔ گھی۔ اناج۔ پھول۔ اور روپیہ وغیرہ چڑھاتے ہیں۔ جو پوجاری لوگونکو ملتا ہے۔ وہاں سے ایک چھوٹا سا راستہ زیارتگاہ کی طرف جاتا ہے۔ جس کے بیچ میں گنیش کی مورت رکھی ہے۔ جاترا کرنے والے اسپر گنگا جل چھڑکتے ہیں۔ ۱۲

سلہ اس نام گیان کوپ یعنی عقل کا کنوان بھی ہے۔ اسکی بابت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ بارہ برس تک بنارس میں بارش نہ ہوئی۔ جب لوگ عاجز آگئے۔ ایک رشی نے شیو کا ترسول زمین پر مارا وہاں ایک چشمہ جاری ہوگیا۔ یہ سنکر مہادیو جی نے کہا کہ میں اسی میں رہونگا۔

اس کنوئیں کے گرد چالیس پیل پایونکا ایک عمدہ مکان ہے جس کو مہاراجہ دولت راو والی گوالیار کی بیوہ نے سنہ ۱۸۲۸ء میں تعمیر کرایا تھا

اس کنوئیں کا پانی نہایت غلیظ ہوگیا ہے۔ اہل ہنود ہمیشہ اس میں پھول ڈالتے ہیں جو اسی میں سڑتے پڑے رہتے ہیں۔ جو لوگ اسکا درشن کرتے ہیں۔ وہ تبرکاً تھوڑا سا پانی ساتھ لیجاتے ہیں۔ پانی دیتے وقت پوجاری منتر پڑھتا ہے۔

سلہ جونپور کو جو پہلے ایک گانوں تہا۔ سلطان فیروز تغلق و بقولے سلطان فیروز شاہ عرف ملک فیروز نے اپنے چچازاد بہائی سلطان محمد شاہ الغ خان (الغ بزبان ترکی بزرگ کو کہتے ہیں) عرف محی الدین جونا (ترکی میں آفتاب کو کہتے ہیں) کے نام سے جوناپور آباد کیا۔ بعدہ جونپور ہوگیا۔

سید محمد جنہوں نے امام مہدی ہونے کا دعوٰے کیا تہا۔ یہیں کے رہنے والے تہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۷)

متعلقہ صفحہ

۳۷



مہاراج منسارام

مہاراج منسارام

جب ۱۷۳۸ء میں میر رستم علی پر صوبہ دار اودہ کی خفگی ہوئی۔ اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اوسکے خراج کے لئے بنارس بہیجا گیا تو اوسی زمانہ میں منسارام بہی جو اپنی اغراض کے حاصل کرنے میں خوب مصروف تہا۔ اور میر رستم علی کے درباریوں میں سب سے زیادہ رسوخ رکھتا تھا اور جب کو میر رستم علی نے راجگی کا خطاب دیا تھا ضلع جونپور میں منڈیاہوں کے قلعہ پر قابض ہو گیا۔

میر رستم علی نے اوسے ابو المنصور خاں صفدر جنگ کے پاس اپنے معاملہ میں گفتگو کرنے کے لیے بہیجا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ میر رستم علی نکالا گیا (بعد معزولی عمدۃ الملک امیر خاں کی طرف سے نائب صوبۂ الہ آباد مقرر ہوا) اور بنارس چُنار اور جونپور کی ریاست کا بندوبست منسارام کے لڑکے برونڈ سنگہ کے نام تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ مالگذاری پر ہو گیا۔ منسارام نے ۱۷۳۹ء میں انتقال کیا۔ یہ نہایت چالاک اور حصول دولت کی طرف بہت متوجہ تھا چنانچہ جب محمد علیخاں رسالدار صفدر جنگ بنا بر تحصیل زر منسارام پر سزاول مقرر ہوا۔ تو اپنی لڑکی منسارام نے محمد علیخان کے عقد میں دیکر استحقام و اعتبار حاصل کر لیا۔

(حاشیہ صفحہ ۳۳) بعمر ۶۳ سال حج سے لوٹتے وقت ۹۰۳ھ میں وبقول ۹۱۰ھ میں بمقام شہر فراہ وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ مصنف منتخب التواریخ لکہتا ہے کہ میاں عبد اللہ نیازی سرہندی (بعمر ۹۰ سال ۱۰۰۰ھ میں رحلت کی) نے جو درویش تہے۔ ان سے ایک مغل نے سید محمد جونپوری کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا جس زمانہ میں سید محمد جونپوری کا انتقال ہوا میں فراہ میں موجود تہا۔ انہوں نے مہدویت کے دعوے سے انکار کیا تہا۔ کہ میں مہدی موعود نہیں ہوں ۱۲

ه۵ والیان اودہ کے مفصل حالات مع تصاویر ہم نے تاریخ اودہ موسومہ اختر اودہ میں لکہی ہیں۔ ۱۲ مولف۔

متعلقہ صفحہ ۳۹



مہاراج بروَنڈ سِنگہ

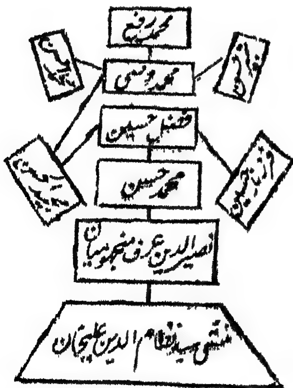
مہاراج برونڈ سنگہ

منسارام کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا برونڈ سنگہ[1] جانشین ہوا۔ اسکو محمد شاہ[2] بادشاہ دہلی نے راجہ کا خطاب عطا فرمایا۔ یہ سنہ ۱۱۴۷ء تک۔ سال بسال خراج مقررہ بلا عذر صوبہ دار اودہ کو ادا کرتا رہا۔ اور اسکا مطیع و فرمانبردار رہا۔ مگر سنہ ۱۱۶۳ء میں صفدر جنگ نے راجہ پرتھی پت پرتابگڈہ والے کو فریب سے قتل کرڈالا تو برونڈ سنگہ اس خیال سے حاضر نہوا۔ بلکہ صوبہ دار اودہ کے نوکرونکو اپنے علاقہ سے نکال دیا اور بدوہی کے پرگنہ پر جو اوس زمانہ میں الہ آباد کے متعلق تہا قابض ہوگیا۔ اور ان روہیلہ افغانون سے ہمدردی ظاہر کی جو کچہہ دنونسے لئے اودہ پر قابض ہوگئے تھے چنانچہ اس حرکت پر ابو المنصور خان صفدر جنگ کو بہت غصہ آیا۔ اور روہیلوسے اپنی سلطنت اودہ چہین لینے کے بعد وہ بنارس پر حملہ آور ہوا لیکن برونڈ سنگ اوس کے

[1] راجہ صاحب کاشی کی سرکار میں قدیم قلمی تصاویر پر برونڈ سنگہ نام لکہا ہے۔ لہذا ہم نے بہی یہی نام درج تاریخ کیا ورنہ اکثر کتب تواریخ میں بلونت سنگہ و برونت سنگہ مرقوم ہے۔

[2] مؤلف کے جد اعلا سید نظام الدین علیخان مرحوم اسی بادشاہ کے منشی تھے۔ انکو بادشاہ نے ایک تلوار عطا کی تہی۔ جو مؤلف کے والد کے پاس تہی۔ اور غدر ۱۸۵۷ء میں ضبط ہوگئی۔ جد مرحوم کی تصنیف سے کتاب بہارنگار غیر مطبوعہ اور رقعات نظامیہ مطبوعہ موجود و مشہور ہے۔

شجرۂ خاندان مؤلف کتاب



(اس شجرہ میں اولاد دختری درج نہیں کی گئی)

ہاتھہ نہ آیا۔ جب نواب صفدر جنگ نے دیکھا کہ بروند سنگہ کسی طرح سے اوسکے قابو میں نہیں آتا تب اُس نے راجہ کو خلعت بہیجا اور آپ بنارس سے چلا گیا چنانچہ اس کامیابی سے بروند سنگہ کو اپنی قوت پر ناز پیدا ہوا اور یہہ یوماً فیوماً اسکی طاقت بڑہتی گئی جس سے صوبہ دار اودہ کو نہایت تردد پیدا ہوا کیونکہ اب یہ طاقت صوبہ دار کے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتی تہی۔

سنہ ۱۷۶۴ء میں نواب شجاع الدولہ صوبہ دار اودہ اور انگریزونمیں میر قاسم علیخان عالیجاہ صوبہ دار بنگالہ کے سبب[1] سے لڑائی ہوئی۔ اور شجاع الدولہ نے شکست کہائی اس لڑائی میں بروند سنگہ بہی شجاع الدولہ اور شاہ عالم کا شریک رہا۔ پس ازان بعد اختتام جنگ بکسر شاہ عالم کے ساتہہ لارڈ کلیف وغیرہ افسران فوج انگریزی بمقام چہپرہ اپنے استحکام ریاست کے واسطے ملاقات کے بعد شکست کے شجاع الدولہ اور انگریزونسے ایک عہد نامہ ہوا جسکے روسے بنارس کا علاقہ انگریزونکے ماتحت ہوا۔ انگریزون نے ایک سال کے لئے بنارس کا ٹہیکہ بروند سنگہ کو دیا۔ لیکن اس انتقال بنارس کو گورنمنٹ ولایت نے نامنظور کیا اور جب سنہ ۱۷۶۵ء میں پہر ایک عہد نامہ صوبہ دار اودہ انگریزوں سے الہ آباد میں ہوا۔ اوسکے روسے بنارس کا عہد نامہ سابق منسوخ ہوا اور بنارس کا الحاق پھر اودہ سے ہو گیا۔ اس عہد نامہ میں یہ بہی شرط تھی کہ نواب راجہ کو بنارس پر قابض رکہے۔ بشرطیکہ راجہ مالگزاری سابق جو ادا کرتا تہا۔ اسی قدر ادا کرے۔ بروند سنگہ نے سنہ ۱۷۷۰ء میں وفات پائی۔ اس وقت وہ چھیانوے پرگنہ پر قابض تھا۔

---

[1] موسوم بہ جنت البلاد۔ اسکی وجہ تسمیہ ہم نے تاریخ اودہ میں لکھی ہے۔ مؤلف ۱۲

[2] اودہ کی تاریخ میں ہم نے یہ واقعہ بالتفصیل لکھا ہے۔ مؤلف ۱۲

مہاراج چیت سنگھ

جب بروَنڈ سنگھ فوت ہوا۔ تو نتیار سنگھ۔ مہیپ نرائن سنگھ اور چیت سنگھ نے جانشینی کا دعوے کیا لیکن شجاع الدولہ نے اس خاندان کو ریاست سے بیدخل کرنا چاہا مگر برٹش گورنمنٹ نے نواب کو اس ارادہ سے باز رکھا اور چیت سنگھ پسر بروَنڈ سنگھ کو مسند نشین ریاست کرایا اور اپنی ضمانت پر سند دلوائی۔

سنہ ۱۷۷۳ء میں نواب کو چیت سنگھ کی کوئی حرکت ناپسند معلوم ہوئی اور اس نے عماد الدولہ وارن ہسٹنگز صاحب جلادت جنگ گورنر جنرل سے راجہ کے تنزل کرنے کی صلاح کی آخرکار اس قضیہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ نواب نے چیت سنگھ کو ایک سند عطا کی جس کے ذریعہ سے بائیس لاکھ اڑتالیس ہزار چار سو اڑتالیس روپیہ سالانہ مالگزاری پر اوسکے ہاتھ ریاست کا انتظام موروثی کر دیا گیا۔ لیکن جب سنہ ۱۷۷۵ء میں نواب آصف الدولہ نے انگریزوں کے ساتھ ایک عہد نامہ کیا جس کے رو سے چیت سنگھ کے علاقجات پھر انگریزونکی ماتحتی میں دوامی طور پر آئے اور بنارس بھی انگریزی عملداری کا ایک خاص جزو قرار پایا اور چیت سنگھ کو ایک سند دیگئی۔ جس کے رو سے اوسکی زمینداری اوسکے نام قائم ہوئی۔ اور اختیارات ملکی و مالی سپرد ہوئے۔ اور اختیار سکہ رانی بھی دیا گیا۔ اور بائیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار ایک سو اسّی روپیہ ذمہ راجہ موصوف قرار پایا۔ اور یہ بھی شرط کیگئی کہ وہ فوائد و تحفظ ملک کی تدابیر عمل میں لائے۔ اور امن و امان قائم رکھے۔

یہ زمانہ چیت سنگھ کی ابتدائی مصیبت کا تھا۔ اس زمانہ میں وارن ہسٹنگز

متعلقہ صفحہ ۴۱



مہاراج چیت سنگھ

متعلقہ صفحہ ۴۱



وارن ہسٹنگز

گورنر جنرل اور اسکی کونسل کے ممبروں میں بہت کچھ نااتفاقی پیدا تھی۔ اور یہ ممبر گورنر جنرل کو نکالنا چاہتے تھے۔ بلکہ کلکتہ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس بھی گورنر جنرل کے خلاف تھے مسٹر فوک بنارس کے رزیڈنٹ تھے اور یہ کونسل کے ایک مخالف ممبر کے آوردہ تھے چنانچہ چیت سنگھ کو مصلحت وقت کے لحاظ سے مسٹر فوک سے موافقت کی ضرورت پڑی اور راجہ کا وکیل بھی اون ممبروں کے پاس آمد و رفت رکھتا تھا۔ لہذا ہسٹنگز کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ اور جب ایک مخالف ممبر کے مرنے کے سبب سے ہسٹنگز کا اختیار کونسل میں زیادہ ہوا تب اوس نے اپنے ایک خاص شخص مسٹر گرہیم کو مسٹر فوک کی جگہ بنارس کا رزیڈنٹ مقرر کیا۔ مسٹر گرہیم نے جاتے ہی چیت سنگھ کے ساتھ سخت برتاؤ شروع کیا ۱۷۷۸ء میں برٹش گورنمنٹ اور فرانس سے جنگ چھڑ گئی اور گورنمنٹ کو روپیہ کی ضرورت ہوئی تب ہسٹنگز نے خلاف معاہدہ پانچ لاکھ روپیہ بعوض تعین تین پلٹن سپاہیوں کے راجہ چیت سنگھ سے اور وصول کیا۔ ۱۷۷۹ء میں بھی اسی قدر روپیہ مع خرچ سپاہ اور لیا گیا۔

۱۷۸۰ء میں برٹش گورنمنٹ کو ہندوستان دقتیں پیش آئیں۔ حیدر علی[1] کو کرناٹک میں جب فتح حاصل ہوئی۔ تب اوس نے مرہٹوں اور نظام[2] حیدرآباد سے انگریزوں کو مقامات کرناٹک اور ساحل کارومنڈل نکالنے کا عہد و پیمان کیا اوسوقت گورنر جنرل ہسٹنگز نے راجہ چیت سنگھ سے علاوہ پانچ لاکھ روپیہ کے پہلے تو دو ہزار پھر ایک ہزار سوار مدد کے لئے طلب کیئے راجہ نے اس کے دینے سے انکار کیا بلکہ روپیہ دینے میں کوتاہی

[1] ۱۷۸۲ء میں انتقال کیا۔ اس کے مفصل حالات ہم نے محبوب البشر (تاریخ حیدرآباد دکن میں درج کیئے ہیں) مؤلف۔ ۱۲

[2] حال نظام حیدرآباد ہز ہائینس نواب میر محبوب علیخان بہادر ہیں۔ جو ۱۷۔ اگست ۱۸۶۶ء کو متولد اور ۵۔ فروری ۱۸۶۹ء کو مسند نشین ریاست ہوئے۔ مفصل حالات والیان حیدرآباد ہماری تاریخ موسومہ محبوب سیر میں مع تصاویر درج ہیں ۱۲ مؤلف۔

شروع کی۔ لیکن تاریخ حکایات ہند میں ہے کہ گورنر جنرل نے راجہ سے وہ روپیہ
طالب کیا تھا۔ جو نواب اودہ کے ہاتھہ سے ریاست بنارس محفوظ رکھنے کے عوض
گورنمنٹ کا اسکے ذمہ تھا۔ مگر راجہ نے اس قرضہ کو ادا نکرنا چاہا تب گورنر جنرل نے اُس پر
پچاس لاکھ روپیہ جرمانہ کیا اور تجویز کی کہ اگر وہ جرمانہ داخل نہ کرے تو ریاست سے بیدخل کیا جائے۔ اور
زمینداری کا بندوبست نواب وزیر اودہ کے ساتھہ کیا جاے اس سزا کی انجام دہی کیلئے ہسٹنگز خود داخل
بنارس ہوا۔ اور مادہو داس کے باغ میں صرف پچاس تلنگوں سے مقیم ہوا اور یہاں آتے ہی راجہ کے مکان شوالہ پر
جہاں راجہ مقیم تھا۔ دو کپتان تلنگوں کی بطور پہرہ کے بھیجدیں راجہ کے نوکر اپنے مالک کے قید ہو جانے کی
خبر سنکر اس مکان کے گرد جمع ہو گئے ہسٹنگز کو جب اس اجماع کی کیفیت معلوم ہوئی تو اسنے دو کپتان
اور بھیجیں راجہ کے آدمیوں نے اون کپتانوں کو اندر جانیسے روکا تب کپتان نے توپ کی فیر کرنیکا حکم دیا توپ
کے چلتے ہی بلوہ ہو گیا اور تلواریں چلنے لگیں ایک انگریزی افسر اور ایک جنگل گارد جو راجہ پر مقرر
تھا مارا گیا اسی اثنا میں ایک انگریزی چوبدار چیت رام[1] نامی بھی جو راجہ سے سوال و جواب کے
لیے متعین تھا۔ اور راجہ سے سخت کلامی کے ساتھہ پیش آیا تھا۔ بابو
منیار سنگہ کے بیٹے تلکو سنگہ کے ہاتھہ سے قتل ہوا۔ مولوی علی اصغر و میر زین العابدین
بھی اس ہنگامہ میں مقتول ہوگے۔ راجہ سدانند کی رائے کے موافق پگڑیوں کی کمند
کھڑکی کی راہ سے نیچے اوترکر کشتی پر سوار ہوکے گنگا پار اپنے قلعہ رام نگر پہونچکر اور
اپنے متعلقین کو لیکر لطیف گڈہ چلا گیا۔ اوسکی صبح کو گرد و پیش کے زمینداروں اور اہل

[1] یہ بھی راجہ چیت سنگہ کے عصا برداروں میں نوکر تھا۔ نہایت مفسد آدمی تھا۔ کسی جرم کی پاداش میں راجہ نے اس کو بند ہوا کر کوڑوں سے خوب پٹوایا اور رام نگر سے نکلوا دیا۔ پھر یہ بوجہ تعارف سابق مولوی علی اصغر کلکتہ جاکر زمرہ عصا برداران گورنر جنرل سرفراز ہوا اس نے بابو اوسان سنگہ اور بابو بینی سنگہ کی خفیہ سازش سے بحضور گورنر جنرل عرض کیا کہ راجہ پانچ کروڑ روپیہ خزانہ میں رکھتا ہے اور نہایت مغرور ہو گیا ہے۔ اور نذر سرکاری کی۔

شہر نے غدر مچایا۔ اور انگریزی سپاہیوں اور متوسلین اور کئی انگریزوں کو مار ڈالا۔ میمین غیرت سے دریا میں ڈوب کر مر گئیں۔ یہ ہنگامہ چھ روز تک رہا۔ راجہ کے بھائی سبحان سنگھ نے رام نگر میں آکر قلعہ کو بنا بر فتنہ و فساد مستحکم کیا میاں فیر صاحب نے رام نگر کے قلعہ پر حملہ کیا مگر شکست کھائی۔ ایک مقام پر گورنر جنرل مکان میں جس کے گرد باغیوں کا محاصرہ تھا۔ محصور ہو گئے۔ مگر انہوں نے اپنے دوستوں کو اپنے محصور ہونے کی خبر اسطرح پہونچائی کہ کاغذ کے پرچہ پر چٹھی لکھکر اور پر کے قلم میں رکھکر دیا۔ دیانت دار ملازم کو دی۔ اوس نے اوس قلم کو کان میں لگا کر دشمنوں کے سامنے سے گذر کر اس خط کو پہونچایا۔ پس اونکے دوست انکی مخلصی کے لئے بہت جلد روانہ ہوئے۔ اور لشکروں نے پہونچکر بغاوت کو فرو کر دیا۔

جانسن صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ لکھنؤ نے ہسٹنگز کو صلاح دی کہ تمام رعایا بنارس دشمن ہو رہی ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ مہیپ نرائن سنگھ جو خیر خواہ ہے۔ اسکو اس راز سے اطلاع دے تاکہ اونہیں سپاہیوں کے ساتھ راتوں رات کوچ کیا

ادائی میں حیلہ و حوالہ کرتا ہے۔ اور اپنی فوج و قلعہ پر نازاں ہے ۔۱۳۰

۵۲ یہ شخص باشندہ دہلی و بقول متوطن نگینہ ایک شریر و دغا باز اور ہزل گو آدمی تھا۔ اور بشاہرہ بیس یا تیس روپیہ ماہوار کا ملازم تھا۔ اس کا ایک معشوق میر زین العابدین باشندہ دہلی کہ دراصل ایک کھتری پنجابی کا لڑکا تھا۔ مولوی مذکور نے اس کو مسلمان کر لیا تھا۔ اور اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ چار سال قبل اس واقعہ کے مولوی مذکور وارد لکھنؤ ہوا۔ اور مولوی الطاف رسول سے کہ مختار نواب محبت خان پسر حافظ رحمت خان کا تھا تعارف رکھتا تھا۔ اور اسی وجہ سے نواب مذکور کے پاس بامید ملازمت جایا کرتا تھا چونکہ مولوی الطاف رسول اسکی حرکات سے واقف تھا اس وجہ اسکی ملازمت اس سرکار میں نہ چاہتا تھا۔ مجبوراً یہ بنارس جاکر کسی عزیز کے ذریعہ سے راجہ چیت سنگھ کے مصاحبوں میں ہو گیا اور معاملات ملکی میں بھی دخیل ہو گیا چونکہ اسکا کہنا بسرکار راجہ مقبول نہ ہوتا تھا۔ لہذا اس نے رنجیدہ ہو کر خفیہ ہو اور گنجے سنگھ ولد مہیپ سنگھ اور بابو اوسان سنگھ سے کہ راجہ سے باغی و ناراض تھے رسم پیدا کی اور ان لوگوں کی رائے سے زر داشتہ

جائے چنانچہ گورنر جنرل نے اس صلاح کو پسند کرکے مہیپ نرائن سنگھ کو متمنی منصب
راجگی کا تہا۔ اس حال سے آگاہی دی۔ مہیپ نرائن سنگھ نے حسب دلخواہ جواب
بہیجا۔ اور بوقت معینہ پیادہ بتعداد معلومہ باغ کے پاس بہیجدیئے۔ جب گورنر جنرل
کو پیادونکے آنے کی خبر ہوئی۔ اسیوقت مع مسٹر جانسن وچند دیگر صاحبونکے شریک
اون پیادونکے ہوکر روانہ ہوئے۔ جسوقت کنارۂ دریائے گنگ مقابل قلعۂ چنار
پہونچے۔ بذریعہ کشتی داخل قلعہ ہوئے۔ صبح کو راجہ چیت سنگھ کی فوج سے موضع نہرو میں
مقابلہ ہوا۔ راجہ شکست کہاکر بعہد مہاجی سندہیہ گوالیار کو چلاگیا۔ اور اپنی ماں رانی ناتا
کو مع تمامی مال ومتاع واہل وعیال وخزائن ودفائن جو قلعہ بجے گڈہ میں تہے۔ اپنے
معتمدین کے سپرد کردیا۔ رانی ناتا اور دہواندابل دیوان راجہ کو جو قلعۂ بجے گڈہ میں
متحصن تہے میجر پاپم نے محصور کرلیا۔ بالآخر رانی قلعہ سے نکل آئی۔ قلعہ مفتوح ہوگیا
میجر پاپم نے رانی کو بنارس پہونچادیا۔ بعدہٗ بحکم گورنر جنرل حسب استدعائے رانی مارکم
صاحب نے بہمراہی چند تلنگہ آباد پہونچایا۔ ازان بعد رانی چیت سنگھ کے پاس گوالیار
چلی گئی۔ اور راجہ اپنے ہمراہ مرزا کلب علی بیگ وغیرہ دو ایک آدمیونکو قید کرکے لے گیا۔
مرزا مذکور راجہ کا مصاحب تہا۔ چونکہ مرزا نے اس معرکہ میں انگریزونکی خیرخواہی کی تہی
اسوجہ سے راجہ نے مقید کیا تہا۔ لیکن تہوڑے عرصہ کے بعد رہائی دیدی تہی کہ بعد واپسی بنارس
مورد الطاف گورنر جنرل کا ہوا اور مدت تک مقیم بنارس رہا۔
راجہ کے نکل جانے سے جو کچھ خیال ہسٹنگز کو خزانہ کا تہا وہ غلط نکلا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ راجہ
کا دیوان بابواوسان سنگھ راجہ سے کسی بات پر ناراض ہوکر ہسٹنگز کے پاس چلاگیا
تہا اور اسی نے اسکو یہ صلاح دی تہی کہ راجہ کے خزانہ میں کروڑوں روپیہ کی دولت

ہے ذرا سی چشم نمائی میں وہ دیدیگا۔

وارن ہسٹنگز نے مہاراج چیت سنگھ اور اودہ کی بیگموں سے جو برتاؤ کیا تھا۔ وہ ایسا خلاف انصاف تصور کیا گیا کہ وہ کئی برس تک مقدمہ میں ماخوذ رہا۔

مہاراج چیت سنگھ کو دولت راؤ سندہیہ والی گوالیار نے بصلۂ کسی کارنمایاں کے ایک جاگیر دی تھی مگر یہ جاگیر خاندان چیت سنگھ کے قبضہ میں نہیں آئی۔ صرف چیت سنگھ کی دوسری رانی کی اولاد کو جو گوالیار میں ہے ریاست گوالیار سے وظیفہ ملتا ہے چنانچہ راجہ بلبھدر سنگھ اور انکے چھوٹے بھائی پسران راجہ چکر سنگھ اس خاندان میں موجود ہیں گوالیار میں ایک محلہ کاشی والے راجہ کا باڑہ بوجہ قیام مہاراج چیت سنگھ ابتک موجود ہے غرضکہ مہاراج چیت سنگھ نے اپنی عمر کا بقیہ حصہ گوالیار میں ختم کرکے ۱۸۱۰ء میں وفات پائی۔ یہ شجاع اور مدبر تھے اور علم فارسی میں اچھی لیاقت رکھتے تھے شعر گوئی کا بھی شوق تھا چنانچہ یہ شعر مہاراج چیت سنگھ کا درج کیا جاتا ہے۔

سواد خوان خطِ عارضِ تو ہر کہ نشد ۔۔۔ صبا بچشمش ازین رہگذر غبار انداخت

ترجمہ قولنامۂ جدید جس کو نواب شجاع الدولہ نے راجہ چیت سنگھ کو دیا

امورات زمینداری و تعہد سرکار بنارس و سرکار چنار و محالات جونپور و غیرہ[2] پور و بدوہی و

[1] ۱۲۰۶ھ میں سند نشین ریاست ہوا۔ اور ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۰ء میں بعمر اڑتالیس سال لاولد وفات پائی۔ اور اس کی رانی بیجابائی حکمران ہوئی۔
بانی ریاست گوالیار رانا جی کفش بردار بالاجی پیشوا کا ہے جو ۱۷۶۱ء میں سند نشین ہوا تھا۔ حال مہاراجہ گوالیار مادہوجی سندہیہ ہیں۔ جو ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۶ء کو متولد ہوئے۔ [2] واضح ہو کہ راجہ مانک چند (دیکھو صفحہ ۴۴)

سکتیس گڈھ و بلہوس خاص و سرکار غازیپور و سکندرپور و خرید شادی آباد و پٹہ سرنج وغیرہ
جو ماتحت راجہ بروندسنگھ مرحوم کے تھے۔ بہیئت سابق میں اب تمکو دیتا ہون۔ اب یہ ضرور ہے
کہ بعد منہائی نانکار و نصفت جاگیر بدوہی تم ماہ بماہ و سال بسال خزانہ سرکار میں اقساط مقررہ
و مذکورہ برد دیتے رہو۔ بعنایت ایزدی جس سے ترقی عزت و توقیر تمہاری کی ہوگی۔ وہ ظہور
میں آئیگا۔ اور جو جمع قبولیت ۱۱۸۰ھ فصلی میں قرار پائی ہے۔ اس سے زیادہ کبھی آئندہ طلب
نہوگی۔ اگر تم قائم اور ثابت قدم اپنی فرمانبرداری میں رہوگے اور مالگذاری دیتے رہوگے۔
تو تمہارا ملک اور تمہاری رعیت آسیب سے بچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہد نامہ
جو فیمابین میرے اور میرے وارثونکے اور تمہارے اور تمہارے وارثونکے ہوا ہے۔ اس
سے کبھی انحراف نہ ہوگا۔ المرقوم ۱۸ ربیع جمادی الثانی ۱۱۸۷ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۷۷۳ء۔

ترجمہ صحیح ہے۔ دستخط ولیم ریڈفرن مترجم فارسی

ترجمہ پٹہ جس کو نواب شجاع الدولہ نے راجہ چیت سنگھ کو دیا

سرکار بنارس و چنار و محالات سرکار جونپور وغیرہ مع مالگذاری و رقم سوائے وسائر حویلی
محمد آباد یعنی بنارس و بلہوس خاص و پرگنہ بودرہ وغیرہ و تعلقہ اسکرا مومن متعلقہ پرگنہ
خاندیس و پرگنہ بدوہی و سکتیس گڈہ بیجے پور سرکار غازیپور پرگنہ سکندرپور خرید شادی آباد
و پٹہ سرنج وغیرہ مع مالگذاری و سائر بعد مجرا دینے رقم دستور دیوانی و نانکار نصفت

والی نانگ پور کے چار لڑکے تھے۔ چنانچہ تیسرا لڑکا لچھمن دیو تھا۔ جس کی اولاد راجگان سکتیس گڈہ و بیجے پور
واقع ضلع مرزاپور ہیں۔ جو اب بہی مالک ان علاقہ کے ہیں۔ اور سرکار سے نانکار پاتے ہیں۔ ۱۲
سہ۔ جو سرکار سے چھوٹا ہو۔ اور جس میں بہت سے مواضعات اور چند پرگنہ ہوں۔ ۱۲

جاگیر بدوہی و دیگر جاگیرات مرفوع القلم کے اور جو کچھ رقم منہائی سابق مجرا ہوتی تہی ۔ اب میں کلیۃً دیتا ہوں اور سپرد تمہارے کرتا ہون ۔ بعد وضع مبلغ ۸ لاکھ اڑتالیس ہزار چار سو انچاس روپیہ سکہ بنارس اصل و اضافہ کے حسب تفصیل ذیل اور کچھ خرچ سہ بندی نہ لیا جائیگا ۔ مناسب ہے کہ تم مبلغان مذکورہ بالا سرکار کو بموجب اقساط مفصلہ ذیل کے سال بسال ادا کیا کرو ۔ اور بعون الہی اس پٹہ سے انحراف نہ ہوگا ۔

تفصیل آدائی راجہ بیرونت سنگہ		منہائی نانکار و نصف جاگیر بدوہی والتمغہ
بابت بنارس	[illegible] لکہ	[illegible]
بدوہی	[illegible]	
سکتیس گڈہ	[illegible]	اصل روپیہ ادائے راجہ بیرونت سنگہ
نبے پور	لکہان	[illegible] لکہ
غازیپور	[illegible] لکہ	[illegible]
شادی آباد	[illegible]	
کل	[illegible] لکہ	اضافہ مقبولہ راجہ چیت سنگہ [illegible] لکہان
		اصل روپیہ ادائے راجہ چیت سنگہ
		[illegible] لکہ
		[illegible]

المرقوم ۲۷ ماہ رجب ۱۱۸۹ھ

ترجمہ صحیح ہے ۔ دستخط ولیم زیڈ فرن ۔ مترجم فارسی

تحریر جناب گورنر جنرل بہادر بنام راجہ چیت سنگہ

اب جو وزیر الممالک نے ایک عہد نامہ مہری و دستخطی دیا ہے ۔ اور جس پر تم نے بھی دستخط

کئے ہیں۔ اور مہر لگائی ہے۔ مناسب کہ بموجب اس کے اور بموجب عہدنامہ کے جو بمقام الہ آباد لارڈ کلائیو صاحب اور وزیر سے دربارہ پرونڈ سنگھ تمہارے والد مرحوم کے ہوا تھا تم بخوشی تمام مالگزاری مقررہ وزیر کو ادا کرتے رہو۔ اور کمپنی ہمیشہ تمہاری بہبودی کی نگران رہے گی اور تمہاری نسبت حفاظت اور حمایت مبذول رکھے گی۔ اور عہدنامہ مذکورہ بالا میں ہرگز انحراف یا شکستگی نہ ہوگی۔

ترجمہ صحیح ہے۔ دستخط ولیم ریڈفرن مترجم فارسی

ترجمہ سند جو راجہ چیت سنگھ کو بابت زمینداری غازیپور و بنارس وغیرہ کے عطا ہوئی

متصدیان حال و استقبال [illegible] و متوسلان [illegible] رعایت [illegible] ساکنان و آبادان و متعلقان سرکار بنارس و [illegible] الہ آباد [illegible]

چونکہ بمضمون عہدنامہ نواب آصف الدولہ [illegible] ربیع الاول [illegible] مطابق [illegible] مئی ۱۷۷۵ء قرار پایا تھا۔ حکومت اور انتظام [illegible] مطابق ۳ جولائی ۱۷۷۵ء سے آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے [illegible] اسواسطے بمضمون حقوق جو اسے حاصل ہو [illegible] راجہ چیت سنگھ [illegible] و فوجداری سرکاران مذکور بمطابق ضمن کے [illegible] غازیپور و بنارس [illegible] تاریخ مذکورہ صدر سے دیتے ہیں۔ جسقدر طلا و نقرہ ٹکسال بنارس میں ضرب ہوگا [illegible] بموجب اپنے مچلکہ کے ضرب کرائینگے۔ اور اپنی فہمید اور تعمیل امور مفوضہ میں [illegible] اونکو لازم ہے کہ مہربانی اور رعایت سے رعایا و مردمان کے ساتھ پیش آئیں [illegible] باعث بہبود ساکنان اور پیداوار زمین کی ترقی میں کوشش کرینگے۔

[1] ایسٹ انڈیا کمپنی کا مختصر حال [illegible]

اور وزدان و ڈاکہ زنان و گرہ برد وغیرہ کو ملک سے خارج کرینگے۔ اور مفسدان دبلوہ پردازان مخل امن کو ایسی سزائے واقعی دینگے۔ کہ اونکا پتہ بھی نظر نہ آئیگا۔ اور راجہ مذکور خراج تعدادی لک۔ مچھلی دار ضرب بنارس مطابق سکہ کلکتہ سالانہ خزانہ کمپنی مذکور میں داخل کیا کرینگے۔ اگر ...... انکو حکم ہوگا۔ کہ زر مالگذاری بمقام بنارس ادا کرو تو وہ مبلغ لکہ مچھلی دار بنارس کا روپیہ جس میں ۱۰ ماشہ چاندی اور دو رتی دو چاول [illegible] ہلان ہوگا۔ اور اس سے زیادہ ہلان تہو گا ادا کریگا۔ اگر وزن کم ہوگا۔ یا ہلان زیادہ ہوگا۔ تو اسقدر کمی کا معاوضہ دینا پڑیگا۔ اور جب زر مالگذاری کی ضرورت مقام بنارس میں نہو گی تو وہ زر مالگذاری لکہ سکہ بلا تفاوت بموجب اقساط کے ماہ بماہ کلکتہ روانہ کریگا۔ اس صورت میں انکو دوروپیہ فی صدی کے حساب سے مجرا ملیگا اور یہ فیصدی تعدادی ہوتا ہے۔ پس یہ مجرا دیکر اصل رقم مبلغ لکہ سکہ کلکتہ ہوتا ہے۔ اور ۱۴ – ۵ پائی اس رقم کو ود کلکتہ میں داخل کیا کریگا۔ اور آخر سال میں بعد تصفیہ حساب حسب دستور اوسکو [illegible] سند [illegible] ملیگا۔ اور ید و مختار نہیں ہے کہ ابواب ممنوعہ داروغہ شاہی وغیرہ کو تحصیل کرے [illegible] اور اس کے بموجب عمل ہوگا۔ تم متصدیان و دیگر اشخاص مذکورہ بالا [illegible] کو اصلی اور واجبی قابض اور حق دار زمینداری و عاملی و فوجداری سرکارات مذکورہ بالا کا [illegible] اور اس کی حکومت کو امور متعلقہ حیثیات مذکور میں منظور اور قبول کرو۔ واضح ہو کہ اس حکم کو محکم اور [illegible] حسب اس کے تعمیل کرو۔

المرقوم [illegible] ماہ صفر سنہ [illegible] جلوس مطابق ۱۵ ماہ اپریل سنہ [illegible]ء

دستخط گورنر جنرل بہادر معہ اہالیان کونسل

ضمن

دفتر نیابت داری سرکار بنارس و غازیپور چنارو کوتوالی و کار ٹکسال واقع صوبۂ الہ آباد و نیز عاملی و فوجداری رئیس کلان راجہ چیت سنگہ بہادر کو دیئے گئے۔

تفصیل محالات ۱۹

سرکار بنارس و چنار سرکار غازیپور محال جونپور مع مال و سوائے حویلی محمد آباد بنارس لا انشم یعنی خرچ پوشاک بادشاہ پرگنہ بدوہی تعلقہ سکر امٔو واقع چنار سکتیس گڈھ سنگہ پور سکندرپور خرید شاہی آباد پٹہ سرنج کوتوالی و دیگر امور بنارس بلا آدا کوتوالی و دیگر امور جونپور بلا ادا ہے محاصل ٹکسال بنارس بلا آدائے مقیمی بنارس وزن سنگی بنارس و دیگر محالات دفتر منصفیات بنارس۔

نقل پٹہ جو راجہ چیت سنگہ کو عطا ہوا

یہ پٹہ جس میں شرائط ذیل درج ہیں۔ راجہ چیت سنگہ بہادر کو دیا جاتا ہے۔ سرکار بنارس و غازیپور اور چنار اور محالات سرکار جونپور مع مال و سوائے حویلی محمد آباد بنارس خاص و عام پنچ پرگنہ بدوہی تعلقہ سکر امٔو واقع پرگنہ چنار سکتیس گڈہ سنگہ پور سرکار غازیپور پرگنہ سکندرپور خرید شاہی آباد پٹہ سرنج مع کوتوالی جونپور و بنارس ٹکسال بنارس مقیمی بانصاب وزن سنگی مال و سوائے اور دستور دیوانی باستثنائے نانکار و نصف جاگیر بدہی و جاگیر مستثنی دائما جو قوم مدت دراز سے حساب میں مجرا دیجاتی ہیں اور جملہ شرائط تعہد تم پر فرض ہیں۔ تاریخ ۲۴ جمادی الاول ۱۱۸۹ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۷۷۵ء سے برقم ۔۔۔ لکہ روپیہ بنارس جسکا وزن ۱۰ ماشہ فی روپیہ سے کم نہو گا۔ اور جس میں مالی ۔۔۔ ریلان دورتی اور دو چاول

سے زیادہ بموجب تمہاری مچلکہ اور قبولیت کے نہوگا یہ روپیہ تم اس بموجب ادا کروگی اگر کمپنی کو بنارس
میں اس روپیہ کا لینا مناسب معلوم نہوگا تو تم بمقام کلکتہ سکہ کلکتہ میں [illegible] ادا کروگے
اور جو مبلغ دو روپیہ فیصدی بنام نہاد زمینداری کے تم کو ملیگا۔ اسکا روپیہ [illegible]
ہوتا ہے یہ مجرا دیکر رقم واجبی مبلغ [illegible] کلکتہ ہونگے۔ یہ رقم تم بلا کمی و کسور ایکسال [illegible] ۱۴ ۵ پائی
میں بموجب فرد قسط بندی ماہواری [illegible] ۵ پائی کے جو علیحدہ داخل کی ہے ادا کروگے اور یہ روپیہ
تم بمقام کلکتہ بلا عذر بموجب قسط بندی کے داخل کروگے۔

تفصیل رقم خراج

رقم قبولیت سابق .... [illegible]	اضافہ .... [illegible]
منہا بابت نانکار .... [illegible]	منہا .... [illegible]
زمین مرفوع القلم .... [illegible]	[illegible]
معافی چہارم حصہ سربسنگہ [illegible]	سکہ بنارس .... [illegible]
نصف جاگیر بدوہی .... [illegible]	بٹہ سکہ کلکتہ .... [illegible]
التمغہ مسماۃ زردبانو .... [illegible]	باقی سکہ روپیہ .... [illegible]
[illegible]	منہا ہنڈویان .... [illegible]
[illegible]	[illegible] ۱۴ ۵ پائی
ایزادی رقم نذرانہ .... [illegible]	باقی اصل زر واجبی [illegible] ۵ پائی
بٹہ .... [illegible]	
کمی وغیرہ .... [illegible]	المرقوم ۲۶ ماہ صفر سنہ ۱۱ جلوس مطابق ۱۵ ماہ اپریل سنہ ۱۷۷۶ء
[illegible]	

نقل قبولیت مدخلہ راجہ چیت سنگہ بنا بر زمینداری بنارس وغیرہ

چونکہ ایک عہدنامہ فیمابین ایسٹ انڈیا کمپنی و نواب آصف الدولہ یحییٰ خان بہادر ہزبر جنگ ناظم صوبہ اودھ بتاریخ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۱۱۸۹ھ مطابق ۲۱ ماہ مئی ۱۷۷۵ء کو قرار پایا جس کی رو سے حکومت سرکار بنارس و غازیپور و چنار وغیرہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو تاریخ سہ ماہ ربیع الاول ۱۱۸۹ھ مطابق سہ ماہ جولائی ۱۷۷۵ء سے ملی اور کمپنی نے زمینداری و عاملی و فوجداری سرکاران مذکور الصدر کی مع کوتوالی بنارس و جونپور وغیرہ و ٹکسال بنارس تاریخ مذکور سے مجھکو دی اب میں برضامندی اقرار کرتا ہوں اور لکھے دیتا ہوں کہ جس قدر سکہ ٹکسال میں ضرب ہوگا وہ بموجب اقرارنامہ علیحدہ کے جو میں نے تاریخ ۲۵ ماہ ذیحجہ سنہ جلوس کو لکھکر گورنمنٹ کمپنی کو دیا ہے ہونگے مجھکو لازم ہوا کہ میں وہ امر کرونگا جو واسطے فائدہ و بہبود ملک کے ہوگا اور بہبودی خلائق میں کوشش کرونگا اور متوجہ ترقی زراعت و افزونی مالگذاری کا رہونگا اور باب اخراج دزدان و قاتلان و دیگر مجرمان ایسی سزائے سخت تجویز کرونگا کہ انکا نشان باقی نہ رہیگا اور میں سالانہ مالگذاری گورنمنٹ ادا کرتا رہونگا جس کی تعداد پہلی [illegible] روپیہ بنارس کی سکہ ہوتی ہے اور فی روپیہ وزن ۱۰ ماشہ سے کم نہوگا اور اسمیں [illegible] چاول سے زیادہ ملاوٹ نہوگا اگر اس سے وزن میں کم ہو یا ملاوٹ زیادہ ہو تو جس قدر کمی زر ہوگی اوس قدر میں اور دیکر پورا کرونگا اگر گورنمنٹ کو ضرورت لینے زر مالگذاری کی مقام بنارس میں نہو گی تو میں سال بسال بموجب اقساط ماہواری [illegible] حسب تفصیل ذیل کلکتہ روانہ کیا کرونگا یہ کل روپیہ برابر سکہ کلکتہ [illegible] وغیرہ کے ہوگا لیکن اس میں رقم ہنڈویان فیصدی دو روپیہ جو [illegible] ہوتا ہے [illegible] باقی [illegible]

[illegible] ہر سال کے آخر میں بلا کسور وغیرہ کے خزانہ کلکتہ میں داخل کیا کرونگا۔ بعد ادا کرنے
[illegible] اس روپیہ کے رسید بیباقی حسب دستور بعد اختتام سال ملا کریگی اسواسطے اقرارنامہ تحریری
لکھدیا کہ بموجب اس کے عملدرآمد ہو۔ مہر راجہ دستخط راجہ

المرقوم ۲۵ ماہ صفر سنہ ۱۷ جلوس مطابق ۱۵ ماہ اپریل ۱۷۷۶ء

ترجمہ اقرارنامہ راجہ چیت سنگھ
درباب محصول سایر

چونکہ محصول سایر جو [illegible] سے متعلق ہے۔ بحضور گورنر جنرل بہادر حسب شرح ذیل مقرر ہوچکا ہے [illegible] جس کی تعمیل کا صادر ہوا ہے محصول مقررہ انگریزی اور ہندوستانی سوداگروں سے [illegible] لیا جائیگا۔ اس میں یہ لکھے دیتا ہوں کہ شرح مذکور سے زیادہ نہیں لونگا اور کسی شخص کی نسبت اس بارہ میں رعایت کرنا منظور ہوگی۔ لیکن بانات اور [illegible] جو کمپنی سے خرید کیا جائیگا اور اسکے ساتھ ایک چٹھی گورنر بہادر کی ہوگی وہ محصول [illegible] تصور کیا جائیگا۔ اور اسکی نسبت مزاحمت یا انسداد کسیطرحکا نہوگا۔

۱ خطہ و نقشہ محصول مجوزہ و مقررہ سرکار انگریزی

	بمقام چوسا	بمقام زمانیہ	بمقام گہونٹی	سیتاپور غازیپور	مرزاپور	کھجوا	درا	غازیپور	کنتر
اوپر کرانا و پرسونٹھہ و سیاہ مرچ وغیرہ کی فی پرنگھی فی چھہ من	۸ ر	۷ ر ۳ پائی	۷ ر ۲ پائی	۱۳ ر ۹ پائی	۱۵ ر ۹ پائی	۴ ر ۹ پائی	۶ ر ۹ پائی	۴ ر ۴ پائی	۹ ر ۹ پائی
اوپر مرزاپوری کے پارچہ وریشم ولونگ و جائفل کے	۴ ر	۱۵ ر	[illegible]	۱۰ ر	۹ ر ۳ پائی	۱۰ ر ۲ پائی	۱۲ ر ۶ پائی	۲ ر	[illegible]
اوپر ٹین وغیرہ کے	۴ ر ۲ پائی	۷ ر ۲ پائی	۷ ر ۴ پائی	۱۳ ر	۱۳ ر	۷ ر	۶ ر ۹ پائی	[illegible]	[illegible]
اوپر آہن کے	۴ ر ۳ پائی	۳ ر ۳ پائی	۳ ر ۹ پائی	۱۱ ر	۱۵ ر ۲ پائی	۲ ر	۲ ر	۴ ر ۴ پائی	[illegible]
اوپر تانبے کے	۲ ر ۸ پائی	۷ ر ۹ پائی	۸ ر	۲ ر ۹ پائی	۱۵ ر	۷ ر ۹ پائی	۶ ر ۶ پائی	۴ ر	[illegible]
اوپر پارچہ کے فی چھہ تھان کی گٹھری پر	۱۴ ر ۳ پائی	۱۴ ر ۳ پائی	۴ ر ۳ پائی	۴ ر ۴ پائی	۹ ر	۵ ر	۶ ر	۲ ر ۴ پائی	[illegible]
اوپر پنبہ یعنے روئی کپاس کے	۶ ر ۴ پائی	۶ ر	۶ ر	۸ ر	۴ ر	۵ ر ۹ پائی	۴ ر ۹ پائی	۱۵ ر	[illegible]
اوپر چپٹا وغیرہ پارچہ کم قیمت کے	۳ ر ۶ پائی	۳ ر ۹ پائی	۳ ر ۶ پائی	۲ ر	۲ ر ۹ پائی	۳ ر ۳ پائی	۳ ر	۲ ر ۳ پائی	۳ ر
اوپر چھالیا یعنی سپیاری کے	۶ ر	۷ ر	۶ ر	۹ ر	۱۲ ر	۳ ر ۹ پائی	۳ ر ۵ پائی	۳ ر	[illegible]

بمقام بنارس دو روپیہ فی صدی قیمت فروخت پر حسب دستور قدیم لیا جاتا تھا

متعلقہ صفحہ

۵۸



مہاراج بلوان سنگھ

مہاراج بلوان سنگھ

یہ بمقام گوالیار متولد ہوئے جب سن انکا گیارہ برس کا ہوا۔ رانی صاحبہ انکی والدہ مونڈن کرنے کے لئے بندھیاچل لیگئین۔ بعد واپسی بمقام الہ آباد مہاراج چیت سنگھ کی وفات کی خبر رانی صاحبہ کو معلوم ہوئی۔ اسوقت گورنمنٹ نے رانی صاحبہ کے خرچ کے لئے دو ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیا۔ پس جب ۱۸۲۵ء میں رانی صاحبہ نے رحلت کی تو وہی مشاہرہ مقررہ مہاراج بلوان سنگھ کو عطا کیا گیا اور بصلۂ خیر خواہی ایام غدر ۱۸۵۷ء ایک سند عطا کی گئی جسکی روسے بغیر لیسنس کے ہتھیار رکھنے کا اختیار دیا گیا۔ اور سند حاضری عدالت سے معافی کی بھی حاصل ہوئی۔ ماہ دسمبر ۱۸۵۹ء میں خلعت مندرجۂ ذیل پیشگاہ حضور والسرائے و گورنر جنرل بہادر سے عطا ہوا۔

دستار زری یک – سرپیچ مرصع یک – نیمہ زری – گلوبند زری – مالاے مروارید – کلغی مرصع یک – پٹکہ زری یک – جامہ زری یک – چغہ کارچوبی – اور انکے ولی عہد کنور جگجیت سنگھ کو ایک دوربین – انکے قیام کیوجہ سے آگرہ کا محلہ اوائی گدائی بنام چھیتہ راجہ کاشی مشہور ہوا۔

نمائشگاہ آگرہ ۱۸۶۵ء میں انسے اور مہاراج ایشری پرشاد نرائن سنگھ راجہ بنارس سے ملاقات ہوئی۔ قبل ازین اور کسی سے اس خاندان میں بعد مہاراج چیت سنگھ کے ملاقات نہ ہوئی تھی چنانچہ اب دونون خاندانون مین ظاہری اتحاد قائم ہے۔

مہاراج بلوان سنگھ نے ۲۲ دسمبر ۱۸۷۱ء کو بہتر برس کی عمر مین بمقام آگرہ انتقال کیا۔ یہ نہایت سخی اور خلیق و شاعر تھے۔ میرزا حاتم علی بیگ مہر لکھنوی سے تلمذ تھا۔ ایک دیوان مسمی بہ گل ریاض راجہ اور ایک مثنوی داستان گل سخن انسے یادگار ہے۔ علم سنسکرت میں بھی قابلیت تام تھی۔ ایک کتاب صنائع و بدائع میں۔ سنہ ۱۲۹۶ھ میں بمقام ضلع ایٹہ وفات پائی۔

بزبان ہندی بنام چیتر چندر کا تصنیف کی جو مطبوع و مشہور ہے ۔ علم موسیقی مین بھی دخل کہتے تہے شمۂ انکے کلام کا درج تاریخ کیا جاتا ہے ۔

خاکساری مین ہے نقش لعل طوق بندگی
چیتر ہے داغ جنون سر پہ تو نالہ ہی رقیب
دہوکا ہو سُرخ انگلیون پہ شمع طور کا
وہ پیام یار لایا اس نے لکھو لی فال نیک
بوسہ نہ اون لبون کا ملا مر کے رہ گئے
لایا نہ جا کے نامۂ شوقیہ کا جواب
خالی کئے جو یار نے غیرون کے ساتھ جام
اللہ نے بتون کو نکالا تو کیا کیا
ہر شب وصل صنم میر ستانے کے لئے
کچھ مزہ دیگی جو بوسہ کی حلاوت لب پہ
ہائے کس منہ سے کرین یار سے ملنے کا سوال
دل پہ صدمہ ہو کہ ہو جان پہ اذیت راجہ
آب حیوان ہوا حق مین مری آب خنجر
بعد فنا یہ سوزش دل کا اثر ہوا
تو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر ہیں
مٹ گئی شکل نقش پا کیسی
تسکین بعد فاتحہ دیتے ہیں یون انہین

دیسے میں راجہ غلام شاہ دُلدل ہو گیا
دشت وحشت مین عجب دہوم سے راجہ نکلا
دیکھے کبھی جو موسے عمران کسی کے ہاتھ
پائے قاصد چومے اور دست عامل چومے
اعجاز کا مسیح کے دم بہر کے رہ گئے
مشتاق ہم ورود کبوتر کے رہ گئے
آنسو ہماری آنکھونمین بہر بہر کے رہ گئے
کچھ تو نشان کعبہ مین ٹہہر کے رہ گئے
بانگ ناقوس یہان مرغ سحر دیتے ہیں
جان دم مرگ رہیگی کئی ساعت لب پر
رہتی ہے آٹھ پہر مُہر قناعت لب پر
آنے یا دُ نہ مگر حرف شکایت لب پر
لب عیسٰے کی طرح تیر ہوا اثر ہاتھ مین ہے
خورشید حشر قبر مین داغ جگر ہوا
دو دو پہر وظیفۂ مرغ سحر ہوا
پس گئی چال پر حنا کیسی
راہ رضا مین یار کے جو مر کے رہ گئے

انکو موسیقی کا بیان تاریخ اودہ و مع نصاب درج ہیں درج کیا گیا ۔ مؤلف ۱۲

قطعہ

گھبرائیو نہ قبر میں اے خفتگانِ خاک | تھوڑے سے روز عرصۂ محشر کے رہ گئے

راجہ رہا نہ تاج فریدون نہ تختِ جم
افسانے کیقباد و سکندر کے رہ گئے

خلاصہ چٹھی سیکرٹری صیغہ فارسی

بنام

ایجنٹ گورنر جنرل مقیم بنارس

مورخہ ۱۹ جون ۱۸۱۲ء

گورنر جنرل نے منظور کیا ہے۔ کہ مبلغ دو ہزار روپیہ ماہوار خاندان چیت سنگھ کو عطا کیا جائے مگر اس حکم کا استحکام منظوری کورٹ آف ڈائرکٹرس پر منحصر ہے گورنر جنرل بہادر نے بوجوہ مندرجہ چٹھی یہ بھی منظور فرمایا ہے کہ پنشن ہذا از وقت وفات چیت سنگھ ادا کئے جاوے بجہ انتظامات واسطے پرورش خاندان چیت سنگھ کئے جائیں تو ضرور ہے کہ بیوہ راجہ صاحب موصوف اور انکا بیٹا صوبۂ بنارس سے علیحدہ رکھے جائیں مصلحت یہ ہے کہ وہ گوالیار کو واپس جائیں جس مقام پر خاندان مذکور مدت تک رہا ہے اور جہاں ابتک اسکا ایک مکان موجود ہے لیکن اگر بیوہ کو یہ بات نامنظور ہو اور وہاں کا جانا لازمی نہ ٹھہرے تو گورنر جنرل کی یہ رائے ہے کہ انکا مامن ضلع آگرہ میں مقرر کیا جائے جہاں کہ چیت سنگھ کی جاگیر میں ایک چھوٹا سا گانوں ہے یہ پنشن انہیں شرائط کے ساتھ عطا کیجاتی ہے کہ بیوہ ان دو امورات مذکورہ بالا سے کوئی ایک اختیار کرے۔

خلاصہ چٹھی سیکرٹری فارسی

بنام

ایجنٹ گورنر جنرل بنارس

مورخہ ۱۹ر جون ۱۸۱۳ء

آپکی دو چٹھیاں مورخہ ۲۸ ر ماہ گذشتہ اور ۹ ر ماہ حال موصول ہوئیں۔ اول چٹھی کے ساتھ ایک چٹھی مجسٹریٹ آگرہ کی بھی تھی جس میں ضروریات صرفۂ خاندان چیت سنگھ مندرج تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ رانی کا بھائی بابو شیو پرشن سنگھ قضا کر گیا۔ ۷ ر ماہ حال کو جو چٹھی آپکے نام بھیجی گئی تھی۔ اسکی بھی کارروائی آپ نے کر دی۔ یعنی دیوی سیوک سنگھ اور لالہ ایشری سنگھ کارندگان رانی صاحبہ پریسیڈنسی سے علیحدہ کر دیئے گئے۔

آخر کار رانی صاحبہ مع اپنے بیٹے کے آگرہ تشریف لیگئیں۔ اب گورنر جنرل بہادر براہ مہربانی انکی نافرمانبرداری اور سرکشی کو معاف فرما کر منظور فرماتے ہیں کہ جو احکامات اولاً بابت جانے آگرہ یا گوالیار کے صادر ہوئے تھے اور اسوقت جو وعدہ پرورش کیا گیا تھا اب اونکے ساتھ عمل میں لایا جائے لہذا گورنر جنرل بہادر کلکٹر آگرہ کو اختیار عطا فرماتے ہیں کہ رانی صاحبہ و دیگر اہالیان خاندان چیت سنگھ کو دو ہزار روپیہ ماہوار بشرط راضی رکھنے مجسٹریٹ کے عطا کیا جانے پنشن بذا اسوقت سے عطا ہوئی جس وقت سے کہ چیت سنگھ نے قضا کی۔ اور اسکا اطمینان آپ کر لیویں۔

نقل احکامات جو خدمت میں مجسٹریٹ آگرہ کے بھیجی گئی ہے۔ بنا بر اطلاع آپکی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔

نقل چھٹّی سیکرٹری فارسی
بنام
مجسٹریٹ آگرہ

مورخہ ۸ جولائی ۱۸۲۵ء

آپکی چھٹی مورخہ ۳۰ مئی بابت اطلاع انتقال بیوہ چیت سنگھ اور بسفارش اس کے کہ مبلغ دو ہزار روپیہ ماہوار کنور بلوان سنگھ پر بحال کیا جائے موصول ہوئی بموجب تحریرات ماسبق نسبت خاندان ہذا اور نسبت چال چلن بلوان سنگھ جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے گورنر جنرل کی یہ رائے ہے کہ مناسب ہوگا پنشن بذات بلوان سنگھ اور بنابر پرورش اشخاص موجودہ خاندان چیت سنگھ جاری رکھی جائے۔ کلکٹر آگرہ کو حکم بھیجا جائیگا کہ پنشن دو ہزار روپیہ ماہوار مع بقایا از تاریخ وفات رانی صاحبہ ادا کر دیویں مگر سمجھ لینا چاہیئے کہ بروقت وفات بلوان سنگھ گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ عطیہ مذکورہ بالا میں کمی و بیشی کرے یا یہ مناسب سمجھے کہ کسقدر حصہ خاندان چیت سنگھ کی پرورش کے واسطے کافی ہوگا۔

دستخط رابرٹسن

نمبر ۱۱۴ مورخہ ۹ اکتوبر ۱۸۶۵ء

نقل کاغذات مذکورہ بالا بخدمت راجہ بلوان سنگھ (بنارس) بجواب خط مورخہ ۱۶ جولائی گذشتہ بھیجی جائے۔

دستخط ڈائس سر دفتر

خلاصہ چٹھی نمبری ۲۴۹ الف ۱۸۶۵ء

منجانب مسٹر رابرٹسن صاحب بہادر قائمقام جونیر سیکرٹری

بخدمت مسٹر اسپیٹ صاحب بہادر قائمقام کمشنر آگرہ

صاحب من - مجکو ہدایت ہوئی ہے کہ آپکی چٹھی نمبری ۸۱۳۸، مورخہ ۲۸ جولائی گذشتہ کا جواب تحریر کرون آپکی چٹھی کے ساتھ عرضی راجہ بلوان سنگہ بھی منسلک تھی - منشا یہ تھا کہ ایک جدید نقل سند کی بابت عطیہ دو ہزار روپیہ ماہوار والدہ راجہ صاحب کو عطا کیجائے بجواب اس کے نقول کاغذات مندرجہ حاشیہ بھیجی جاتی ہیں یہ کاغذات نسبت منظوری پنشن بیوہ راجہ چیت سنگہ کے ہیں اور یہ پنشن جاری رہیگی -

کاغذات منسلکہ سے معلوم ہوگا کہ کوئی سند کبھی عطا کی گئی تھی -

دستخط رابرٹسن ۲۹ ستمبر ۱۸۶۵ء

کنور چکروری سنگہ

یہ آگرہ میں پیدا ہوئے اور بیالیس برس کی عمر میں ۷ دسمبر ۱۸۷۰ء کو اپنے والد مہاراج بلوان سنگہ کی وفات سے پانچ دن پیشتر انتقال کیا - یہ سخاوت مروت اور اخلاق میں اپنے والد سے زیادہ تھے شعر وسخن سے نہایت شوق تھا - میرزا حاتم علی مہر کے شاگرد تھے - ان کا دیوان موسوم گل رعنا انکی وفات کے بعد انکی بیوہ یعنی والدۂ کنور بیر بہدر سنگہ نے طبع کرایا - کلام یہ ہے -

زلفوں کو ملائینگے کنور نالون سے اپنے
احسان اوٹھائینگے نہ ہم بادِ صبا کا

وہ شاہ سوار حسن نظر آگیا ہمیں
آنکھیں ہماری بنگئیں حلقہ رکاب کا

متعلقہ صفحہ

۶۳



کنور چکرورتی سنگھ

بلبل پہ ظلم تازہ یہ صیّاد نے کیا

تو عندلیب دل کے پھنسانے کیواسطے

پھبتی کہو لگا زلف و رخ یار دیکھ کر

مہندی لگانا پانو میں تو اک بہانہ تھا

خیال عارض و لعل لب رنگین حیا نا نہیں

عیان زلف شبگون سے ہے روئے روشن

رقیب روسیہ جل کر ہوا فی النّار عقل سے

وہ نادان ہیں جو کہتے ہیں اثر صحبت کا ہوتا ہے

گل زخم جگر اب دیکھیے کیا رنگ لاتے ہیں

مسیحا موت کے آگے مسیحائی دکھاتے ہیں

جو کہتا ہوں دکھانا دل کا کچھ اچھا نہیں حنا

ہمارے خون کے حنا نے نقشے جماتے ہو

تیغ قاتل کی ہے یہ تازہ بہار

جی کی جی ہی میں رہ گئی حسرت

خون ناحق ہے ایک چار گواہ

ناز و انداز و ادا عشوہ کرشمہ غمزہ

پڑھائی بیل کیسی نخلبند باغ قدرت نے

بنایا پیکر ماہی نقاہت نے مجھے ایسا

ہٹا دے زلف مشکین کو اگر وہ روئے روشن سے

گلزار سے قلم کیا تختہ گلاب کا

زلفوں میں اس نے عطر ملا ہی گلاب کا

نرگس کے پاس پھول کھلا ہی گلاب کا

بندش تمام یہ تھی کہ تم کو نہ آنا تھا

حلب سے ہم لہو روتے ہوئے آئے بدخشاں تک

اندھیرے میں کالے کا من دیکھتے ہیں

ہمارے یار کی جب ہو گئیں باتیں اشاروں میں

گلو میں نکہت گل ہے کہاں خوشبو ہے خاروں میں

سنا ہے آج وہ پوشاک پھولوں میں بساتے ہیں

نگاہیں قتل کرتی ہیں لب لعلین جلاتے ہیں

تو کہتے ہیں کہ ہم تیری محبت آزماتے ہیں

کبھی تو پان کھاتے ہو کبھی مہندی لگاتے ہو

پھول ہوتے ہیں زخم کھل کھل کے

یار رخصت ہوا گلے مل کے

سرخ ہیں ہاتھ پاؤں قاتل کے

ایک ہیں اور یہ سب پان کے کھانیوالے

نہیں ہے زلف عارض پر گل لالہ پہ سنبل ہے

نظر آؤں نہ بستر پر اگر ہوں قضا ٹھیرے

نہ موسیٰ طور پر دست موسیٰ ہیں عصا ٹھیرے

نہ کیون کونیں میں حل ہوں ہمارے عقدۂ مشکل	علی پاکے ہے پیغمبر علی دستِ خدا ٹھیرے
ہماری مشکلیں کیونکر نہ سب آساں ہوجائیں	اکنور جب ہم غلامِ حضرت مشکلکشا ٹھیرے

مہاراج بیر بھدر سنگہ[1]

یہ ۱۲۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ تولید جو انکے والد کنور چکرورتی سنگہ نے موزون فرمائی وہ یہ کہی گئی ہے

شد تولد بخانہ ام فرزند	۱	از عنایات ایزد سُبحان
بہر تاریخ سال مولودش		گفتم اے نورِ چشم و راحت جان ۱۲۷۹ھ

انہوں نے علم انگریزی آگرہ کالج اور میو کالج[2] اجمیر میں حاصل کیا۔ فارسی و ہندی میں بہی دخل تہا۔ پابندی ایکٹ اصلاء اور حاضری عدالت سے مستثنےٰ تہے۔ طبیعت میں سادگی اور کپن اور مزاج غیر مستقل تہا۔ گورنمنٹ نے انکا خطاب راجگی لیکر کنور دیا اور چپراسوں سے لفظ مہاراج بدلوا کر کنور کندہ کیا گیا۔

۱ۂ مؤلف کے والد سید محمد وصی صاحب مرحوم و مغفور مہاراج موصوف کی سرکار میں عہد مہاراج بلوان سنگہ سے بسلسلہ مصاحبت ممتاز تہے۔ دہسم جمادی الاول ۱۳۰۸ھ مطابق ۲۲ - دسمبر ۱۸۹۰ء یوم دوشنبہ کو اپنے وطن موہان میں بعارضہ تجبا انتقال کیا۔ (قطعہ تاریخ وفات از مولوی فصیح اللہ صاحب و فاؔ لکہنوی)

چو اولادِ نبی سیّد وصی آہ	۔	ازین دنیائے فانی کرد رحلت
نوشتم اے وفاؔ سال وفاتش		قیام روحِ پاک اوست جنت

اور بجائے اونکے مؤلف کے بہائی سید شبیر حسن محسن کا تقرر ہوا۔ مگر چند ۱۳۰۸ھ نا قابل لوگونکی خباثت سے جو مہاراج کے مصاحبون میں ہوگئے تہے۔ اس سرکار کی ملازمت سے استعفا دیدیا - ۱۲

۲ۂ یہ مدرسہ رئیس زادون کی تعلیم کے لئے بیادگار لارڈ میو قایم ہے۔ لارڈ میو بمقام جزیرہ انڈمان ۸ - فروری ۱۸۷۲ء میں شیر علی خان افغان قیدی کے ہاتہ سے مقتول ہوئے۔ ۱۲

متعلقہ صفحہ

۶۶



کنور بیر بھدر سنگھ

مہاراج چیت سنگھ کے وقت سے صرف انکو بنارس جانے کی اجازت گورنمنٹ سے حاصل ہوئی تھی۔ انکی شادی ۱۲۹۹ سنہ ھ میں دختر بابو لال جی سنگھ رئیس موضع نگور ضلع بنارس کے ساتھ ہوئی۔ دو لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے اب ایک لڑکی جسکی شادی ۱۸۹۹ سنہ ع میں ضلع چھپرہ کے کسی مقام میں ہوئی ہے اور ایک لڑکا جسکا نام

کنور بہادر سنگھ

ہے۔ اور جو ۱۵ - اکتوبر ۱۸۸۹ سنہ ع کو پیدا ہوا موجود ہے خدا اسکی عمر اور اقبال میں ترقی عطا کرے چونکہ مہاراج پربہادر سنگھ کے والد کنور چکرورتی سنگھ اپنے باپ کے سامنے ہی انتقال کر چکے تھے اسلئے مشاہرہ تعدادی پندرہ سو روپیہ ماہوار مہاراج موصوف پر بحال ہوا۔ بعدہٗ جب انکی والدہ نے وفات پائی تو ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار اُنکے اخراجات کے تخمینہ کا کم ہوکے ساڑھے تیرہ سو روپیہ ماہوار مقرر ہوا۔ مشہور ہے کہ یہ تخمینہ بابو مدونندن پرشاد نرائن سنگھ عرف بوا صاحب ساکن موضع سورج پور ضلع اعظم گڈہ نے جو مہاراج کے بہنوئی یعنی بہوئی جگجوت کنور کے شوہر ہیں۔ ایچ - بی فنلے صاحب کلکٹر آگرہ کو بتلا دیا۔ چونکہ مہاراج اور کلکٹر صاحب سے موافقت نہ تھی یہی وجہ زیادہ تر کمی پنشن کی ہوئی - بوا صاحب کو انکی خوشدامن پچاس روپیہ ماہوار علاوہ اخراجات کے دیتی تھیں جب انتقال ہوا تب ہی یہ مشاہرہ بحال رہا۔ مگر جب بہوئی صاحبہ نے وفات پائی تو بوا صاحب اپنے خُرد سال لڑکے کو لیکر وطن چلے گئے۔ بوا صاحب اور مہاراج سے دلی صفائی نہ تھی۔ جو بوا صاحب کی طرف سے تھی -

ا۔ حسیلمہم ایم بیم:

۱۸۷۷ سنہ ع میں مہاراج بلوان سنگھ کے بھتیجے یعنی بابو[۱] فتح بہادر سنگھ (۱۔ بلوان سنگھ اور فتح بہادر سنگھ برادر

متعلقہ صفحہ

۶۸



کنور بہادر سنگھ

کے بیٹے بابو جنگ بہادر سنگھ اور مہاراج کی والدہ سے باغوائے بعض مفسدین ملال پیدا ہوا۔ اور نوبت بعدالت پہونچی۔ اس مقدمہ مین اکثر ملازمان مہاراج اس بات کے گواہ قرار دیئے گئے کہ جنگ بہادر سنگھ مہاراج کے عزیز نہیں۔ بلکہ بیس روپیہ ماہوار کے داروغہ اصطبل تہے مگر مؤلف کے والد نے جہوٹی گواہی دینے سے قطعًا انکار کیا۔ اسوجہ سے ڈیڑھ برس تک موقوف رہے اور بعد ختم مقدمہ رانی صاحبہ یعنی والدۂ مہاراج نے طلب کرکے بدستور مقرر کیا کہ پہر تمام عمر ملازم رہے۔ بالآخر اس مقدمہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ پچاس روپیہ حین حیات بابو صاحب کو مہاراج کی پنشن سے دلایا گیا۔ وہ علیحدہ محلہ چہلی اینٹ میں رہتے تہے۔ شادی کر لی تہی۔ آخر ۱۵۔ جون ۱۸۹۹ء میں سوء ہضمی سے وفات پائی۔ اور دو لڑکے کم عمر یادگار چھوڑے۔ بڑے کا نام مہابیر سنگھ اور چھوٹے کا نام ہیرالال سنگھ ہے۔ بابو صاحب نے بحیات خود درخواست بحضور صاحب کمشنر بہادر آگرہ گذرانی تہی۔ کہ میری پنشن میرے بیٹے کے نام ہوجاوے۔ چونکہ پنشن حین حیات تہی۔ لہذا یہ درخواست نامنظور ہوئی۔

بابو جنگ بہادر سنگھ کے بڑے بہائی بابو رن[۱] بہادر سنگھ شریک والدہ مہاراج رہے۔ شادی نہیں کی لاولد فوت ہوئے۔

مہاراج پیربہدر سنگھ نے تینتیس برس کی عمر میں ۲۹۔ دسمبر ۱۸۹۲ء یوم شنبہ کو بنارس میں وفات پائی۔ اور پنشن ایکہزار روپیہ ماہوار انکی بیوہ کے نام اس شرط پر مقرر ہوئی کہ بعد انتقال انکی صاحبہ ساڑہے سات سو روپیہ ماہوار کنور بہادر سنگھ کو دیا جائیگا۔

---

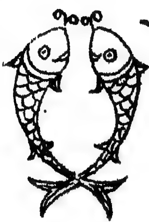
[۱] مرزا حاتم علی بیگ مہر کے شاگرد تہے۔ انکا دیوان شامل دیوان شائل کنور چکر درتی سنگھ طبع ہوگیا ہے تین شعر جو مجہکو یاد تہے درج کرتا ہوں۔

بہادر سر کٹائیں کیا خوشی سے + کہاں ہیں وہ جو انگلے قدردان تہے

ثابت ہوا کلام شریف و حدیث سے + منظور کی خدا نے ہر اک پنجتن کی بات

ایک دم بہی جدا نہیں ہوتا + کیا محبت ہے درد کو دل سے

مؤلف وقت روانگی بھوپال ۲۲ جولائی سنہ ۱۹ء کو بسبب نمک خواری جو اس سرکار سے حاصل تہا رانی صاحبہ کے سلام کو آگرہ گیا تھا۔ اور اپنے دوست مولوی معین الدین صاحب اکبرآبادی نایب سرشتہ دار کمشنری آگرہ کے مکان محلہ کچہری گھاٹ میں مقیم ہوا تہا رانی صاحبہ نے نہایت سرفراز فرمایا اپنے پاس جگہ دی اور کھانے وغیرہ کا انتظام رانی صاحبہ کی سرکار سے اس تمام عرصہ میں ہوتا رہا مؤلف رانی صاحبہ کی اس عنایات رئیسانہ کا نہایت شکر گزار ہے۔



اِس خاندان کا نشان ریاست یہ ہے

مہاراج مہیپ نرائن سنگہ[1]

جب سنہ ۱۷۸۱ء میں مہاراج چیت سنگہ بنارس چھوڑ کر گوالیار چلے گئے تو ۲۸ ستمبر سنہ ۱۷۸۱ء کو ہسٹنگز نے داخل بنارس ہوکر مہیپ نرائن سنگہ خلف بابو درگبجے سنگہ یعنی نواسہ مہاراج بروند سنگہ کو خلعت اسپ و شمشیر سے سرفراز کرکے علاقہ بنارس بشرط ادائے مالگزاری چالیس لاکھ روپیہ سالانہ کے عطا کیا اور اوسان سنگہ کو کہ عمدہ ارکان راجہ بروند سنگہ سے تہا نایب مقرر کیا۔ لیکن چند روز کے بعد اوسان سنگہ کنارہ گزین ہوکر اپنے مسکن سید پور کو چلا گیا۔ مگر اختیارات مقدمات دیوانی و فوجداری متعلقہ زمینداری و خاص شہر بنارس و اختیار سکہ رانی راجہ سے نکال لئے۔ اور سنہ ۱۷۹۴ء میں ایک عہدنامہ اس مضمون کا ہوا کہ بنارس کا انتظام دیوانی و مال مثل صوبہ بنگال۔ بہار اور اوڑیسہ[2] کے جاری کیا جاوے جو سنہ ۱۷۹۳ء میں ان صوبجات میں جاری رہا تہا جبکہ راجہ مہیپ نرائن سنگہ سے انتظام کل علاقہ بنارس کا نہ ہو سکا تو صرف جاگیر و التمغہ

---

[1] انکی والدہ گلاب کنور مہاراج چیت سنگہ کی مختلف البطن بہن تھی یہیں سے ریاست بنارس مہاراج بروند سنگہ کے پسری سے منقطع ہوکر دختری اولاد کی طرف منتقل ہوئی۔ [2] صاحب تذکرۂ روز روشن نے انکا نام بیجے سنگہ تحریر کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۲۳

متعلقہ صفحہ

۱۷



مہاراج مہیپ نراین سنگھ

پر قناعت کرکے باقی علاقہ اپنے قبضہ سے مشترد کرکے گورنمنٹ انگریزی کے تفویض کردیا اور بعوض انتقال اپنے حقوق زمیندارانہ کے ایک لاکھ روپیہ سالانہ باستثنائے جاگیرات وا عطیات کے جو راجہ کے خاص انتظام میں دیگئی تہیں سرکار انگریزی کو دینا منظور کیا۔

مہاراج دیپ نرائن سنگہ نے ۱۷۹۵ء میں وفات پائی۔ انکے وقت میں یہ واقعہ قابل ذکر ہوا کہ جب مرزا علی عرف وزیر علیخان کو سرجان شور گورنر جنرل نے مسند نشین ریاست اودھ کیا۔ اور اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد اوس سے حرکات ناشائستہ کا وقوع ہونے لگا۔ بعض امراء وارکین سلطنت متنفر ہوئے۔ اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ وہ صحیح النسب نہیں ہے لہذا وہ ریاست سے علیحدہ کرکے بنارس میں نظر بند ہوا۔ یہان اوس نے مہاراجہ گوالیار نواب علی بہادر والی باندہ اور گوشائین ہمت بہادر حاکم ملک دوآبہ (ملک درمیان دریائے گنگا وجمنا اس ملک کو انتربید بھی کہتے ہیں) سے مدد طلب کرکے ایک تاریخ بغاوت کی قرار دی۔ اور خود بھی کئی ہزار آدمی بطور سہ بندی نوکر رکھے اور ایک عرضی شاہ زمان والی کابل کو بھیجی۔ اور چہاونی سیکرو رکی پلٹن کو بھی اپنے موافق کرلیا۔

جب اس ارادہ کی خبر گورنر جنرل کو پہونچی تو انہوں نے مسٹر چیری رزیڈنٹ کو حکم بہیجا کہ وزیر علیخان کو فوراً کلکتہ روانہ کرو چنانچہ چیری صاحب نے اسکو روانگی کلکتہ کے لئے فہمائش کی لیکن وزیر علیخان نے اسکو منظور نہ کیا۔ تب چیری صاحب نے اوسپر سختی کی۔ اسپر وزیر علیخان

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۷ (سلہ صوبجات بنگال وبہار واڑیسہ دو لڑائیوں سے انگریزوں کے قبضہ میں آئے۔ یعنی پلاسی کی لڑائی سے ۱۷۵۷ء میں نواب سراج الدولہ صوبہ دار بنگالہ نے شکست کھائی اور قید ہوا۔ اور بکسر کی لڑائی سے شاہ عالم بادشاہ قیصر سرکار میں آئے۔ ۱۲

سلہ پہلے زمانہ میں یہ اودھ کا لکھا جاتا تہا ۱۲

سلہ مفصل کیفیت ہم نے تاریخ اودھ میں لکھی ہیں۔ مؤلف

پر غضب ہوا۔ اور تلوار میان سے نکالکر جب وہ حاضری کے وقت وہاں بیٹھا تھا ۱۴ جنوری
۱۷۹۹ء کو صاحب رزیڈنٹ کا کام تمام کردیا۔ اور کپتان کانوی صاحب و گریہم صاحب کو بھی وہیں قتل کیا

نقل پٹہ جو راجہ مہیپ نرائن سنگھ کو دیا گیا

چونکہ پرگنہ بنارس و چنار و محالات سرکار جونپور ہر دو مال و سائر و چنگی محمد آباد بنارس و دام
لبوس خاص و پرگنہ بدوہی اور تعلقہ سکرا مئو تحت پرگنہ چنار و سکتیس گڑھ اور پرگنہ کیتل [illegible]
[illegible] پرگنہ سکندرپور و خرید شادی آباد و پٹنہ و سر [illegible] حال [illegible]
[illegible] سنگھ [illegible] بنارس و کل محالات ہر دو مال و سائر [illegible]
[illegible] جاگیر پرگنہ بدوہی وغیرہ و معافی [illegible] داران و دیگر اخراجات [illegible]
[illegible] شروع ماہ اسوج سنہ ۱۱۸۹ فصلی مطابق ۱۴ [illegible] ستمبر ۱۷۸۱ء بقرار
[illegible] روپیہ سکہ ضرب بنارس سال بسال الکی [illegible]
[illegible] فصلی سے باعث نقصان وغیرہ جو دو تین فساد میں واقع ہوا ہوگا۔
[illegible] سکہ بنارس بوزن مقرر [illegible] جب اپنی قسطبندی
[illegible] ۱۰ پائی ۵ قبولیت کے جو علیحدہ داخل ہوئی ہے ادا کرو [illegible]
[illegible] ادا کیا کرو۔ اور آیندہ سال بسال جمع مقررہ چالیس لاکھ روپیہ جو تم نے مقبول
کیا ہے اور جس کی قسطبندی بھی تم نے علیحدہ مہری اپنی دفتر سرکار میں داخل کی ہے۔ پس اوس کے
مطابق تم مالگذاری سرکار میں دیتے رہو۔ ببرکت خدای پاک عہد عہدنامہ کو کسی امر میں انحراف نہوگا۔

بندوبست بابت سنہ ۱۱۸۹ فصلی

[illegible] اضافہ بحق سرکار منہا بابت جاگیر وغیرہ چار لکہ

جاگیر بینی رام پنڈت [illegible] ۔۔۔ [illegible]

جاگیر بندو خان [illegible] ۔۔۔ [illegible] لک

جاگیر جگر ناتھ صوبہ دار [illegible] ۔۔۔ [illegible]

روزینہ داران [illegible] ۔۔۔ [illegible] ۱۲

منہائی اخراجات محال و امانی وغیرہ
اخراجات محال و امانی وغیرہ } [illegible] ۶ ـ ۱۰ آگنڈہ

معافی معمولی } [illegible] ۸ ـ ۱۰ آگنڈہ ؛ [illegible] ۱۵ ؛ [illegible] ۱۳

منہائی محال کھیرگڈہ جس کی آمدنی نواب وزیر الممالک کے خزانہ میں داخل ہوتی ہے۔ } [illegible] ۱۴ ؛ [illegible] ۱۵

منہا جاگیرات ذات میری و دیگر متعلقات

نصف پرگنہ بدوہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

پرگنہ بھیجی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پرگنہ سیّدپور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

تنخواہ ذات دیگر متعلقان } [illegible] ۱۵ ؛ [illegible] ۱۵

[illegible] لک

منہا بابت دخلیابی جودوما قسا ... واجب باقی ملک بنارس } [illegible] ۱۰ ـ ۱۰ آگنڈہ ؛ [illegible] ۵ ـ ۱۰ آگنڈہ

سنہ ۱۱۹۰ فصلی سے جمع مقررہ آتی ذیل

بندوبست سنہ سابق [illegible] ۵ ـ ۱۰ آگنڈہ

ایزادی جو بابت نقصان کے مجرا دیگئی تھی

[illegible] ۱ ـ ۱۰ آگنڈہ

کل سکہ بنارس [illegible] لک

المرقوم یکم اسون یعنی اسوج سنہ ۱۱۸۹ فصلی مطابق ۱۴ ماہ ستمبر سنہ ۱۷۸۱ء

نقل مطابق اصل کے ہے

دستخط ایڈورڈ کولبروک مترجم فارسی۔

نقل مطابق اصل کے ہے

دستخط ای ہے

سب سیکرٹری

ازبل بورڈ

قبولیت راجہ مہیپ نرائن سنگھ

میں راجہ مہیپ نرائن بہادر

چونکہ زمینداری سرکار بنارس و چنار و [illegible] سرکار جونپور و مال و سائر اور
حویلی محمد آباد بنارس اور دام ملبوس خاص اور پرگنہ بدوہی متعلقہ سرکار متعلقہ پرگنہ
چنار و سکتیسگڈھ و کیتل معروف بجر لو [illegible] شادی آباد و بیٹھ سرنج [illegible] مال و سائر و
کوتوالی جونپور و بھیمی و چنار [illegible] بنارس اور تکل محالات ہر [illegible] مال و سائر مع
[illegible] سے وال کہیر یگڈہ جس [illegible] مالگذاری [illegible]
[illegible] بہادر کے متعلق چنار [illegible] جاگیر [illegible]
مطابق [illegible] کمپنی [illegible] کچھ
روپیہ کہ بنارس کے [illegible] میں [illegible]
سے مبلغ [illegible] بابت نقصان [illegible] فساد کے اس سال [illegible]
معاف ہوئے۔ اور [illegible] میں بلا تامل اقرار کرتا ہوں کہ باقی [illegible]
بطور مالگذاری واجبی سرکار میں داخل کرونگا اور [illegible] قسط [illegible]
کیا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ مطابق اوس کے ماہ بماہ بلا عذر و حیلہ [illegible]
میں بمقام بنارس ادا کرونگا۔ اور آخر سال میں کل روپیہ ادا کر کے رسید اور فرد بیباقی حاصل
کرونگا اور جمع سال دوم یعنی سنہ [illegible] فصلی کل چالیس لاکھ روپیہ قرار پائی ہے اور یہی جمع
ہمیشہ کے لئے قرار پائی ہے۔ اس کے ادا [illegible] میں بھی بلا عذر و حیلہ سال بسال بموجب
اقساط کے میں اقرار کرتا ہوں۔ اور میں روپیہ روزینہ داران وغیرہ کا بھی بلا تامل ادا کرونگا

اور رسید اسکی حاصل کرونگا۔ اور کاروبار زمینداری میں مصروف ہوکر کوئی دقیقہ بیدار مغزی
و ہوشیاری کا فروگذاشت نہ کر کے رعایا کی نسبت توجہ دلی مبذول کرونگا اور ہر ایک شخص سے
موافق اوسکے مرتبہ کے پیش آونگا اور میں کوشش بلیغ علاقہ کی آبادی میں کرونگا۔ اور ترقی
آمدنی میں چند شایاں عمل میں لاؤنگا۔ تاکہ یوماً فیوماً اسکی ترقی ہو۔ اور نسبت دزدان و قزاقان
و جنایت پیشہ و بدکرداران کے ایسی سختی سے پیش آونگا کہ ایک بھی اُنمیں سے میری زمینداری میں باقی نہ رہیگا
اور کبھی نام بھی کسی جرم کا سنا نہ جائیگا۔ لہذا یہ چند کلمے بطریق قبولیت لکھدیئے کہ وقت ضرورت
کے کام آئے۔ المرقوم یکم اسوج ۱۱۸۹ فصلی مطابق ۱۴ ماہ ستمبر ۱۷۸۱ء۔ نقل مطابق اصل کے ہے

دستخط [illegible] ترجمہ فارسی۔ نقل مطابق اصل کے ہے۔
دستخط [illegible] سیکرٹری آنریبل بورڈ۔

قبولیت راجہ مہیپ نرائن سنگھ درباب ادائے باقی مالگذاری

چونکہ مجکو [illegible] سرکار کی [illegible] راجہ چیت سنگھ کی سن ابتدائے ۱۱۸۸
فصلی [illegible] داخل سرکار کرو لہذا میں بیان کرتا ہوں کہ جو کچھ منجملہ زر باقی
[illegible] ہوگا۔ اسیقدر میں داخل سرکار کرونگا۔ نقل مطابق اصل کے ہے
دستخط [illegible] ترجمہ فارسی۔ نقل مطابق اصل کے ہے۔ دستخط ای ہی سب سیکرٹری آنریبل بورڈ۔

درخواست راجہ مہیپ نرائن سنگھ کی نسبت اسکے امید کہ گورنر جنرل اپنے دستخط سے منظور فرماینگے

دفعہ اول

ٹکسال اور عدالت و تمیز [illegible] مفصلہ ذیل کا اگر کوئی صیغہ میرے انتظام سے علیحدہ ہو جائے

تو مجھے امید ہے کہ رسید اسکی مالگذاری میں مجرا دیجائیگی

تفصیل صیغجات

ٹکسال	عدالت فوجداری	کوتوالی بنارس	نخاس
دیوانی مسافران	تلاشی	قمار خانہ	دستور انگشتری

جواب دفعہ اوّل

ٹکسال اور عدالت وغیرہ صیغجات مفصلہ بالا کا جو کچھ بحساب اوسط پنجسال گذشتہ ہوگا وہ مالگذاری سے منہا ہوگا۔ اور دیدنی مسافران جو بنظر رفاہ اشخاص و باشندگان شہر منسوخ ہوئی ہے اسکی منہائی نہ ہوگی۔

دفعہ دوم

جو کچھ حضور سے بطور پرورش زمینداروں وغیرہ کو ملیگا مجھے امید ہے کہ وہ مالگذاری میں مجرا دیا جائیگا

جواب دفعہ دوم

زمینداران و قابضان سابق جنکو بطور مدد اور پرورش ملا ہے اور جو سال گذشتہ تک قابض رہے ہیں اور جو اس کاغذ میں درج نہیں ہیں جو حضور کو دیا گیا ہے وہ جاری رہیگا سوائے اس کے جو کچھ اور بطور پرورش زمینداروں وغیرہ کو حضور سے ملیگا وہ مالگذاری میں مجرا ہوگا۔

دفعہ سوم

جو کچھ فرمائشات انگریزی افسروں وغیرہ کی ہونگی وہ مجھ سے نہ دیجائینگی اس بارہ میں جیسا حکم ہو

جواب دفعہ سوم

جس چیز کی فرمائش ہوگی اس کی قیمت تم کو بحساب کمپنی دیجائیگی کوئی فرمائش نہ ہوگی۔

دفعہ چہارم

جس طریقہ پر بندوبست امور متفرقہ کا ہوتا ہے وہ حضور کو بخوبی معلوم ہے۔ مال واجب سرکار کے انجام کرنے میں جہاں میں موقع ایزادی اور نفع کا دیکھونگا اس کے موافق بندوبست کرونگا کہ کسی کی رعایت حضور سے نہ ہو۔

جواب دفعہ چہارم

جہاں کہیں تمکو موقع ایزادی نفع کا مناسب معلوم ہو تو تم اسی مطابق بندوبست کرو حضور سے کسی کی رعایت نہ ہوگی۔

دفعہ پنجم

مجھے امید ہے کہ جو فوج حضور سے واسطے حفاظت سرکار بنارس وغیرہ کے متعلقین ہوگی وہ میری درخواست کے موافق تعینات ہو۔

جواب دفعہ پنجم

جہاں کہیں فوج کی ضرورت متصور ہوگی۔ وہاں تعینات کی جائیگی۔

دفعہ ششم

در باب بقایائے عہد چیت سنگھ من ابتدائے سنہ ۱۱۹۸ فصلی مجھے حکم حضور سے ہوا کہ تحصیل کیے

داخل سرکار کرو لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ جس قدر زر بقایائے سال مذکورہ بالا مجھ سے تحصیل ہوگا۔ اس قدر میں داخل سرکار کرون گا۔

جواب دفعہ ششم

منظور ــــــ نقل مطابق اصل کے ہے۔ دستخط امی سے سب سیکرٹری آنربل بورڈ۔

مہاراج اُدت نرائین سنگھ

جب مہاراج مہیپ نرائین سنگھ فوت ہوئے تو اسوقت اُنکے تین لڑکے اُدت نرائین سنگھ دیپ نرائین سنگھ۔ اور نر نرائین سنگھ تھے چنانچہ ادت نرائین جانشین ہوئے۔ انہون نے علاقہ معافی کے بذریعہ خریدبھی ریاست کو بڑہایا اور ۱۸۳۵ء میں وفات پائی۔

مہاراج ایشری پرشاد نرائین سنگھ

جب مہاراج اُدت نرائین سنگھ نے رحلت کی۔ تو اُنکے بھتیجے متبنٰے یعنی ایشری پرشاد نرائین سنگھ مسند نشین ریاست ہوئے۔ اِنکو دربار قیصری ۱۸۷۷ء مقام دہلی میں تمغہ اور خطاب رئیس دلا ور اعظم و جی۔ سی۔ ایس۔ آئی یعنی نائٹ گرانڈ کمانڈ۔ اسٹار آف انڈیا عطا ہوا۔ یہ نہایت مدبر۔ دانشمند۔ قدردان اور شریف نواز تھے۔ انہوں نے بھی توسیع ریاست کی اور والیان و رئیسان ہند سے اتحاد کو بڑہایا۔ نیز مہاراج چیت سنگھ کے خاندان سے کدورت ظاہری کو دور کرکے اتحاد و یکجہتی کو قائم کیا۔ اور حکام کو بھی راضی رکھا۔ خاندان تیموریہ کا

لہ سرکار انگریزی کے تمغوں کے حالات ہم نے تاریخ حیدرآباد مع تصاویر میں درج کئے ہیں ۔۱۲ مولف



مہاراج اودت نراین سنگھ



بابو دیپ نراین سنگھ

متعلقہ صفحہ

۸۰



بابو نر نراین سنگھ

متعلقہ صفحہ ۸۰



مہاراج الیشری پرشاد نراین سنگھ

وہی پاس ادب و تعظیم کرتے تھے. جیسا کہ زمانہ سلطنت میں تھا. جو شہزادے مہاراج کی ملاقات کو جاتے تھے. مہاراج خود تعظیم دیکر سلام کرتے تھے

نقل سند جو مہاراج ایشری پرشاد نرائین سنگھ کو بابت متبنیٰ کرنیکی دیگئی

مرقومہ ۱۱ - مارچ سنہ ۱۸۶۲ء

چونکہ مرضی مبارک ملکہ معظمہ کی یہ ہے کہ حکومت شاہان و رئیسان ہند کی جو اب اپنے اپنے علاقہ جات پر حکمران ہیں دوامی ہوں اور شان و مرتبہ انکے خاندان کا قایم رہے. مطابق اس مرضی اور خواہش کے تمکو یہ سند دیجاتی ہے. اسمیں مقرر اطمینان اس امر کا دیا جاتا ہے جو سابق سند بتاریخ ۲۴ - ماہ اپریل سنہ گذشتہ تمکو دیگئی تہی - کہ درصورت نہونے وارث اصلی کے گورنمنٹ تم کو اجازت دیگی. کہ جس کو تم چاہو یا بعد تمہارے کوئی اور رئیس تمہارے ملک کا چاہے. اُس کو متبنیٰ اور جانشین اپنا قرار دے. بشرطیکہ حق اوسکا بموجب قاعدہ ہنود و رسم خاندان تمہاری کے پہونچتا ہو.

اطمینان رکہو کہ اس عہد میں ہرگز خلل واقع نہوگا. جب تک تمہارا خاندان نمک حلال تخت و تاج کا رہیگا. اور جب تک تم شرائط عہد نامجات و بخشش نامجات و اقرار نامجات و منعقدہ کی نسبت گورنمنٹ انگریزی کے کرتے رہوگے. فقط

دستخط کیننگ

مہاراج ایشری پرشاد نرائین سنگھ کی وفات کا سبب اس طرح پر واقع ہوا کہ اولاً تپ آنا شروع ہوئی. اور حکمائے یونانی کا علاج ہوتا رہا. لیکن کچھ فائدہ نہوا. تب ڈاکٹری علاج شروع کیا گیا. اور چند روز سے یوماً فیوماً صورت صحت کی ظاہر ہوتی جاتی تی. اور صبح و شام گاڑی میں سوار ہوکے ہوا خوری کے لئے جاتے تہے. لیکن تاریخ ۱۶ - جون ۱۸۸۹ء روز سہ شنبہ سے بکثرت

دست آنے لگے۔ ڈاکٹر ہوپر صاحب نے صحت کی نہایت کوشش کی الّا حالت رفتہ رفتہ خراب ہوتی گئی۔ مسٹر اسڈن صاحب کمشنر وایجنٹ گورنر جنرل دوسرے روز ۱۲ تاریخ کی شام کو مہاراج کے دیکھنے کو آئے تھے اور ڈاکٹر ہوپر صاحب تمام رات موجود رہے۔ ۱۳ تاریخ کی صبح کو طبیعت اور بھی زیادہ بگڑ گئی۔ اوسوقت مہاراج کے دوست راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند بلائے گئے جب امید زیست منقطع ہو گئی تب مہاراج چار بجے صبح کے بسواری پالکی انکے باغ واقع لچھا میں جو شہر کی حد میں واقع ہے پہنچا دیئے گئے۔ اور وہیں قریب چھ بجے صبح کے تخمیناً بہتر برس کی عمر میں دو مہینے علیل ہو کر انتقال کیا۔ واہ کریا یعنی تجہیز و تکفین سات بجے سے ساڑھے نو تک ہوتی رہی اور اسکی شرکت کے لئے ہزارہا آدمی منکرنکا گھاٹ پر موجود تھے۔ کنور پربھو نرائن سنگہ نے چتا میں جو صندل کی لکڑیوں سے بنی تھی

[illegible] کے قلعہ رام نگر سے تو بین [illegible] تین دن تک سرکاری دفاتر بند رہے۔

سر مہاراجہ پربھو نرائن سنگہ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی جی۔ سی۔ ایس۔ آئی چونکہ مہاراج ایشری پرشاد نرائن سنگہ لاولد تھے اس لئے انہوں نے بابو پرسد نرائن سنگہ کے بیٹے یعنی اپنے برادر زادہ پربھو نرائن سنگہ کو حسب منظوری گورنمنٹ اپنا متبنے کیا۔ یہ بعد وفات مہاراج موصوف مسند نشین ریاست ہوئے۔ انکو لارڈ ڈلینسڈون بہادر گورنر جنرل نے مہاراجہ بہادر کا خطاب

بطور ذاتی اعزاز کے عطا فرمایا۔

کیفیت جلسہ مسند نشینی مہاراج پربھو نرائن سنگہ

منعقدہ ۲۱ ماہ دسمبر ۱۸۸۹ء

مہاراج کی ادائے رسم مسند نشینی کے لئے کمشنر کی کوٹھی میں سامان تیار کئے گئے تھے۔ چند

لہ ۲۶ مئی ۱۸۹۵ء کو بخار تپ سے انتقال کیا - ۱۲

متعلقۂ صفحہ

۸۴



مہاراج پربھو نراین سنگھ



بابو پرسدھ نرائن سنگھ

نقشہ ترتیب جلسہ مسند نشینی مہاراجہ صاحب بنارس

مغرب

قنات شامیانہ

باڈی گارڈ مہاراجہ صاحب

چبوترہ

برائے رونق افروزی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر

ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر اودھ و مہاراجہ صاحب بہادر بنارس

شمال

جنوب

مشرق

متعلقہ صفحہ

۸۹



مسٹر اکلینڈ کالون

شامیانے ایستادہ کئے گئے۔ شامیانہ کے بالائی حصہ میں ایک چبوترہ تہا جس پر سرخ کپڑا بچھا ہوا
تھا۔ ایک خیمہ کے نیچے جو مطلا تھا۔ ہز آنر سر الکلینڈ کالون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی
وشمالی وچیف کمشنر اودہ اور ہز آنر کے ارکان اسٹاف اور مہاراجہ صاحب اور جناب معززالیہ
کے سردارونکی کرسیاں تہیں جنپر طلائی کام اور زربفت کی گدیاں تہیں۔ خیمونکی چوبیں پھول اور
پتوں سے سجی گئی تھیں۔ اور خیمونکے چارونطرف رنگ برنگ کے پھول اور بندہن وار بندہے تہے
اس چبوترہ کے دونوں طرف کمرہ میں لیڈیونکی نشست کا انتظام تھا۔ اس کے بعد ایک طرف
شاہزادگان وراجگان اور رؤسا وعمائد کی کرسیاں تھیں اور دوسری طرف فوجی وملکی حکام ضلع
رونق افروز تھے۔ آخری صف درباریونکی تہی۔ ایک طرف تماشائیون کا ہجوم تھا۔ تماشائیون کی
شرکت دربار کے لئے ٹکٹ جاری کئے گئے تہے۔ جنکی تعداد قریب چارسو کے تہی۔ خیمہ کے اندر مہاراج
کے خدام مسلح کہڑے تہے چبوترہ کے نیچے مہاراج کا باڈی گارڈ وردی پہنے ہوئے کھڑا تھا صدر
دروازہ پر دو قدآور سپاہی مسلح ادہرادہر ٹہل رہے تھے ۔

رسالہ۔ گورونکی پلٹن۔ ہندوستانی پلٹن۔ مہاراجصاحب کی پلٹن۔ کل حضار کی تعداد قریب ایکہزار
کے تہی منجملہ انکے قریب دوسو کے درباری تھے۔ درباریون کے نام علیحدہ کارڈ نہیں جاری کئے گئے
تھے بلکہ ایک عام فہرست مشتہر کیگئی تہی۔ اُن یورپین جنٹلمینونکے علاوہ جو ریلوے اسٹیشن پر رونق
افروز تہے۔ بمفصلہ ذیل اصحاب اور مدعو ہوئے تھے۔

ڈاکٹر ہگنسن صاحب۔ ریورنڈ مسٹر پارکر صاحب۔
مسٹر نبلٹ صاحب۔ مسٹر ہیننگ صاحب۔ ڈاکٹر ونیس صاحب۔
مسٹر اے ونیس صاحب۔ ریورنڈ جے جانسٹن صاحب۔
ریورنڈ فنٹی مین صاحب۔ کپتان انگلیو صاحب۔

کپتان کرسٹن صاحب۔ سرجن اسپنسر صاحب۔
سرجن جے وُڈز صاحب۔ لفٹنٹ ہیگ صاحب۔
لفٹنٹ برن بری صاحب۔ لفٹنٹ سائرس صاحب۔
لفٹنٹ بینک صاحب۔ مسٹر ایچ۔اے رائیٹ صاحب۔
مسٹر ٹپنٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ خاندانی ریاست مہاراجہ صاحب بہادر بنارس۔
ڈاکٹر سہوپر صاحب۔ مسٹر لے راجرسن صاحب وغیرہ وغیرہ۔
مہاراجہ صاحب بنارس نے مفصلہ ذیل مہمانوں کو مدعو کیا تھا جو مسند نشینی کے وقت رونق افروز تھے۔
مہاراجہ سر کرشنا پرتاب سہائے صاحب بہادر والی ہتوا کے۔سی۔آئی۔ای۔
مہاراجہ سر راد ہکا پرتاب سنگھ صاحب بہادر والی ڈمراؤن۔کے۔سی۔آئی۔ای۔
راجہ لال مادھو سنگھ صاحب رئیس امیٹھی ملک اودہ۔
راجہ رام پرتاب سنگھ صاحب رئیس مانڈہ۔ راجہ محمد سلامت شاہ صاحب رئیس اعظم گڈہ۔
مہاراجہ کمار لال جگناتھ سنگھ صاحب رئیس سہاول۔
بابو گوپال جی صاحب رئیس ہتوا۔ بابو کرشنا پرتاب سہائے صاحب رئیس ہتوا۔
درگو پرشاد نرائن سہائے صاحب رئیس گہیرا۔ سیٹھ کنتھ پرشاد سنگھ صاحب رئیس پرسا۔
بابو لچھمن پرشاد سہائے صاحب رئیس بگورا خلف بابو کرشنا پرشاد سہائے صاحب رئیس ہتوا۔
رائے رگھوناتھ راؤ صاحب۔ مرزا سکندر بخت صاحب بہادر۔
مرزا قادر بخت صاحب بہادر۔ راجہ شیو پرشاد صاحب سی۔ایس۔آئی۔
راجہ صاحب بیجے پور۔ راجہ صاحب گمبھیر سنگھ صاحب۔

۱۵۱۔ ۶ مئی ۱۸۹۴ء کو بنارس میں انتقال کیا۔۱۲ ۱۵۲۔ ۱۱ اگست ۱۸۹۱ء کو وفات پائی۔۱۲

بابو اندر نرائین سنگہ صاحب ۔ بابو سری نرائین سنگہ صاحب ۔

بابو سورج پرشاد نرائین سنگہ صاحب رئیس شیوراجپور ۔

بابو پدم دیو نرائین صاحب ۔ بابو ہرسنگہ پرشاد سنگہ صاحب ۔

بابو لال گوپال سرن سنگہ صاحب
سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ مہامہوپادہیا پنڈت بابو دیو صاحب شاستری

مہامہوپادہیا پنڈت گنگادہر صاحب شاستری ۔

مہنت جیرام صاحب گرگوشائیں بہاری پوری ۔ رائے نرسنگہ داس صاحب ۔

بابو بہادر جی صاحب ۔ بابو بشیشر پرشاد صاحب عرف بشوجی ۔

بابو بینی شنکر صاحب سیل ۔ بابو مدسودن داس صاحب ۔

بابو امبکا پرشاد نرائین سنگہ صاحب ۔ بابو گنگیشور پرشاد صاحب ۔

بابو کالیچرن صاحب بنرجی ۔ بابو پرمودا داس صاحب متر ۔

بابو لکشو وا داس صاحب متر ۔ بابو رام کالی صاحب چودہری ۔

منشی لچہمی نرائین صاحب ۔ بابو بارلیشور صاحب متر ۔

بابو مدہو داس صاحب ۔ (ثانی) بابو بپن بہاری صاحب مکرجی ۔

بابو مرنجی صاحب مکرجی ۔ بابو بلبہدر داس صاحب ۔

بابو کاشی ناتھ صاحب بسواس ۔ بابو لچہمن داس صاحب ۔

منشی مرزا رحمۃ اللہ بیگ صاحب آنریری مجسٹریٹ و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ بنارس ۔

بابو مہیش چندر صاحب سانیال ۔ رائے بہادر رام پرشاد صاحب ۔

؎ سنہ ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا ۔۱۲ ؎ سنہ ۱۸۹۳ء میں گورنمنٹ سے خطاب خان بہادر کا عطا ہوا ۔ ؎ ۳۰ ۔ مئی سنہ ۱۸۹۹ء مطابق
۱۹ ۔ محرم سنہ ۱۳۱۷ھ کو وفات پائی ۔ ۱۲

رائے ابدلیو بخش صاحب۔ | حکیم محمد صدیق صاحب۔
منشی رام پرتاپ صاحب۔ | منشی مادہولال صاحب۔
رائے شیام کرشنا صاحب عرف للن جی۔ | آنربل رائے درگا پرشاد صاحب بہادر۔
رائے ہزاری داس صاحب۔ | جوشی پرمانند صاحب۔
رائے راجکمار صاحب۔ | رائے دیوی پرشاد صاحب۔
بابو پورن چندر صاحب ہنبر جی سول سرجن۔ | رائے پرہلاد داس صاحب۔
بابو ملتان چند صاحب۔ | بابو منوہر داس صاحب۔
بابو بالیشر پرشاد صاحب۔ | منشی مادہولال صاحب۔
مہنت راجی داس صاحب۔ | منشی رام کشن صاحب۔
بابو گریش چندر دیو صاحب۔ | بابو گوکل چند صاحب۔
حکیم سید قربان علی صاحب[۱] موہانی ملازم مہاراجہ صاحب بہادر بنارس۔
بابو مہابیر پرشاد نراین صاحب رئیس بڑوں۔ | ڈاکٹر گنگا سنگھ صاحب[۲] اسسٹنٹ سرجن بنارس۔
بابو رام پرشاد صاحب چودہری۔ | منشی نولکشور صاحب[۳] سی۔ آئی۔ ای مالک مطبع اودہ اخبار
ہندوستانی ریاستوں کی طرف سے اصحاب مندرجہ ذیل بھی شریک تھے۔

---

[۱] ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۹۔ نومبر ۱۸۹۰ء کو بمقام موضع سرولی ضلع بنارس انتقال کیا۔ قطعہ تاریخ وفات از پنڈت کاشی ناتھ صاحب تحصیلدار علاقہ مہاراجہ صاحب بنارس۔ حکیم بے نظیرے از جہان رفت + مسیحائے زمان سوئے جنان رفت۔

چو نام خویش قربان علی شد	نہ تنہا رفت از تنہا چو جان رفت	یکایک شد بہ آئے سوئے مولے	فقانی اللہ شد و زآن وشان رفت
سبک روحی و دو حکمت بہ ثبات	کہ در یکدم بملک جاودان رفت	بگو کاشی ز ہجری سال تاریخ	فلاطون زمان بر آسمان رفت ۱۳۰۸ھ

[۲] سنہ ۱۸۹۳ء میں گورنمنٹ سے رائے بہادر کا خطاب پایا۔ ۱۲

[۳] ۱۹۔ فروری ۱۸۹۵ء کو ۵۹ برس کی عمر میں بمقام لکھنؤ انتقال کیا۔ اب منشی پراگ نراین بہادر ان کے لائق جانشین ہیں۔ قطعہ تاریخ وفات (دو شمس منشی نولکشو بمرد + حسرتا حیرتا و وا اسفا + قدر افزائے صاحب جوہر + آن گرامی نژاد عالیجا) دیکھو صفحہ ۹۳

دیوانِ برج لال صاحب۔ کشمیر۔ دیوان سُندر سنگھ صاحب۔ کشمیر۔
سردار ابیل سنگھ صاحب۔ پٹیالہ۔ سردار رام نرائن سنگھ صاحب پٹیالہ۔
دیوان مثرا چھروِل صاحب۔ کپورتھلہ۔

انکے علاوہ قائم مقامان ریاست جیند۔ نابھہ اور بابو جگناتھ پرشاد سنگھ صاحب وارث راج بہل بھی شریک تھے۔

قبل از دوپہر جو وقت ادائے رسم کے واسطے مقرر تھا۔ تمام اصحاب جنکے پاس ٹکٹ تھے اپنی اپنی جگہ پر رونق افروز ہوئے۔ ایسٹ لنکا شائیر بارہویں (قلات غلزئی) بنگال پیادہ فوج اور مہاراج کی پلٹن کی سپاہ شامیانہ کے سامنے متعین تہی۔ بارہ بجے سے چند منٹ قبل کنور آدت نرائن سنگھ صاحب اور رائے بلدیو بخش صاحب گورنمنٹ ہوس میں نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور نند لیشر کی کوٹھی میں لائے۔ ہز آنر کی گاڑی میں ایجنٹ گورنر جنرل۔ کپتان اسٹریچی پرائیویٹ سیکرٹری اور کپتان ایل گارڈن صاحب ایڈیکانگ۔ اور دوسری گاڑی میں میجر جنرل سر جان ہڈسن۔ مسٹر جے وڈبرن صاحب چیف سیکرٹری گورنمنٹ مغربی و شمالی اودہ اور کپتان اے جے۔ ڈبلو ایلین ایڈیکانگ جنرل سوار تھے۔

لفٹننٹ گورنر بہادر کی تشریف آوری پر مہاراجہ صاحب نے صدر دروازہ پر استقبال کیا۔ اور چبوترہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مقام پر نصف دائرہ کی شکل پر کرسیاں مرتب کیگئیں تہیں۔ لفٹننٹ گورنر کی کرسی بیچ میں تہی۔ اور مہاراجہ صاحب ہز آنر کے دست چپ پر متمکن تھے ہز آنر کے ہمراہ کپتان گارڈن۔ کپتان فاکس۔ متعلقہ غازیپور لائٹ ہورس آنریری ایڈیکانگ اور کپتان اسٹریچی تھے۔ مہاراج کے ہمراہ رائے بلدیو بخش اور چار سردار تھے۔ چبوترہ پر جنرل سن

حاشیہ صفحہ ۹۲) صدر افزائے بزم یکرنگی ٭ آن ہنرپرور یکمال آگاہ ٭ شوق تاریخ انتقالش گفت ٭ مہر صبح ازل غروب شدآہ
۶۱۸۹۵

چیف سیکرٹری گورنمنٹ۔ انڈر سیکرٹری پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ۔ میر منشی مسٹر آر اسمیٹن سیکرٹری گورنمنٹ۔ ایجنٹ گورنر جنرل اور کنور صاحب تھے۔ جس وقت یہ اصحاب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے مہاراج کمرہ میں تشریف لے گئے۔ انڈر سیکرٹری گورنمنٹ اور میر منشی ہمراہ تھے۔ چند منٹ کے بعد مہاراج ایک خلعت فاخرہ مطلاّ جواہرات سے چمکتا ہوا زیب تن کرکے برآمد ہوئے۔

چیف سیکرٹری گورنمنٹ مہاراج کو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے روبرو لائے۔ ہز آنر نے اپنے ہاتھ سے مالا مروارید مہاراج کے گلے میں ڈالا۔ اور پگڑی میں سرپیچ لگایا۔ اور تلوار کمر سے باندھی۔ اور اشیاء مذکورہ بالا اور ایک ہاتھی اور ایک گھوڑا اور ایک پالکی بطور خلعت دیئے گئے۔ بعدہٗ چیف سیکرٹری نے ہز ایکسلنسی حضور وایسرائے وگورنر جنرل بہادر کی سند کو پڑھا جس میں درج تھا کہ راجہ پربھو نرائین سنگھ بہادر کو مہاراجہ کا خطاب بطور اعزاز کے عطا ہوا۔ اسکا ترجمہ میر منشی نے اردو میں پڑھ کر مہاراج کو وہ سند عطا کی۔ اس کے بعد نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بزبان اردو فرمایا

مہاراجہ صاحب! ہز ایکسلنسی وایسرائے کی جانب سے آج یہ سند آپکو عطا کرنے اور خلعت دینے اور گدّی نشین کرنے سے مجکو بہت بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ میں بھروسہ کرتا ہوں کہ آپ ان اعزاز سے حظ وافی مدت مدید تک اوٹھائینگے۔ جو آج کے روز آپکو عطا ہوئے ہیں اور آپ اپنے معزز والد ماجد کے نقش قدم پر چلینگے۔ جنکی خیر خواہی منجانب گورنمنٹ اس قدر نمایاں تھی جس قدر ہز ہائینس کے اوصاف حمیدہ مشہور تھے۔ اور جس کے باعث سے وہ انگریزوں اور اپنے ہم وطنوں میں ہر دلعزیز تھے۔ اور جس کی وجہ سے بیشمار اصحاب اُنکے دوست تھے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہموطنوں کے واسطے ایک ایسا نمونہ اپنی طرز معاشرت سے پیدا کرینگے۔ جو آپکے واسطے باعث اعزاز ہوگا۔ اور جس کی وجہ سے آپکی قدر و منزلت ہوگی اور حتے المقدور گورنمنٹ کی جانب سے آپ اون فرائض کو انجام دینگے جو آپکی عالی مرتبت اور اس لحاظ کے باعث

سے انجام پذیر ہونے چاہئیں جس کو گورنمنٹ نے آپکے اور آپکے خاندان کی جانب ظاہر کیا ہے۔
اس کے جواب میں مہاراج نے گورنمنٹ کا اس اعزاز کیواسطے شکریہ ادا کیا۔ جو مہاراجہ صاحب کو گورنمنٹ نے عطا کیا ہے اور بیان فرمایا کہ میں اپنے والد ماجد مرحوم کے نقش قدم پر چلونگا۔
مہاراج لفٹنٹ گورنر کے جانب دست چپ متمکن ہوئے۔ اور پانچہزار روپیہ کی نذر پیش کی۔ نواب لفٹنٹ گورنر۔ ایجنٹ گورنر جنرل میجر جنرل کمانیزا اور چیف سیکرٹری کو مہاراج نے عطر و پان دیا۔ اور اپنے والد کے معزز مہمانوں کو اور ہز آنر کے باقیماندہ اسٹاف کو کنور صاحب نے عطر اور پان دیا۔ ملکی اور فوجی افسروں اور دیگر مہمانونکو بھی عطر و پان دیئے گئے۔ بعد تقسیم عطر و پان کے ہز آنر کھڑے ہوئے مہاراج ہز آنر کے ہمراہ گاڑی تک تشریف لیگئے۔ لفٹنٹ گورنر گورنمنٹ ہوس کو تشریف لائے۔ دوسرا بنگال رسالہ بطور دگارڈ ہمراہ تھا۔
شام کے وقت آتشبازی چھوڑی گئی اور ساڑھے نو بجے کے قریب ایک محفل مرتب کیگئی جس میں رؤساء و عمائد اور حکام مدعو تھے۔

کنور آدت نرائن سنگھ

خلف مہاراج پربھو نرائن سنگھ۔ سال ولادت انکا سمت ۱۹۳۱ بکرمی ہے۔
ریاست بنارس کا انتظام اسطرحپر قرار دیا گیا ہے۔ کہ راجہ کو اپنے علاقہ کے انتظام میں اختیارات کلکٹر کے حاصل ہیں۔ لیکن اور معاملات میں وہ اُس سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت ہیں جو منجانب گورنمنٹ بغرض نگرانی عام مقرر ہے و نیز جس کو اختیارات عدالت سرسری۔ دیوانی اور مال کے حاصل ہیں۔ صاحب کمشنر قسمت[1] بنارس بجائے رزیڈنٹ کے ہیں۔

[1] کمشنری بنارس میں پانچ ضلع بنارس۔ مرزاپور۔ جونپور۔ غازیپور اور بلیا واقع ہیں۔ ۱۲

متعلقہ صفحہ ۹۵



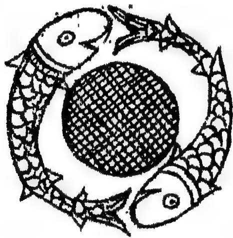
کنور آدت نراین سنگھ

یہ ریاست دو ضلعوں[1] بنارس اور مرزاپور میں واقع ہے چنانچہ پرگنہ کسوار[2] ضلع بنارس میں اور گنگاپور و بیدوہی ضلع مرزاپور میں ہیں۔ جسکا رقبہ ۹۸۵ میل اور آبادی چار لاکھ۔ محاصل آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ جس میں سے دو لاکھ اٹھانوے ہزار چھ سو روپیہ سالانہ مالگذاری داخل خزانہ گورنمنٹ انگلشیہ ہوتی ہے۔

یہ علاقجات محروسہ مہاراج بنارس بطور خاص ایکٹ ۱۲-۱۹۱۱ء کے عمل سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں

اس ریاست میں تعداد فوج ایک سو چہتر پیادہ اور سو سوار ہے۔

مہاراجہ بلقب کاشی نریش ملقب ہیں اور سلامی تیرہ ضرب ہے۔ اور ریاست کا مارک یہ ہے۔



حالات غدر

بماہ مئی ۱۸۵۷ء چھاؤنی بنارس میں صرف ایک انگریزی توپخانہ تھا۔ اور تین دیسی رجمنٹ یعنی ۳۷ نمبر کی پیدل فوج ایک رجمنٹ سکھوں کا۔ اور ۱۳ نمبر کا رسالہ کل دو ہزار دیسی فوج تھی اور قریب ۳۲ کے انگریزی گولہ انداز تھے۔ بلوہ ہونے کے وقت یہ فوج برگیڈیر جارج پان سن بی کی کمانڈ میں تھی۔ ۱۳ رسالہ اور پلٹن سکھ جو لدھیانہ پلٹن کے نام سے مشہور تھی بہت وفادار اور خیر خواہ سرکار خیال کیجاتی تھی۔ اور سینتیسویں پلٹن پیادگان ہندوستانی بھی جنگ افغانستان و پنجاب میں بڑے بڑے کارنمایاں کئے تھے۔ یکم جون سے ۳۷ نمبر کی پلٹن سے آثار ناراضگی پائے جاتے تھے۔ لیکن اُس وقت یہ خیال کیا گیا تھا کہ سکھ رجمنٹ اور رسالے کے سوار جنکا پرتاؤ اسوقت تک لائق اطمینان تھا۔ اس پلٹن کو فساد نہ کرنے دینگے۔

وسط مئی میں دہلی اور میرٹھ کے بلوہ کی خبر بنارس پہونچی۔ اس زمانہ میں یہاں غلہ کی بہت گرانی

[1] صوبہ سے چھوٹا اور حصہ ہے حد پرگنات اور تحصیلہ ہو - ۱۲ [2] ایک حصہ ضلع کا - ۱۲

تھی۔ اور اسیوجہ سے لوگونمیں ناراضی پھیلی ہوئی تھی۔ اور پوربیہ سپاہیون نے جو شروع مارچ
ہی سے کم وبیش ناراض تھے۔ اب علانیہ انگریزون کے قبضہ سے نکلنے کے لیئے دیوتاؤں سے
دعا مانگی اور بغاوت مغربی ہند کے حالات دریافت کرنے کے لیئے آدمی روانہ کیئے اور اپنے گرد کو
اس خیال سے گھر بھیجدیا۔ کہ فساد کے وقت اسپر کوئی گزند نہ پہونچے۔
انگریزوں کو اسوجہ سے اور بھی تشویش تھی کہ اسوقت بنارس میں اکثر مرہٹہ (مرہٹہ کی وجہ تسمیہ
تاریخ حیدرآباد دکن میں درج ہے۔ مؤلف) سکھ، مسلمان اور ہندو نواب وراجہ اور شاہی خاندان
کے لوگ بطور نظر بند اور پنشن یافتہ کے مقیم تھے۔ بلکہ ۳۷ نمبر کی پلٹن کے اکثر سپاہی محلہ شوالہ میں
جہاں شاہزادگان دہلی رہتے ہیں جایا کرتے تھے۔ ۱۳ نمبر کا رسالہ جو سلطان پور کی چھاؤنی میں رہتا
تھا۔ ۳۷ نمبر کی پلٹن کے پاس اسوجہ سے رکھا گیا تھا کہ مسلمان ہونے کے سبب سے سوارون کا اثر
سپاہیوں پر پڑیگا۔
بنارس کے جج ومجسٹریٹ مسٹر لنڈ وگبنس نے شہر میں امن رکھنے کے لیئے بہت کوشش کی۔ کبھی بنیونکو
نرخ غلہ بڑھانے کی تاکید کرتے تھے۔ اور کبھی مخبرونکے بیانات سُنتے تھے جس سے شہر کی کیفیت
اور فوج کے منشاء سے آگاہی حاصل ہوتی تھی۔ اسیوقت کمیٹی میں چند افسرونکی یہ تجویز کہ قلعہ
چنار میں پناہ لیجائے نامنظور ہوگئی۔ مگر یہ رائے قرار پائی کہ ضرورت کے وقت تمام انگریز ٹکسال
کوٹھی میں پناہ گزین ہون۔ اسی طرح پر مئی کا مہینہ ختم ہوگیا۔ مگر ۳۱ مئی کی رات کو ڈیڑھ بجے
کے وقت سپاہیوں نے چند خالی بارکونمیں آگ لگادی۔ لیکن اس ارادہ کی خبر پہلے ہی سے رسالہ
کے افسر میجر گائس کو اُنکے سپاہیون نے دیدی اور یہ بھی کہدیا تھا کہ ۳۷ نمبر کی پلٹن کے سپاہیونکا
ارادہ توپخانہ پر قبضہ کرنے کا ہے۔
۳ جون کو افسر دوم لفٹنٹ کرنیل گارڈن صاحب نے برگیڈیر پان سن ہی کو اطلاع دی کہ سینتیسو

متعلقہ صفحہ
۹۸



برگیڈیر جنرل نیل

پلٹن کے آدمی بدمعاشان شہر سے سازش کرکے بغاوت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ قبل از بلوہ
اعظم گڈھ وآمد کرنیل نیل[1] صاحب کے برگیڈیر صاحب اور ٹکر صاحب کمشنر اور گبنس صاحب
جج نے مشورہ کرکے مصمم ارادہ سینتیسویں پلٹن سے ہتیار لینے کا کیا۔ اور ایک جماعت رسالہ
کی جو سلطان پور میں تہی اسکو بہی طلب کرلیا تاکہ وہ مع پلٹن سکھہ فوج گورہ کو سینتیسوین
پلٹن کے ہتیار لینے میں مدد دے لیکن ان دونوں یعنی رسالہ اور فوج سکھہ نے عین وقت
پر دغا کی۔ چند سپاہی سینتیسوین پلٹن کے سرکار کی مخالفت سے باز رہے وہ چنار گڈھ کی حفاظت
کے لیے بہیجدیے گئے۔ اگر سینتیسویں پلٹن کے ہتیار لینے میں توقف ہوتا۔ تو اس رات کو بنارس
میں مثل دہلی اور میرٹھ کے واقعہ پیش آتا۔ کیونکہ خود اسی پلٹن کے سپاہیوں نے اقرار کیا تھا۔
کہ دس بجے رات کے بغاوت کرکے انگریزون کو قتل کرین اور انکے بنگلے جلادین۔

اسی تاریخ کو لفٹنٹ کرنیل نیل صاحب مع ساٹھہ پیادوں پلٹن اول مدراس فیوزی لیرز اور
تین افسرونکے داخل بنارس ہوئے۔ پانچ کمپنیاں اس گورہ پلٹن کے پیچھے آتی تھیں۔ اور
بہت جلد بنارس پہونچنے والی تہیں۔ یہ پلٹن نہایت سرعت کے ساتھہ کلکتہ سے کانپور آتی تہی۔
۴۔ تاریخ کو نیل صاحب کا ارادہ تہا کہ بنارس سے کانپور روانہ ہوں۔ لیکن انکو زبانی لفٹنٹ پالیسر
صاحب کے معلوم ہوا کہ سترہوین رجمنٹ ہندوستانی متعینہ اعظم گڈھ نے سرکشی کی اور خزانہ لوٹ لیا
یہ خبر سنتے ہی برگیڈیر پان سن پی نے جو ضلع بنارس میں اعلے حاکم جنگی تہے۔ نیل صاحب سے مشورہ
کیا کہ ۳۷ نمبر کی پلٹن سے ہتیار لے لیے جائیں۔ ابہی یہ کمیٹی ختم نہ ہوئی تہی کہ ایک سوار بغاوت
اعظم گڈھ کی خبر لایا اور سب کی رائے ہوئی کہ کل صبح کو ۳۷ نمبر کی پلٹن پریڈ پر جمع کیجائے اور
اس سے ہتیار رکھوا لیئے جائین اور تمام ملکی افسر اس کارروائی کے وقت کلکٹر کی کچہری میں جمع رہیں
۴۔ جون کو یہ بات طے ہوئی۔ کہ کل صبح کو ۳۷ نمبر کی پلٹن سے ہتیار رکھوا لیئے جائیں چنانچہ

[1] انکو بعدہٗ عہدہٗ جلیلہ برگیڈیر جنرل حاصل ہوا۔ اور یہ ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو جنگ عالم باغ لکھنؤ میں مقتول ہوئے۔

اسی تاریخ ۵ بجے شام کو نیل صاحب بسرداری ڈیڑھ سو گورہ پلٹن نمبر ۱۰ اور ساٹھہ گورہ پلٹن مدراس فیوزی لیرز اور تین توپ اور ۳ پلٹن کے افسر کرنیل سپا ٹس وُڈ مع دیگر افسرون کے پریڈ کے میدان میں گئے۔ اور یہ تجویز ہوئی کہ پلٹن سکھہ اور ستّر سوار رجمنٹ ۱۳ بھی اس فوج گورہ کے ساتھ ہو کے سینتیسویں پلٹن کے ہتیار لینے میں مددگار ہوں۔ پلٹن سکھہ اور ۱۳ رسالہ بھی بنارس کی چھاؤنی میں تھا۔ لفٹنٹ کرنیل گارڈن صاحب سکھہ پلٹن کے افسر تھے اور انکو اپنی پلٹن پر پورا بھروسہ تھا۔ جبکہ یہ فوج آراستہ ہوئی اور سپاہیون سے ہتیار رکھنے کو کہا گیا۔ اوسوقت اُس پلٹن کے چار سو آدمی کے قریب موجود تھے۔ باقی شہر میں مختلف مقامات پر متعین تھے اور اسی پلٹن کی ایک کمپنی قلعہ چنار میں تعینات تھی۔ کمپنی نمبر ۲ تک کے سپاہیوں نے بغیر کسی حجت اور تکرار کے اپنے افسروں کے حکم کے موافق ہتیار رکھدیئے۔ لیکن اس کے بعد ہی سپاہیون نے آہستہ آہستہ کچھ کہنا شروع کیا۔ اور اکثر اونمین سے کہنے لگے کہ انگریز ہتیار لیکر دہوکہ دینگے۔ اور گورون کی فوج جو سامنے ہے ہم لوگونکو قابو پاکر گولیون سے مار ڈالیگی۔ یہ سنکر کرنیل نیل نے بآواز بلند کہا کہ یہ بدگمانی بیجا ہے اور ہندوستانی افسرون سے کہا کہ سپاہیون کو سمجھاؤ۔

ابھی یہ گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ گوروں کو مع توپخانہ بڑھتے دیکھکر سپاہی خائف ہوئے۔ اُس کے بعد برگیڈیر پان سن بی نے بڑھکر سپاہیوں کو سمجھایا کہ اگر تم لوگ حکم کی تعمیل کروگے۔ اور ہتیار رکھدوگے تو تم کو کسی قسم کا ضرر نہ پہونچیگا۔ یہ سُنکر ایک سپاہی نے پوچھا کہ کس جرم پر ہم لوگون سے ہتیار لئے جاتے ہیں۔ برگیڈیر نے زبان اردو میں کہا کہ بیشک تم لوگ بیقصور ہو مگر چونکہ تمہاری قوم کے اکثر ہندؤن نے عہد شکنی کی اور اپنے افسرونکو بیجرم قتل کیا ہے لہذا یہ ضرور ہے کہ تم لوگ حکم کی تعمیل کرو۔ ابھی یہ بات تمام بھی نہ ہوئی تھی کہ سینتیسویں پلٹن سے گولیان چلنا شروع ہوگئیں سب سے پہلے دوسری کمپنی کے ایک یا دو سپاہیون نے بندوق فیر کی۔ پہر تو

اور سپاہیوں نے بھی بندوقیں اوٹھالیں۔ اور گوروں پہ گولیاں چلانا شروع کر دیں۔
دسویں کمپنی کے آٹھ گورے مارے گئے باقی توپونکے پیچھے پناہ گیر ہوئے۔ سینتیسویں رجمنٹ کا افسر
بھی توپخانہ کے پیچھے جا چھپے۔ مگر میجر بیرٹ جو شروع ہی سے ہتیار لینے کی صلاح کے برخلاف تھے اپنی
رجمنٹ سے علیحدہ نہیں ہوئے اور اپنی جگہ پر کھڑے رہے تھے کہ چند سپاہی اونکو دیں اوٹھاکر ایک
محفوظ جگہ میں لے گئے۔ ہندوستانی سپاہیونکی گولیوں کا جواب اب گورہ پلٹن نے بھی لیسر داری
کرنیل نیل صاحب کے دیا۔ گورے بھی پیریڈ پر مستعد بجنگ آئے تھے۔ اس خیال سے کہ شائید ہندوستانی
سپاہی تعمیل حکم سے انکار کریں اور مخالفت پر آمادہ ہوں۔
گورونکو بارک سے روانہ ہونے کے وقت یہ حکم دیا گیا کہ کارتوس ہاتھہ میں لئے رہیں۔ حکم کے ساتھہ
ہی توپوں نے باغیونکے منہ پھیر دیئے۔ اور ۳۷ پلٹن کے سپاہی اُفتاں وخیزاں اپنی بارکونکی طرف
بھاگے۔ اور دیوارہائے لین کی آڑ سے کچھ دیر تک مقابلہ کرتے رہے کرنیل سپالٹس ووڈ صاحب نے
جب دیکھا کہ سپاہ ہندوستانی دیوار دنکی آڑ سے گولیاں مارتی ہے تو انہوں نے تمام لین میں آگ
لگادی۔ چونکہ ہوا موافق تہی۔ دہوئیں اور آگ کی تیزی سے مفسد تاب مقابلہ نہ لاکر بندوقیں پھینک
کر کچھ تو شہر کی طرف اور کچھ دیہاتوں کو بھاگ گئے اور بہت سے جل گئے۔ کیونکہ جب دوسرے روز
وہاں دیکھا تو بوئے گوشت سوختہ آتی تہی۔ اب نیل صاحب نے اون باغیونکی چھاؤنی پر قبضہ کرلیا
۵۔ جون کی صبح کو انہوں نے خزانہ سرکاری بہی چھاؤنی میں منگالیا اور اپنی فوج کے آدمی بھیجے
کہ جس قدر اسلحہ اور مال سینتیسویں پلٹن بھاگتے وقت چھوڑ گئی ہے لے آویں۔
اس ۴ و ۵ جون کی لڑائی میں کل اکیس آدمی سرکاری فوج کے اس تفصیل سے مجروح اور مقتول
ہوئے کہ ایک کپتان اور دو گورہ سپاہی اور ایک دواساز ولایتی قتل اور ایک کپتان اور تین
انسائین اور ایک گولہ انداز اور آٹھ گورہ سپاہی اور چار مختلف آدمی مجروح ہوئے۔

اِس موقع پر رسالہ کے سوار اور سکھونکی پلٹن پریڈ پر آگئی اِنکا افسر کپتان گائیس ۳۷ پلٹن کے
ایک سپاہی کی گولی سے مارا گیا اور اس کی جگہ پر برگیڈیر میجر ڈوجٹن بھیجے گئے وہ اپنی جگہ پر پہونچے
ہی تہے کہ سب سواروں نے تلوارین کھینچ لیں۔ اور اُنسے گفتگو نا ملائم کی بلکہ ایک سوار نے اُنپر
پستول چلایا اور دوسرے نے تلوار کا وار کیا کہ بازو صاحب کا شانہ سے جدا ہوگیا۔ اور اُن کا
گھوڑا انکو لیکر بھاگا۔ اسوقت تک سکھ خاموش تہے اور اُنکی حالت پریڈ پر مذبذب اور خوف زدہ
سی تہی۔ سواروں کے بگڑتے ہی اونکی نیت میں بہی فتور آگیا۔ اسوقت ایک سکھ نے کرنیل گارڈن
پر بندوق چلائی اور دوسرا سکھ انکی حفاظت کے لئے بڑھا۔ اس کے بعد ہی فوراً سکھوں نے
بلوہ کردیا توپخانہ کا افسر یہ خیال کرکے کہ کام ہو چکا۔ توپونکو پریڈ سے واپس لیجانے فکر میں تھا
کہ اُس کے ایک مددگار نے آواز دی کہ سکھ بہی منحرف ہوگئے۔ بس فوراً ہی توپیں تیار کیگئیں
اور معلوم ہوا کہ سکھ توپوں پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اسوقت وہ نہایت شور و غل مچا رہے تہے
اور چاروں طرف گولیاں چلا رہے تہے اور انکی کثر گولیاں انگریزی توپخانہ سے گذر کر گوروں کے سروں پر نکل گئیں۔ یہ
سپاہ گو میدان میں توپخانہ سے اسّی یا سو قدم کے فاصلہ پر تہے اور اُسوقت گورہ پلٹن بھی توپخانہ کی مدد
پر موجود نہ تہی۔ کیونکہ وہ ۳۷ نمبر کی پلٹن کے تعاقب میں انکی بارکوں میں تہی۔ اسلئے توپخانہ سے کام لینے
کا موقع نہ تھا۔ صرف تیس آدمی توپخانہ میں تہے۔ اگر اسوقت سکھ توپخانہ پر آجاتے تو اس قلیل
جماعت سے توپخانہ کا بچنا محال تہا۔ اور بنارس کے انگریزی قبضہ سے نکل جانے میں تعجب نہ تہا۔

جب افسر توپخانہ کو اطمینان ہو گیا کہ سکھ رجمنٹ کے افسر توپخانہ کے پیچھے محفوظ ہیں۔ تب
اوس نے باغیوں پر توپوں کی ایک فیر کی۔ سکھوں نے توپوں پر متواتر تین حملے کئے۔ مگر توپوں
کی ضرب نے انہیں ناکام رکھا اور یہ بہی ۳۷ نمبر کے سپاہیونکی طرح بھاگے اور سوار بہی اُنکے
ساتھ بھاگنے میں شریک رہے۔ میدان توپخانہ کے ہاتھ رہا۔

یہاں تو پریڈ پر یہ واقعات پیش آرہے تھے۔ اور دوسری طرف پادری اور مالی افسر اپنی اپنی حفاظت کے انتظام میں مصروف تھے۔ بجز چند پادریوں کے سب رام نگر کی راہ سے قلعۂ چنار میں پہونچنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اکثر انگریز جن میں مسٹر ٹکر کمشنر بھی تھے ٹکسال کی کوٹھی میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ مکان بہت مضبوط تھا۔ اور اس کے بالاخانہ پر مورچال کے موقعے بھی موجود تھے۔ شہر میں جنگی قانون (مارشل لا) بھی جاری ہوا۔ ایک ایک مہینہ میں آٹھ آٹھ دس دس پھانسی دیئے گئے۔

ایک انگریز جو اس فساد میں موجود تھا وہ لکھتا ہے کہ اور کبھی انگریزوں نے ایسی بہادری نہ کی ہوگی۔ جیسی کہ اس موقع پر کی۔ ہر ایک ملکی اور جنگی انگریز ایک دوسرے سے گوئے شجاعت لیجانے کی کوشش کرتا تھا۔ میجر بل صاحب افسر سپاہ سکھہ سے زیادہ کوئی شجاع نہ تھا۔ جب وہ داخل کیمپ ہوئے تو تمام خون آلود تھے۔

بارہ مالی حکام نے مع چار پانچ میموں کے کلکٹری کچہری میں پناہ لی اور دوسرے روز دو بجے دن تک مسلح کچہری کی چھت پر رہے۔ ۵۔ جون کو دو بجے چند اور انگریزوں کے ساتھ جو انکو لینے آئے تھے۔ یہ لوگ بھی ٹکسال کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوئے اسوقت جان کِنسن نامی ایک انگریز نے نہایت بہادری اور ہمدردی کا کام کیا۔ یعنی تین انگریز گاڑی میں سوار تھے۔ اور یہ اونکے ساتھ گھوڑے پر چلا جاتا تھا۔ کہ ایک سپاہی کو دیکھا۔ کہ وہ آڑ سے گاڑی پر بندوق چلانا چاہتا ہے چونکہ وقت بہت تنگ تھا۔ نہ تو وہ اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر سکتا تھا۔ اور نہ گاڑی جلد رُک سکتی تھی۔ لہذا یہ انگریز گاڑی اور اس سپاہی کے بیچ میں حائل ہو کر اپنی ہمراہیوں کے جان بچانے کیلئے گولی کا نشانہ ہو گیا۔

یہ لوگ کچہری کلکٹری سے ٹکسال میں پہونچے ہی تھے۔ کہ خبر مشہور ہوئی مسلمانوں نے شہر میں

جہاں کا جھنڈا بلند کیا ہے مگر بعد کو یہ صرف افواہ نکلی۔

اس نازک وقت میں چند ہندوستانیوں نے انگریزوں کی مدد کی۔ ایک تو سردار صورت سنگھ قوم سکھ نے جو سکھوں کی دوسری لڑائی پنجاب کے بعد سے بطور نظر بند بنارس میں رہتے تھے۔ اور تھوڑی ہی دیر قبل آغاز لڑائی کے گبنس صاحب جج سے رخصت ہو کر چلے گئے تھے۔ لیکن بمجرد استماع آواز توپ وہ پھر اونکے پاس واپس آئے اور دونالی بندوق جج صاحب کے ہاتھ سے لیکر کہا کہ اب میں آپکے ساتھ ہوں جو آپکا حال وہ میرا حال۔ اور دوسرے پنڈت گوکل چند ناظر عدالت ججی تھے۔ کلکٹری کی کچہری کے قریب ایک خزانہ تھا اور اوسپر سکھوں کا پہرہ تھا کسی نے آنکر اونسے کہہ دیا کہ انگریز تمہاری پلٹن کے سکھوں پر توپیں مار رہے اور قتل کر رہے ہیں یہ سنکر اون سپاہیوں نے بھی کچہری کی پناہ گزیں انگریزوں پر جو انکی زد پر تھے۔ حملہ کرنا چاہا۔ لیکن ان دونوں شخصوں مذکورہ بالا نے سپاہیوں کے پاس جا کر اونکو سمجھایا۔ کہ تم دھوکہ میں آگئے انگریزوں کا ارادہ اور صلاح نہ تھی۔ کہ سکھوں پر حملہ کر کے اونکو قتل کریں اگر ایسا مشورہ ہوا ہوتا تو تمام حکام مع عیال و اطفال تمہاری حفاظت میں کیوں آتے۔ بہر حال صاحبان انگریز کو تم پر بڑا بھروسہ ہے۔ اسوقت پریڈ پر تمہاری پلٹن کے خلاف توپیں مارنے کا کوئی اور سبب ہوا ہوگا۔ پس اس افہام و تفہیم سے وہ حملہ سے باز آئے۔ بلکہ اونکی رضامندی سے خزانہ ایک محفوظ جگہ میں رکھا گیا دوسرے دن ٹکر صاحب کمشنر کے حکم سے اُن سپاہیوں کو دس ہزار روپیہ بطور انعام دیا گیا۔

تیسرے خیر خواہ راو دیو نرائن سنگھ تھے۔ جن کو بعد غدر کے راجہ کا خطاب عطا ہوا۔ راو صاحب نے تمام مال و متاع سرکار کے حوالہ کر دیا اور خود گبنس صاحب کی کوٹھی میں مقیم ہوئے اور ہر طرف معتبر مخبر بھیجکر صحیح صحیح خبریں منگوائیں اور حتی الامکان خدمتگذاری سرکار میں مصروف رہے۔

چوتھے خیرخواہ مہاراج ایشری پرشاد نرائین سنگھ راجہ بنارس تھے۔ جن کی خاص کارگزاری یہ تھی کہ انھوں نے اس زمانہ شورش میں پادریونکو پناہ دی اور اُنکے محافظ جان رہے علاوہ جو کچھ سرکار کو مطلوب ہوا فوراً پیش کیا۔

۵- جون سے یعنی جب سے کہ انگریز ٹکسال میں پناہ گزین ہوئے۔ کئی مہینے تک خاص شہر میں کوئی بڑا واقعہ پیش نہیں ہوا۔ شروع جولائی سے جج اور مجسٹریٹ نے جنگی افسروں پر اس بات کی تاکید کی کہ مقام راج گھاٹ پر جو لب دریا شہر کا ایک بہت عمدہ [illegible] قائم کیا جائے چنانچہ بمنظوری گورنمنٹ فوراً اس پرانے قلعہ کی جگہ پر ایک نئے قلعہ کی تعمیر شروع ہو گئی۔ اور قیدی کام کے لیے مقرر کیے گئے۔

شہر میں تو امن تھا مگر قرب و جوار کے اضلاع میں بدنظمی اور ظلم پھیلا ہوا تھا۔

۴- جون کے بھاگے ہوئے سپاہیوں نے گرد و پیش کے مواضعات میں لوٹ مار مچا رکھی تھی اور انگریزوں کی کوٹھیوں پر گولیاں چلاتے تھے۔ لیکن بہت سے انگریز اپنے اپنے اصطبلوں اور شاگرد پیشہ کے مکانات میں پوشیدہ ہو گئے۔ اور کوٹھوں پر چڑھ گئے۔ بہت سی میمیں [illegible] صاحب کمشنر کے مکان کی چھت پر چڑھ کر ہوس کی آڑ میں پناہ گیر ہوئیں اور تین چار انگریزوں نے مع اہل و عیال کشتی میں بیٹھ کر دریا میں پناہ لی اور وسط دریائے گنگ میں چلے گئے اور وہاں تا فرو ہونے فساد کے بیٹھے رہے توپوں اور بندوقوں کی آواز اور دھواں دیکھکر یہ لوگ خائف تھے۔ لیکن جب انکو خبر فتحیابی صاحبان انگریز کی معلوم ہوئی۔ اوسیوقت کنارہ پر آئے۔ اور ٹکسال کی کوٹھی میں چلے گئے۔ اور قریب آدھی رات کے اس مکان میں داخل ہوئے اور تمام ماہ جون اسی مکان میں رہے مگر دن کو باہر نکلتے اور رات کو اس مکان میں چلے جاتے تھے۔ چونکہ فوج گورہ اس راستہ سے آنے جانے لگی۔ اور کچھ فوج گورہ وہاں متعین رہی

چھاؤنی اور شہر میں انتظام ہوگیا اور مفسدین کو نیل صاحب اور ٹکر صاحب اور گنبس صاحب نے جلد گرفتار کرکے پھانسیاں دینا شروع کیں جس سے ضلع میں مفسدین پر خوف غالب ہوگیا۔

ترجمہ چٹھی لفٹنٹ کرنیل جی نیل صاحب بہادر متعلقہ فوج مدراس

بنام

ایجوٹنٹ جنرل فوج احاطہ بنگال از مقام بنارس مورخہ ۶۔ جون ۱۸۵۷ء

واسطے اطلاع کمانڈر انچیف صاحب بہادر ملک ہند کے آپکو اطلاع کرتا ہوں۔ کہ میں ۳۔ ماہ حال کو مع ایک فریق اس رجمنٹ کے جو زیر حکم میرے ہے (یعنی اول مدراس فیوزی لیرز) یہاں پہونچا۔ قبل میرے آنے کے ساٹھ سپاہی اور تین افسر رجمنٹ مذکور کے اس جگہ آچکے تھے اور ایک کمپنی دو روز میں پہونچنے والی تھی اور باقی تین کمپنیاں بسواری چوپہیہ آتی تھیں۔ میرا قصد تھا کہ چوتھی تاریخ تیسرے پہر کو مع ایک حصۂ پلٹن مذکور جانب کانپور روانہ ہوں۔ لیکن اس اثنا میں زبانی لفٹنٹ پالیسر صاحب کے جو بافسری پچاس سوار رسالہ ۱۳ خزانہ لانے کے واسطے اعظمگڈہ گئے تھے۔ خبر ملی کہ سترہویں پلٹن پیادگان ہندوستانی نے سرکشی کی اور بدمعاشان شہر و قیدیان جیلخانہ اونکے شریک ہوئے اور خزانہ لوٹ لیا۔ جب یہ خبر بنارس پہونچی تو برگیڈیر پان سن بی نے مجھ سے شوری کیا کہ سینتیسویں پلٹن تعینہ چھاؤنی بنارس کے ہتیار لے لینے ضرور ہیں۔ اونکی رائے تھی کہ آج خاموش رہنا چاہیئے کل ایسا کیا جائے میں نے اُنسے کہا کہ یہ امر اسیوقت ہو تو بہتر ہے انہوں نے میرا کہنا منظور کیا اور میری قیام گاہ سے اس انتظام کے لیئے چلے گئے اور مجھ سے کہہ گئے کہ مع فوج گورہ پانچ

بجے شام کو پریڈ کے میدان پر آجاؤ اور پلٹن سکھہ جس پر گارڈن صاحب کا بڑا اعتبار تہا
اور ستر سوار رسالہ ۱۳ کو حکم شامل ہونے فوج گورہ کا تہا وقت معینہ پر برگیڈیر پان سن
بی پریڈ پر آئے لیکن مجکو معلوم ہوا کہ طبیعت برگیڈیر صاحب علیل ہے اور اس موقع
ضرورت پر جس مضبوطی کے ساتھہ چاہیئے کام نہ کر سکین گے۔ ایکطرف سے توپخانہ اور فوج گورہ
سینتیسویں پلٹن ہندوستانی کی طرف چلی اور دوسری جانب سے پلٹن سکھہ اور اُنکے پیچھے سوارون
کو آنے کا حکم تھا۔ جبکہ ہم لوگ کوٹھوں کے قریب پہونچے اسوقت سینتیسویں پلٹن کے سپاہیون
نے دوڑکر ہتیارون پر قبضہ کر لیا اور بندوقیں بہر کے ہماری طرف فیر کین اوسیوقت توپخانہ
اور فوج گورہ نے اوسکا جواب دیا جس سے بہت آدمی پلٹن ہندوستانی کے قتل ہوئے اور
ہمارے بہی بہت سے آدمی زخمی ہوئے اور اسوقت حرارت آفتاب کے صدمہ سے برگیڈیر
صاحب زمین پر گر پڑے اور کہا کہ اسوقت مجھ سے کچھ نہ ہو سکیگا۔ تم درجہ دوم کے افسر ہو
میری جگہ فوج کی حکومت لو پس اسیوقت میں نے فوج کی حکومت لی اور سکہہ فوج گورہ کو دونو طرف
توپخانہ کے رکہکے چھاونی پر حملہ کیا میں خاص چھاونی میں اپنے آدمیونکی داہنی طرف تہا جسوقت معلوم
ہوا کہ یکایک سکھہ ٹہہر گئے اور اپنے دلمین مذبذب ہوکے آخر کار اپنے افسر اور اجیٹن اور
اور افسروں پر بندوقیں چلائیں اور سوارون پر بہی جو اونکے پیچھے تہے فیر کیئے۔

جو کچھ مین نے دیکھا اور سنا اوس سے یقین ہوتا ہے کہ علاوہ چند شخصونکے کل سکھہ
پلٹن وفادار معلوم ہوتی تہی اور سینتسوین پلٹن کے خلاف لڑنے میں بہت راضی اور
خواہشمند تہی۔ اونکے یکایک بگڑ جانے اور اس عجیب بداطواری کا سبب معلوم ہوتا ہے
کہ اونکے پیچھے ۱۳ رسالہ کے ایک سوار نے اپنے برگیڈیر میجر کپتان ڈوجین صاحب پر جو حسب الحکم
برگیڈیر صاحب کے اونکی افسری کے واسطے جاتے تہے۔ گولی چلائی اور ارادہ قتل کرنیکا

کیا اس واقعہ کے قبل خاص اوس رسالہ کے افسر کو سینتیسوین پلٹن کے آدمیوں نے مار ڈالا
تہا بندوقوں کی آواز اور اس غل کو سنکر سکہہ بہی لوٹ پڑے اور اپنے افسروں اور ہمارے آدمیون
کی طرف بندوقیں مارنے لگے۔ ایک شخص جس نے کرنیل گارڈن صاحب حاکم پلٹن سکہہ پر
گولی ماری تہی اونہیں کے ایک حوالدار نے اُسکو مار ڈالا۔ توپخانہ والوں نے پلٹن سکہہ کی
یہ نمک حرامی دیکھکر اونپر توپیں مارنا شروع کیں چنانچہ کُل پلٹن اور رسالہ کے آدمی متفرق
ہوکر بہاگ گئے۔ بعدہٗ میں نے کُل سینتیسویں پلٹن کو چھاؤنی سے نکال کے بہگا دیا۔ اور انکے
گہر جلا دیے اور باقی توپون اور آدمیوں کو تمام رات بارکوں میں رکھا علے الصباح میں نے
اپنے آدمیون کو ہتیار اور نشان اور اسباب کی تلاش میں بہیجا جو کہ سینتیسویں پلٹن کے آدمی
بہاگتے وقت چہوڑ گئے تھے۔ میں نے حکام ملکی سے مشورہ کرکے کُل خزانہ سرکاری جو کہ غیر
محفوظ جگہ میں تہا بحفاظت ایک سو جوان پلٹن ۱۰ گورہ اور مدراس فیوزی لیرز اور پچیس سوار
ترہیقیم رجمنٹ کرنیل گارڈن کے منگوالیا۔ جبکہ میں یہاں پہونچا تو میں نے اُسیوقت اپنی راے
ظاہر کی تہی کہ خزانہ صرف ایک پہرہ سکہوں میں محفوظ نہیں ہے لیکن سکہہ متعینہ خزانہ بڑے
وفادار ہیں۔ لہذا اس نمک حلالی کے سبب سے مستحق بہت بڑی تعریف کے ہیں۔ مجہے یقین
ہے کہ اگر سینتیسویں پلٹن کے ہتیار لینے میں صبح تک توقف کیا جاتا تو اُسی رات کو سرکشی کی
اور چھاؤنی میں جس قدر مکانات صاحبان انگریز کے تہے اونپر باغی قابض ہو جاتے اور
جو چاہتے سو کرتے۔ کیونکہ اس موقع پر فوج گورہ کو انکی مدد دینا نہایت مشکل ہوتا میں نے
اس مکان میں جو ٹہکسال کے نام سے مشہور ہے ایک پہرہ پلٹن مدراس فیوزی لیرز میں سے
متعلق کر دیا تہا اور برگیڈیر صاحب کی صلاح سے یہ قرار پایا تہا کہ بشرط واقع ہونے کسی فساد
کے کُل صاحبان انگریز اور میمیں اس مکان میں آکر پناہ گزین ہوں چنانچہ بوقت فساد

ایساہی ہوا اور پہرہ گوروں نے اونکی حفاظت کی۔ اور کوئی بدمعاش اس مکان کی قریب پہونچنے نہ پایا سرکش سپاہی اور سوار نہایت پریشان ہوکر بھاگے۔ بلکہ بہت سے آدمی اپنے ہتیار چھوڑ گئے۔ اب میں بارکوں اور ٹکسال گھر پر قابض ہوں جو کہ مابین چھاؤنی اور شہر کے واقع ہے اور مختلف مقامات چھاؤنی میں ہندوستانی سپاہیوں اور سوارونکو جو وفادار اور لائق اعتبار ہیں پہرے مقرر کردیے ہیں اور بروقت آنے فوج گورہ کے ایک پہرہ گرجا گھر پر مقرر کرونگا اور اسوقت کل صاحبان انگریز اپنے اپنے گھروں میں جاکے بحفاظت تمام رہ سکینگے قریب نوے سوارونکے رسالہ ۱۳ میں سے نمک حلال رہے اور ہمارا کام دیتے ہیں اور کل چھاؤنی میں گشت کرتے ہیں تاکہ شہر سے کوئی بدمعاش نہ آنے پائے اور ایک سو نوے آدمی سکھ پلٹن کے ہمارے ساتھ رہ گئے ہیں اون میں سے چند لوگوں کی موافق اونکی خدمات کے میں نے ترقی مدارج کی ہے انکی اور ان سواروں کی جن کی وفاداری اور جانثاری کے باعث سے ترقی ہوئی ہے ایک مفصل رپورٹ خدمت میں ترسیل کرونگا۔ فقط۔ راقم جے۔ جی۔ نیل لفٹنٹ کرنیل۔

لفٹنٹ پالیسر نے اون چند سوارونکی مدد سے جو مسٹر جان کنسن کے تعلیم یافتہ تھے سرکش دیہاتیوں کو سزادی لیکن اکثر جگہوں میں لوٹ مار جاری رہی اور جبتک فوجی قانون جنگ نافذ نہیں ہوا۔ ڈکیتی اور لوٹ مار موقوف نہیں ہوئی۔ بجائے جلادوں کے والنٹیرو کا گروہ پھانسی دینے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اور مطابق قانون بجس ٹیف کونسل بہت سے آدمی مجرم اور غیر مجرم کا لحاظ رکھکر پھانسی دیے گئے۔

گو کہ شہر میں ارتکاب جرم بہت ہوتا رہا۔ لیکن بزمانہ غدر چیتگنج میں کسی طرح کی بدنظمی نہیں ہونے پائی سب قیدی اپنی اپنی بارکوں میں خاموش تھے۔ صرف یہ ایک بات البتہ ہوئی

کہ جب جرم ہونیکا وقوع زیادہ ہوا اور مجرموں کی کثرت ہوئی۔ جس سے کہ جیلخانہ میں جگہ کی قلت ہونے لگی۔ اور تمام بارکیں مجرمون سے بھر گئیں اور یہ مناسب نہ تھا کہ مجرم بغیر سزا کے رہا کردیئے جائیں۔ اس لیے یہ تجویز قرار پائی کہ جو لوگ جرم سنگین کے مرتکب ہوں اونکو پھانسی دیجائے اور جو چھوٹے جرم کے مجرم ہوں وہ بید لگا کر چھوڑ دیئے جائیں۔

جبتک غدر میں ترقی ہوتی رہی گبنس صاحب سزادہی میں سختی کرتے رہے اور جس قدر کمی ہوتی گئی سزاؤں میں بھی تخفیف ہونے لگی۔ جب شہر میں پورے طور پر امن ہو گیا تب حکام نے یہ چاہا کہ کانپور[1]۔ الہ آباد میں فوج بھیجنا چاہیئے اور جنرل سر جارج پالک صاحب کے چھوٹے بیٹے مسٹر آر۔ جی پالڈ آر پالک صاحب کو یہ خدمت سپرد ہوئی اور دو گروہ انگریزی خزانہ لانے کے لیے مرزاپور اور غازیپور روانہ کیئے گئے۔

ماہ جولائی میں باغیان سنگرولی نے شہر پر حملہ کرنا چاہا۔ بعدہٗ مشہور ہوا کہ داناپور کے باغی شہر پر حملہ کرنے کے لئے آتے ہیں۔ لیکن یہ خوف بھی جاتا رہا۔ صرف افواہ نکلی۔ آرہ میں روک ہونے کے سبب سے باغیان داناپور یہاں آنے سے مجبور رہے

جو فوج بنارس سے بھیجی گئی تھی اوس سے اور باغیوں سے نوبت پور میں مقابلہ ہوا باغی سیدہے مغرب کی طرف فرار ہوئے اور راستہ میں جس قدر ہو سکا نقصان کیا۔ مرزاپور سے سترہ میل کے فاصلے پر تین سو انگریزی سپاہیوں اور انہیں باغیوں سے پھر مقابلہ ہوا باوجودیکہ انگریزی فوج باغیوں سے چوتھائی تھی۔ تاہم باغیوں پر ایسا خوف غالب ہوا کہ وہ الہ آباد کی طرف بھاگے۔ اور ۲۵۔ اگست کو داخل ضلع مذکور ہوئے بعد اس واقعہ کے پھر کلی طور پر امن ہو گیا۔ اور بنارس فوجی کارخانوں کا مخزن قرار دیا گیا اور یہ فکر کیگئی

[1] اس شہر پر ۱۸۰۳ء میں قبضۂ انگریزی ہوا۔ اسکو عوام کپو بھی کہتے ہیں۔ ۱۲۰ اسکی وجہ تسمیہ تاریخ اودہ میں درج ہے۔ مصنف

کر سامان جنگ اور فوج سے شمالی شہروں میں مدد دینا چاہیئے۔ چنانچہ چیف مین صاحب نے جنرل نیل نے درخواست دی کہ سرکار جہاں چاہے مجکو انتظام کے واسطے بھیجدے۔ اور یہ بھی خواہش کی تھی کہ کچھ سوار لیں تو اعظم گڈہ کے باغیوں کا مقابلہ کروں لیکن کرنیل نیل صاحب نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ کیونکہ ہندوستانی فوج پر انکو اطمینان نہ تھا لیکن چیف مین صاحب کو اختیارات مجسٹریٹ دیکر بسرداری ایک جماعت سواران ضلع کے انتظام کے واسطے مقرر کیا جس میں اونہوں نے نہایت کوشش اور جانفشانی سے امن وامان قایم کیا۔

اب یہاں صرف ایک واقعہ کئی مہینے کے بعد ہوا یعنی ۸۔ ماہ فروری کو جیلخانہ میں بلوہ ہوا جو بیس باغی سپاہی جو زمانہ غدر میں قید کیئے گئے تھے اور دو اور آدمیوں نے جیلخانہ سے باہر نکلنے کا قصد کیا۔ جمعدار جو پہرہ پر تھا اوس نے روکا قیدیوں نے اسکو مار ڈالا چو بیسوں باغی سپاہی اور وہ دونوں آدمی بھاگ گئے اور راستہ میں سب گرفتار ہوئے۔ اور اوسی رات گویا اوس کی صبح کو پھانسی دیئے گئے۔

ضمیمہ نمبر اوّل

حالات فقرائے اہل ہنود جو زیادہ تر بنارس میں نظر آتے ہیں

واضح ہو کہ اہل ہنود کے فقرائے پانچ قسموں پر منقسم ہیں۔ اور انکی بہت شاخیں ہیں چنانچہ ہم ہر ایک کی تفصیل بغرض واقفیت عام وبالخصوص اہل ہنود کی آگاہی کے لئے مختصراً مع تصاویر درج کرتے ہیں۔

قسم اول ویشنو۔ اس کی سولہ قسمیں ہیں۔ (۱) گوشائیں بندرابن (۲) گوشائیں گوکل

(۳) سکھی بہاؤ (۴) رامانندی (۵) بیراگی (۶) برکت یعنی آزاد (۷) ناگہ (۸) رامان نوجی (۹) کبیر پنتھی (۱۰) دادو پنتھی (۱۱) روداس پنتھی (۱۲) ہریچندی (۱۳) سدنا پنتھی (۱۴) مادہوی (۱۵) سادہوی (۱۶) چرنداسی۔

قسم دوم شیوی۔ اس کی اُنیس قسمیں ہیں۔ (۱) ڈنڈی (۲) گن ہوتری (۳) جوگی (۴) شنکر اچارجی (۵) ایتت (۶) سنجوگی (۷) ناگہ (۸) اودہوت (۹) اوردہاہو (۱۰) اکاس مُکھی (۱۱) گرہ لنگی (۱۲) روکھڑ (۱۳) اوگھڑ (۱۴) اگھوری (۱۵) الکھہ نامی (۱۶) جنگم (۱۷) نکھی پرم ہنس (۱۸) جوکری (۱۹) پرم ہنس۔

قسم سوم ساکتکی۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) بھگت (۲) وامی (۳) کانچلیہ (۴) کراری

قسم چہارم نانک شاہی۔ اس کی سات قسمیں ہیں۔ (۱) اوداسی (۲) گنج بخشی (۳) رام رئی (۴) ستھری (۵) سکھہ گوبند سنگھی (۶) نرملی (۷) ناگہ۔

قسم پنجم سراوگ۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) سراوگی۔ (۲) جتی۔

قسم اوّل وشنو کی اقسام

۱

گوشائیں بندرابن



قوم برہمن عیالدار معتقد رادہے کشن۔ اس کے چند فرقے ہیں مثل رادہے بلبھی۔ رادہے رونی

بہاری جی۔گوبند جی۔جوگل جوری۔
یہ فرقہ تصاویر رادہے کشن کو کہ اس کے آبا و اجداد زمانہ قدیم سے اپنے گھر و نمیں رکھتے ہیں۔القاب رادہے بلبھ جی۔بہاری جی۔جوگل جوری وغیرہ سے ملقب کرتا ہے اور بغرض زیارت تصاویر مذکورہ سوائے پرستش معمولی ہر صبح و شام کو چند ایام مخصوص میں مریدین و زائرین عام بطریق نذر و نیاز نقد و جنس تصاویر کے آگے چڑہاتے ہیں۔ اور گوشائین مذکور کہ انکا مجاور ہے حسب استحقاق آبائی تمام چڑہی ہوئی چیزین لے لیتا ہے۔ اسیطرح تمام گوشائیونکے گھر و نمیں بت پرستی کے علاوہ زیارت جداگانہ ہوتی ہے۔اور گوشائیونکی معاش کا یہ ذریعہ ہے کہ چار قومون ہنود یعنی برہمن و چھتری ۔بیس اور شودر کو مرید کرکے ترغیب و پند واسطے پرستش رادہے کشن کے اونکو تلقین کرتے اور گلے میں کنٹھی اور قشقہ مقررہ اپنے کی ہدایت کرتے ہیں اور وقت مرید کرنے کے اپنے ہاتھ سے مالا مرید کے گلے میں ڈالتے ہیں

گوشائیں گوکل ہے

انکی ظاہر وضع مثل گوشائیان بندرابن کے ہے۔لیکن وضع قشقہ کی دوسرے طور پر ہوتی ہے ان کے مرید زیادہ تر بقالان گجراتی ہیں۔جو پیشہ مہاجنی کرتے ہیں۔دیگر اقوام انکی مریدی کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔
اس فرقہ کے مرید مرد ہون یا عورت وقت مرید ہونے کے جان و مال سے واسطے خوشی مرشد کے دریغ نہیں کرتے اور مرد و عورت روزمرّہ بلاناغہ اور بعضے دن میں تین مرتبہ دیدار بت معبود اور مرشد کے جاتے ہیں۔ماسوائے اس کے اس قدر اعتقاد رکھتے ہیں کہ بوقت شادی زوجہ کو پہلے مرشد کی خدمت میں لیجاتے ہیں اگر کوئی مرید زوجہ کے بھیجنے میں تامل

کرے تو اس فرقہ کے نزدیک اس کی منکوحہ عقیمہ یعنی بانجھہ ہو جاتی ہے سوائے منکوحۂ جدید کے اگر کسی مرید کی زوجہ کو مرشد چاہے تو فوراً حاضر کر دیتا ہے۔ یہ فرقہ مرشد کے فسق و فجور کو موجب اپنی بہبودی کا سمجھتا ہے اور مرشد کو معبود خیال کر کے اوسکے ارشاد کو وحی الٰہی جانتا ہے اور اس کے اعمال کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ اس فرقہ کی غذا لطیف اور لباس پاکیزہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اکثر متمول ہوتے ہیں۔

سکھی بہاؤ

یہ مذہب زنانی طبیعت والونکو مرغوب ہے یہ لوگ رادہے کشن کے معتقد ہوتے ہیں۔ اور مزید ارادت کے سبب سے اپنے تئیں بھی مؤنث قرار دیکر لباس اور بول چال اور حرکات و سکنات مثل عورتوں کے اختیار کرتے ہیں اور ہر ماہ کے بعد عورتوں کی طرح سے اپنے ساتھہ حیض کو ظاہر کرتے ہیں اور کپڑوں کو سرخ رنگ سے رنگین کر کے خون حیض قرار دیتے ہیں اور تین روز تک اسیطرح سے کرتے ہیں۔ اور بعد انقضائے مدت حیض غسل کر کے مثل زنان شوہردار قربت شوہر کی بموجب احکام وید جانتے ہیں یہ لوگ سری کرشن کے تصویر میں دراز لیٹ کر اپنے دونوں پاؤں کو بلند کر کے الفاظ زنانہ کہتے ہیں۔ اور آہ لال جی مری آہ لال جی مری زبان سے نکالتے ہیں اور اس شغل کو موجب ثواب اور خوشی سری کرشن کا جانکر تمام رات یہی حرکت کرتے ہیں۔



یہ فرقہ متھرا۔ بندرابن اور اس کے اطراف میں بکثرت ہے۔

راما نندی

راما نند ایک فقیر تھا جس نے اپنے مذہب کو رائج کیا یہ اپنے مریدوں کو پرستش رام اور ہنومان کی تلقین کرتا تھا۔ اس نے قشقہ بھی بطرز جدید ایجاد کیا۔

بیراگی



اس فرقہ کو ہر چہار اقوام ہنود اختیار کرتے ہیں۔ وضع انکی کنٹھی اور قشقہ بطور معینہ رکھنا اور سر۔ ڈاڑہی۔ مونچھ کے بال منڈاتا ہے۔ یہ فرقہ سری کرشن کی عبادت کرتا ہے اور قوت بسری کے لئے گدائی کرتا ہے۔ بعضے انمیں سے متمول بہی ہوتے ہیں۔

برکت یعنی آزاد



یعنی تمام قضایاے دنیا سے بری۔ یہ لوگ تمام بدن کے بال مونڈ ڈالتے ہیں اور نقد و جنس کو اپنے پاس رکھنا معیوب خیال کرتے ہیں۔ اور قوت بسری کے لئے گداگری سے حاصل کرتے ہیں۔ پوشاک انکی صرف لنگوٹی اور چادر زرد مٹی کی رنگی ہوئی ہوتی ہے یہ فرقہ بہت کم ہے۔

ناگہ



یہ لوگ سر پر جٹا اور ستر پوشی کے لئے لنگوٹی رکھتے ہیں۔ اور تمام بدن پر زرد مٹی ملتے ہیں۔ سابق میں ہتیار مثل نیزہ۔ تلوار اور بندوق کے رکہتے تھے۔ اور اپنے مخالف فرقونسے اسقدر جنگ کرتے تھے کہ طرفین سے صدہا آدمی مجروح اور مقتول ہوتے تہے۔ مگر

اب بوجہ انتظام سرکار انگریزی یہ لوگ نہ ہتیار رکہتے اور نہ کشت وخون کر سکتے ہیں
طریقۂ معاش انکا گداگری ہے۔ بسا اوقات گدائی بالجبر اختیار کرتے ہیں۔

راماننوجی



یہ فرقہ وشنوں سے ملقب ہے۔ اور اعتقاد لچھمن برادر
راجہ رامچندر سے رکھتا ہے اور انکی تصویر کو پوجتا ہے۔
قشقہ بطور رامان ندیان اور کنٹھی رکھنا فرض نہیں جانتا
اگرچہ لوگ کنٹھ رکھتے ہیں تو کنو لگٹہ کا اور دونوں شانوں پر نشان سنکھہ چکر اور
پدم کا کہ بشن کے ہتیار تہے لوہے کے بناکر اور آگ میں گرم کرکے داغ دیتے ہیں کہ تمام عمر
اونکے نشان زائل نہیں ہوتے اور کھانا پینا یہ لوگ نہایت خفیہ طور سے کرتے ہیں انکی
اور وشنو یونکے بوجہ نشان چھاپہ نہایت عداوت ہے۔

کبیر پنتھی

کبیر قوم جولاہہ جس کا حال اسی کتاب میں اوپر مرقوم ہے بنارس میں قیام پذیر تھا۔
سن شعور سے اس کی طبیعت جانب فقیری متوجہ تہی۔ پس گوشائیں رامانند کا مرید ہوا۔
گوکہ گوشائیں بوجہ مخالفت مذہبی اسکا مرید کرنا مکروہ جانتا تھا۔ مگر کبیر حکمت عملی سے اوسکا
مرید ہوگیا اور اپنے طور پر قشقہ اور کنٹھی مقرر کرکے ایک نیا مذہب جاری کیا۔
یہ شخص شاعر بہی تہا اسکا کلام خالی از تاثیر نہیں ہے۔ اس کے مریدوں نے اس
کے کلام کو ایک مجلد کتاب میں جمع کرکے بطور عبادت وظیفہ اوس پر عمل کرنا اختیار کیا اس
مذہب کے فقرا اپنی بسر اوقات گدائی سے کرتے ہیں۔ اکثر دنیا دار بہی اس سے
ارادت رکہتے ہیں۔



دادو پنتھی[۱۰]

دادو ایک درویش تھا اس نے اپنا مذہب جاری کیا اور مریدین کو قشقہ اور کنٹھی رکھنا اور اپنے مصنفہ کلام کو جس میں عبادت و معرفت حق کا بیان ہے ورد کرنا تلقین کیا۔ وضع اس فرقہ کی یہ ہے کہ ٹوپی اور جبہ مثل بیراگیو نکے رکھتے ہیں۔ ان میں کمتر دنیا دار اور بیشتر فقیر ہوتے ہیں۔

رو داس پنتھی[۱۱]

رو داس ایک شخص قوم چمار سے تھا۔ آغاز عمر سے اس کی طبیعت عبادت الٰہی کی طرف متوجہ تھی۔ اس عبادت کی وجہ سے اسکا شہرہ زمرۂ عابدون میں ہوا۔ اس کے مذہب میں بجز قوم چمار کے اور کسی ذات کا آدمی نہیں ہے۔ اس مذہب کے پیرو قشقہ اور کنٹھی رکھتے ہیں۔

ہری چندی[۱۲]

ہری چندی زمانہ قدیم میں ایک عظیم الشان راجہ تھا۔ گردش فلکی میں مبتلا ہو کر بنارس چلا آیا۔ اور فرقۂ ڈوم میں کھرودن کا کپڑا لیتے ہیں بسر کرنے لگا۔ قوم ڈوم نے اوسکا مذہب اختیار کیا۔ ہر چند مدعی درویشی کا نہ تھا۔ اور نہ اوسے کسی مذہب کے جاری کرنیکی خواہش تھی اور نہ اوس نے کوئی وضع اپنے مذہب کیلئے معین کی تھی۔ لیکن ڈوم ازراہ فخر کنٹھی رکھتے ہیں

سدنا پنتھی[۱۳]

سدنا ایک شخص قوم قصاب سے تھا جو گوشت بیچا کرتا تھا چونکہ اس کی طبیعت خدا پرستی کی طرف راغب تھی اس لئے اس نے ایک فقیر سے کہا کہ اگر آپ ایک بُت اپنے بتخانہ سے عنایت فرمادیں۔ تو میں اس کی پرستش کیا کرون۔ فقیر نے بخیال اُسکی قوم اور پیشہ کے بُت کے

دینے میں تامل کیا۔ لیکن جب سدنا سے سخت تقاضے کرنا شروع کیئے۔ فقیر نے اُس کے تقاضے بند کرنے کے لئے ایک پتھر دیدیا اور کہا کہ اس بت کی پرستش کیا کر۔ سدنا بموجب ارشاد فقیر کے اس پتھر کی عبادت کرنے لگا۔ اور اسکی درویشی کا شہرہ ہوا۔ جس فقیر نے ازراہ تمسخر اوسکو پتھر دیدیا تھا۔ اس حالت سے نہایت متعجب ہوا۔ اور اُس کی حسن ارادت کا معترف ہوا۔

سدنا کا مذہب سابق میں جاری تھا مگر اب اس فرقہ کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔

۱۴ مادہوی



مادہو ایک فقیر تھا جس نے اپنا مذہب جاری کیا۔ مگر یہ مذہب بہت کم جاری ہے اور اس مذہب کے فقیر بہت کم نظر آتے ہیں۔

اس مذہب کے لوگ اپنی گذر اوقات بذریعۂ گدائی اور ایک قسم کے سانُے کے بجانے سے جس کو بلبان کہتے ہیں کرتے ہیں۔

۱۵ سادہوی

سادہو نام ایک شخص نے اپنے ایجاد کردہ مذہب کو بندھیلکھنڈ میں رائج کر کے لاکھوں آدمیوں کو مرید کیا۔ اسکا مصنفہ کلام ہندو اور مسلمانوں کی مخالفت کا دور کرنیوالا ہے۔

اس نے آنحضرت صلعم اور دیگر انبیا کو اہل ہنود کے اوتار اور آیات قرآنی و احادیث نبوی کو وید و شاستر سے مطابقت دی۔ اور وید و شاستر کے خلاف اپنے احکام مریدین کو تعلیم کیئے۔ یہ فرقہ ہندو اور مسلمان دونوں کو مرید کرتا ہے اور جب کسی شخص کو مُرید کرتا ہے تو پہلے بغرض دفع قید قوم چنے کی کڑہی پکا کر مجمع عام میں دوسروں کے ساتھ اوسکا اِتباع بعدہٗ اپنے مدونہ عقائد اور مصنفہ کلام کو تلقین کرتا ہے۔

اس فرقہ کے لوگونکی مناکحت کا یہ قاعدہ ہے کہ وقت کدخدائی عورت اپنی زبان سے محفل میں یہ فقرات۔ سادہ سادہنی کو بہایا۔ سادہ گلے لگایا یعنی مرد عورت کو پسند آیا گلے سے چمٹایا۔ کہکر جس کے ساتھہ راضی ہوتی ہے۔ اوسپر ہاتھہ رکھدیتی ہے پس وہ شخص اوسکا شوہر ہوجاتا ہے۔ تمام رسوم شادی انہیں فقرات پر تمام ہوتی ہیں۔ اس مذہب میں پردہ نشینی عورات ضروری نہیں۔ دنیادار و فقیر اس طریقہ کے اکثر بلاد خصوصاً بُندیلکھنڈ میں بہت ہیں۔

چونکہ یہ مذہب خلاف پیروان وید کے ہے۔ لہذا عاملان وید اس مذہب کو مکروہ خیال کرتے ہیں

چرنداسی



چرنداس قوم دہوسر بنیا شاہجہان آباد (دہلی) کا رہنے والا تھا۔ ایام طفولیت سے ریاضات کرکے زمرۂ فقرا میں شامل ہوا کہتے ہیں کہ بحالت ریاضت جنگل میں رہتا تھا۔ سکھدیو پسر بیاس نے اس پر متوجہ ہوکر مرید کیا۔ اور اسرار و غوامض الٰہی اسکو تلقین کیے۔ اوس کے فیضان سے چرنداس نے درجۂ اعلےٰ فقر پر پہونچکر ہزاروں آدمیونکو اپنا مرید کیا۔ اس نے ایک کتاب عرفان اور جوگ بھگت میں بزبان بہاکا تصنیف کی اسکی مقلد ہمیشہ اسکو مثل قرآن طائف کے پڑھتے ہیں اس فرقہ میں تارک الدنیا اور دنیا دار دونو ہیں۔ قشقہ کنٹھی اور زرد پوشاک انکی وضع ہے

قسم دوم شیوی کی اقسام

اِس کے کُل فرقہ بنارس میں زیادہ اور دیگر مقامات پر کمتر ہیں۔

ڈنڈی



یہ مذہب سوائے برہمن اور چھتری کے دوسرے کو اختیار کرنا جائز نہیں۔ یہ فقیر ایک لکڑی بانس کی رکھتے ہیں۔ جس میں معینہ گرہیں ہوتی ہیں۔ اور اوپر کی گرہ پہ گیروکا رنگا ہوا چھوٹا سا کپڑا لپیٹ کر تاگے کو حسب مقررہ اس مذہب کے اوپر مضبوط باندھکر ہاتھ میں رکھتے ہیں اور اس لکڑی کو کبھی زمین پر نہیں رکھتے۔

ڈنڈ بمعنی تاوان۔ چونکہ اس لکڑی کو زمین پر رکھنے کی ممانعت ہے اسلیے یہی تاوان یعنی ڈنڈ ہے۔ اس فرقہ کے لوگ ایک کمنڈل ٹوٹی دار رکھتے ہیں۔ اور خورد و نوش اور رفع جملہ احتیاج و ضروریات اسی ظرف سے کرتے ہیں اور تمام منہ اور بدن پر خاکستر ملتے اور کل بدنکے بال منڈاتے اور ایک لنگوٹی اور چادر گیروے رنگ کر بغرض ستر پوشی رکھتے اور روپیہ پیسہ و دیگر اسباب دنیاوی اور پخت طعام کو حرام جانتے ہیں اور کھانے کے لئے گدائی سے حاصل کرتے ہیں۔ لیکن بجز برہمن کے اور کسی کے یہاں کا کھانا نہیں کھاتے اور یاد حق میں مشغول رہتے ہیں۔ اور نقط نارائن انکی صدا ہے۔ یہ لوگ اپنا مسکن دہرم سالہ و دیگر امکنہ و تکیہ میں رکھتے ہیں۔ اس مذہب کے لوگ زیادہ تر صاحب علم اور وید و شاستر سے واقف ہوتے ہیں۔

جسوقت کوئی شخص ڈنڈی ہوتا ہے۔ زنّار اور بال اس سے دور کرتے ہیں اور یہ لوگ مردہ جلاتے نہیں۔ بلکہ غرق کرتے ہیں۔ ہندوؤں میں یہ مذہب نہایت افضل ہے چنانچہ وید میں اُس کی عظمت مرقوم ہے اس لئے اکثر برہمن اور پنڈت جب بوڑھے ہو جاتے ہیں بلکہ بعضے وقت وفات بغرض حصول ثواب اس طریقہ کو اختیار کر لیتے ہیں۔

اگن ہوتری

یعنی پرستش کنندۂ آتش۔ اس مذہب کو بجز برہمن کے جو زن منکوحہ رکھتا ہو دوسرے کو اختیار کرنا جائز نہیں۔ طریقہ اسکا یہ ہے کہ ڈاڑہی۔ مونچھ منڈا کر ہمیشہ رات دن اپنے گھر کے اوس گڈھے میں جو واسطے آتش افروزی کے بنایا جاتا ہے اور جس کی ساخت موافق وید کے ہوتی ہے اور اُس میں وہ آگ جو مرشد سے پاتا ہے روشن کر کے معہ زوجہ کے اُس آگ کی پرستش کیا کرتا ہے یہ آگ مدت دراز بلکہ حین حیات تک رہتی ہے۔ اگر بحسب اتفاق یہ آگ بوجھ جائے تو پیپل کی دو لکڑیاں لا کر اور کلام وید کو پڑھکر دونوں کو باہم پیس لیتے ہیں اور اون دونوں لکڑیوں سے آگ نکال کر اور اُس گڈھے میں ڈالکر محفوظ رکھتے ہیں اور ہمیشہ دن میں تین مرتبہ ہُوم (آگ کو جلا کر گھی وغیرہ اوسپر ڈالتے ہیں اور کلام وید کو جو واسطے ہُوم کے مقرر ہے پڑھتے ہیں۔ انکا عقیدہ ہے کہ ہُوم کا ثواب آفتاب۔ ماہتاب اور تمام ستاروں کو جو ذی روح ہیں پہونچتا ہے اور وہ خوش ہو کر اس عمل کی قوت سے افعال انسانی کو خوبی اور نظر شفقت سے انجام دیتے ہیں) کرتے ہیں۔ جب اس فرقہ کا کوئی شخص مرد یا عورت فوت ہو جاتا ہے تو اُسی آگ سے جو گڈھے میں عبادت کے لئے ہوتی ہے جلاتے ہیں۔ اور پھر ایک شخص ان دونوں میں کا آتش پرستی کو بند کر دیتا ہے کیونکہ یہ مذہب شخص واحد اور مجرّد پر جائز نہیں ہے۔



اس مذہب کی بزرگی وید میں بہت ہے۔

شہر بنارس اور بلاد جنوبی میں یہ مذہب زیادہ ہے۔

جوگی

اول اس طریقہ کو مہادیو نے ایجاد کیا۔ بعدہٗ گورکھناتھہ و مچھندرناتھ نے قوانین جوگ کو

منضبط اور رائج کیا۔ طریقہ اسکا یہ ہے کہ جب مرید کرتے ہیں تو مرید کے کان میں حلقہ بلور یا لچکرہ وغیرہ کا جو علامت ہے کہ پھر دنیادار نہو ڈالدیتے ہیں۔ اس مذہب کے لوگ تمام بدن پر خاکستر ملے رہتے ہیں۔ اور خرقہ گیرد ار رکھتے اور بسر اوقات گدائی یا مجاوری بھیرون ناتھ و ہنو ہان سے کرتے اور گوشت کھاتے۔ شراب پیتے۔ اکثر لوگ فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں۔

میرے وطن مئو ہان میں ایک محلہ جوگیانہ ہے جس میں زیادہ تر جوگی ہی رہتے ہیں۔ یہ عموماً سُنّی مسلمان ہیں۔ جو ہندوانہ بھیس میں بشتر اور مسلمان وضع سے کمتر دور دور مقامات میں جاکر زیادہ تر اہل ہنود اور کمتر مسلمانوں کو اپنا مرید کرتے اور انسے نقد و جنس حاصل کرتے ہیں۔ انکے لڑکے اور عورتیں گداگری کرتی ہیں۔ انکی عورات کا لباس بھی بالکل ہندوانہ ہوتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ انکے آبا و اجداد ہندو ہی تھے۔

شنکر اچارجی[۴]

کہا جاتا ہے کہ شنکر اچارج مہادیو کا اوتار تھا۔ چونکہ لوگوں نے اصول مذہب وید کو ترک کرکے خلاف وید کے عمل کرنا اختیار کیا تھا۔ اور اصول و ارکان وید ضعیف ہو گئے تھے۔ مہادیو نے بنا بر ترویج وید بصورت شنکر اچارج مجسم ہو کر منکران وید کو تقریر اور دعا سے مقدوح کیا اور وید کو پھر جاری کیا۔

اتیت[۵]



اسکا لقب گوشائین اور سنّاسی بھی ہے۔ اہل ہنود کی چاروں قومیں اس مذہب میں ہیں۔ یہ لوگ عبادت مہادیو کی کرتے اور لباس گیروا پہنتے اکثر مثل دنیاداروں کے تجارت۔ بیوپار۔ لری اور بعضے

گدائی سے بسر اوقات کرتے اور چاروں قوموں ہنود کے یہاں کا کھانا کھاتے ہیں۔
انکے یہاں پیری و مریدی کا یہ طریقہ ہے۔ کہ ایک کم عمر لڑکا خواہ کسی قوم کا ہو خرید کر کے (اب بوجہ انتظام گورنمنٹ انگریزی خرید و فروخت انسانی ممنوع ہے) اوسکے بال منڈ ڈلتے اور مثل اپنی اولاد کے اوسکی پرورش کرتے ہیں۔ جسکا نام چیلہ رکھا جاتا ہے۔
چیلوں میں جس کو وفادار اور ذی لیاقت سمجھتے ہیں۔ اپنی زندگی میں اوسکو اپنے کاروبار کا مختار کرتے ہیں جو اون کی وفات کے بعد مہنت کہا جاتا ہے۔ عوام میں مشہور ہے کہ حتی الامکان حسین لڑکا تلاش کرکے اور اس سے اپنا چیلہ بنا کر گھر کی تمام خدمتیں لیتے ہیں۔
اس مذہب میں بہت کم لوگ ہیں جو طریقہ فقر پر ہوں۔ بیشتر دنیاداری کے طریقہ پر ہیں صرف درویشی کا نام ہے اور یہ تمام لوگ مالدار ہیں۔ انکی اور بھی دس قسمیں مثل کبیرو لوری اور بہاری وغیرہ کے ہیں۔

سنجوگی

انکا طریقہ مثل اتیت کے ہی صرف اسقدر فرق ہی کہ سنجوگی عیالدار ہوتے ہیں اور مناکحت کرتے ہیں

ناگہ یعنی برہنہ

جٹا یعنی سر پہ بال اور ڈاڑہی۔ مونچھ رکھتے اور خاکستر تمام منہ اور بدن پر ملتے ہیں اور سامان حرب کے ساتھ باتفاق مہنتان یعنی مرشد بطور سیاحت پہرتے اور قصبات

ناگہ کی تصویر بسبب برہنہ ہونے کے نہیں دی گئی۔

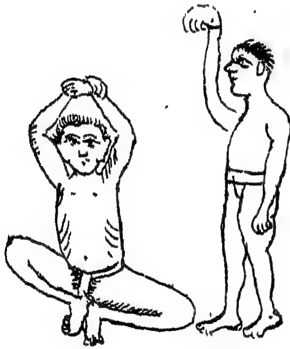
و قریات میں جبراً بھیک لیتے اور بہانہ سیاحت سے خفیہ طور پر تجارت اور بعضے نوکری سے بسر اوقات کرتے ہیں۔ یہ لوگ براگیوں سے نہایت عداوت رکھتے ہیں۔ جب کوئی بدچلن و بدوضع چیلہ ہائے اتیت سے قابل اعتماد و لائق امور تجارت کے نہیں سمجھا جاتا

تو اُس وقت وہ آلات حرب سے مُسلّح ہوکر گروہ ناگ میں ملجاتا ہے۔ جسکو کھانا ملتاہے پھر جب وہ چاہتا ہے تو سرمایہ بغرض تجارت جمع کرکے زمرۂ اتیت میں شامل ہوجاتا ہے یہہ مذہب بندیلکھنڈ میں زیادہ ہے۔

اودھوت

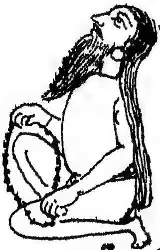
یہہ لوگ صاحب توکل وتجرد ہوتے اور برہنہ مادرزاد رہتے۔ جٹا اور ڈاڑھی موچھ رکھتے ہیں۔ اس فرقہ کا اصول محض توکل پر ہے۔ مگر گدائی بہی کرتے ہیں انکے طریقے میں کپڑا اپہننا ممنوع ہے۔ جاڑوں کے ایام میں آگ کی گرمی سے زندگانی بسر کرتے ہیں۔

اوردباہو



یعنی ہاتہہ اوپر رکہنے والے خواہ ایک ہاتہہ ہو یا دونوں یہہ لوگ ناخن نہیں کٹواتے رہتے کہ بڑھکر انگلی کے برابر ہوجاتے ہیں اور بسبب ہمیشہ اوپر رکہنے کے ہاتہہ خشک ہوجاتے اور پہر نیچے نہیں آسکتے۔ اس مذہب کے لوگ بوجہ اسکے کہ ہاتہہ اوپر رکہنے سے خشک ہوکر حرکت نہیں کرسکتے۔ دوسرے کے ہاتہہ سے کہاتے ہیں معاش انکی گدائی اور توکل پر ہے۔ ان میں سے بعضے برہنہ مادرزاد رہتے اور اکثر چادر گیروا اور سر پر جٹا رکھتے ہیں۔

اکاس مُکھی



یہہ مُنہہ کو آسمان کی طرف رکہنے والے۔ چونکہ اس فرقہ کے لوگ اپنے مُنہہ کو آسمان کی طرف ہمیشہ بلند رکھتے ہیں۔ اسوجہہ سے انکی گردن کسی اور طرف نہیں پہرتی ہے۔ رفع ضروریات جسمیہ دوسرے کے ہاتہہ سے کرتے ہیں۔ یہہ

لوگ جٹا اور ڈاڑہی - موچھ رکہتے - تمام بدن پر خاکستر یعنی راکہہ ملے رہتے ہیں اور بعضے لباس رنگین پہنتے ہین - اور قوت بسری بذریعہ گدائی وپیشوائی زیادہ تر دوکانداری سے کرتے ہین - اور بعضے صرف توکل پر اوقات بسر کرتے ہیں

کڑا لنگی ۱۱

یہہ لوگ درمیان عضو خاص کے سوراخ کرکے اسمین تانبے کا حلقہ مع زنجیر کے ڈالے رہتے ہیں - اس سے ان لوگون کا مقصود مادہ مردمی کا زائل کرنا ہے اس فرقہ کے بعضے لوگ خلقت کو اپنی طرف کہینچنے کے لیئے یہ عمل اختیار کرتے ہیں - وقت حاجت کڑے کو عضو خاص سے نکال لیتے اور پہر بدستور ڈالدیتے ہیں - انکی وضع وعقائد زیادہ تر ناگہ ہاے مثل اتیت کے ہیں -



روکہڑ ۱۲

انکی ظاہر وضع اور اطوار مثل ناگہ اور اتیت کے لیکن باطناً ان سے بہتر ہے - یہ لوگ متوکل ہوتے ہیں - بعضے انگیٹہی میں عود جلا کر فرقہء اتیت کے یہاں گدائی کرتے ہین - انکی ٹوپی بڑی اور گول نیئے طرز کی ہوتی ہے - اور بڑا ساگیر واجبہ پہنتے ہیں -



اوگہڑ ۱۳

اس مذہب کے لوگ ڈاڑہی - موچھ منڈائے اور تمام بدن پر خاکستر ملے ہوئے نہایت ناپاک وضع سے رہتے ہیں اور کہانا پینا بہی بہت کثیف کہاتے ہین حتےٰ کہ کتے کو اپنے ساتہہ کہلاتے ہین اور دائم المخمر رہتے ہیں - قوت بسر گدائی اور اکثر دنیاوی حیلہ سے حاصل کرتے ہیں



اگھوری [۱۴]

اس فرقہ کی وضع مجذوبانہ و مجنونانہ ہے۔ یہ لوگ دائم الخمر ہوتے اور تمام قسم کا گوشت حتیٰ کہ مردہ آدمی کو بھی کھا جاتے ہیں اور پیشاب و پائیخانہ کو بدن پر ملتے ہیں اور نہایت طامع ہوتے ہیں۔ ایک پیسہ کے لئے دوکانات پر اڑ جاتے ہیں۔ اور پیشاب پائیخانہ کرکے غلاظت کو پھیلاتے ہیں اور اسطرح سے پیسہ حاصل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ حاصل کرتے ہیں۔ زیادہ تر مے نوشی میں خرچ کرتے ہیں۔



الکھ نامی [۱۵]

یہ لوگ نام الکھ کو ورد زبان رکھتے ہیں۔ وضع انکی یہ ہے کہ سر پر لانبی ٹوپی اور بغل میں سیاہ کمل ہوتا ہے۔ معاش انکی گدائی پر ہے جو صرف لفظ الکھ زبان سے کہتے ہیں۔ اگر اس لفظ کے کہتے ہی کوئی انکو دیتا ہے تو لیتے ہیں ورنہ نہیں لیتے اور چلے جاتے ہیں چنانچہ لوگ بمجرد سننے آواز کے جو انکو دینا منظور ہوتا ہے لاکر دیتے ہیں۔

جنگم [۱۶]

اس مذہب کے لوگ لباس گیروا اور مہادیو کی تصویر چاندی خواہ تانبے کی رودراچھ کے مالے میں کرکے گلے میں آویزان رکھتے اور تمام بدن پر خاکستر ملے رہتے ہیں اور رودرا چھ بکثرت ہاتھوں اور تمام بدن میں پہنے رہتے ہیں۔ ذریعہ معاش انکا گدائی یا تجارت پوشیدہ بپردہ سیاحت سے ہے بعضے انمیں دولتمند بھی ہیں۔ بنارس میں محلہ جنگم باڑی انہیں لوگوں کی سکونت کے سبب سے مشہور ہے۔

نکہی [۱۷]



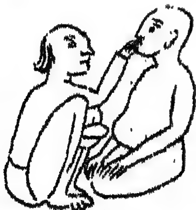
نکہی یعنی ناخن رکھنے والے۔ (نکہہ ہندی میں ناخن کو کہتے ہیں) انکی وضع مثل اتیت اور سناسی کے ہے یہ لوگ ناخن نہیں کٹواتے اسوجہسے انکی ناخن نہایت بڑے مثل ناخن جانوروںکے ہوجاتے ہیں۔ ناخن دراز رکھنا عبادت سے جانتے ہیں۔ انکی بسر اوقات گدائی پر ہے۔ ز دیا ناجائز ذریعہ سے معاش حاصل کرتے ہیں۔

جوگری [۱۸]



اس مذہب والے مہادیو کی تصویر اپنے تاج نوطرز پر اور لباس گیروا پہنے رہتے ہیں۔ اور بیل کو ایسی تعلیم کرتے ہیں کہ وہ حسب اشارہ کام کرتا ہے یہ بیل کوڑیوں سے آراستہ کیا ہوا ہوتا ہے۔ اسی بیل کے ذریعہ سے اپنی معاش حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ ایک پیتل کی گھنٹی بہی بجاتے جاتے ہیں اور مہادیو پاربتی کی شادی کا قصہ ہر گھر اور دوکان کے سامنے پڑہتے اور سارنگی بجاکر پورانی لڑائیونکا حال گاتے ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ عیالدار اور دنیادار ہوتے ہیں۔ اور تمیز قومی نہیں رکھتے۔ اکثر اس مذہب میں مسلمان بہی پائے جاتے ہیں۔

پرم ہنس [۱۹]



اس فرقہ کے لوگ برہنہ مادرزاد بالکل خاموش رہتے ایام سرما میں بہی کپڑا نہیں پہنتے۔ ضرورت کے وقت بہی نہیں بولتے۔ اور دوسرے کے ہاتہہ سے کھاتے پیتے ہیں۔ انکو فقیر و دنیادار اپنے گھر میں لیجاکر اپنے ہاتہہ سے کہلاتے پلاتے ہیں۔ اگر تین روز کوئی کہلانیوالا ان لوگوں کو نہیں ملتا تو بے آب و دانہ رہتے ہیں۔

اس طائفہ کا یہ خیال ہے کہ رنج وراحت جس قدر انسان کو پہونچتی ہے۔ وہ اس کے افعال کا عوض ہے جو اس نے پہلے جنم میں کیئے تھے۔ پس اوس میں فکر کرنا اور امورات دنیاوی اور جسم کے لئے تردد کرنا بیکار ہے۔ موافق قسمت کے ظہور پذیر ہوگا۔

قسم سوم ساکتک کی اقسام

بھگت ۱

انکو سنت بھی کہتے ہیں یہ دیوی کی پرستش کرتے ہیں۔ انمیں سے بعضے گوشت کھاتے لیکن شراب سے بالکل اجتناب رکھتے ہیں۔

دنیادار بیوپاری وغیرہ اکثر اس مذہب میں ہیں۔ ہر مہینہ کی اشٹمی کو گیہوں کے آٹے سے ایک ظرف بنا کر اوسمیں بتی تیل شمع کے روشن کرتے اور اُسکو جوت یعنی نور الٰہی کہتے اور اُسکی پرستش کرتے ہیں۔ اور ماہ کنوار وچیت میں کہ نودن متواتر دیوی مشہور ہے روزہ رکھتے اور ریاضت شاقہ کرتے ہیں۔

دیوی پوجا کا رواج اگرچہ کُل ہندوستان میں ہے۔ مگر مقام کانگڑہ میں پہاڑ پر ایک حوض ہے کہ اُس میں خود بخود شُعلے نکلتے ہیں۔ اور معتقدین اوس کو جوالا کہتے ہیں اور اس سے حصول مطالب کی امید رکھتے ہیں۔ بلکہ اکثر آدمی برہنہ پا وہانتک جاتے ہیں اور ماہ کنوار وچیت میں بروز اشٹمی چاروں قوموں کے آدمی بکثرت وہاں بغرض زیارت جاتے اور اشیاء خوردنی وغیرہ بطریق نیاز اُس حوض میں ڈالتے ہیں۔ مردمان پنجاب عموماً اور دیگر ممالک ہندوستان میں بیشتر یہ مذہب رائج ہے مگر خصوصاً بنارس میں متعدد معبد دیوی کے مقرر ہیں۔ اور شہر مرزاپور سے ایک کوس کے فاصلہ پر ایک مقام بنام گونڈیانی

ہے۔ وہاں ایک معبد ہے۔ یہ بتتبع میلہ جو الالبعد چھ ماہ کے خلقت کثیر زیارت کے لئے جمع ہوتی ہے۔ اور واسطے نیاز دیوی کے بکری اور بھینسا مارا جاتا ہے۔

وامی

بجز وشنوی کے چاروں قومیں ہنود کی اس مذہب میں داخل ہوتی ہیں زیادہ تر لوگ حصول دنیا ولذت دنیاوی کے لئے اس طریقہ میں مرید ہوتے ہیں اور بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو بغرض بہبودی آخرت اس مذہب کو اختیار کرتے ہیں۔ چونکہ ظاہراس مذہب کا سیئو ہے اسلئے خفیہ طور پر پیروان مذہب اسکی پیروی کرتے ہیں۔ انکی کتابوں میں بھی اخفائے مذہب کی بڑی تاکید ہے۔ یہ لوگ بظاہر اپنے تئیں شل وشنو کے جو اس مذہب کے مخالف ہیں رکھتے ہیں۔ وامی کو اصطلاح میں آتمک کہتے ہیں۔

یہ لوگ ایام دنیالی متبرک اور تیوہار مثل ایکادشی۔ پورنماشی۔ اماوس۔ دیوالی۔ دسہرہ۔ اور ہولی وغیرہ کو مع عورات کے بحضور مرشد جسکو اچارج کہتے ہیں۔ حاضر ہوکر اُس مکان میں جو بغرض جلسہ باہتمام مرشد مقرر ہوتا ہی اپنے صرف سے طرح طرح کے کھانے مہیا کرتے ہیں اور ایک چوبی چوکی پر تلوار برہنہ رکھکر اور اسکو دیوی تصور کرکے اُسکے سامنے اسباب اکل وشرب اور لوازمۂ پرستش مثل کاخور وغیرہ کے رکھکر اسکی پوجا کرتے ہیں اور مرشد کتاب مذہبی اپنے ہاتھہ میں لیکر حکایات وقصص مردمان گذشتہ اور انکی بزرگی واوصاف بشرح وبسط بیان کرکے اسباب موجودہ کو حاضرین میں تقسیم کردیتا ہے۔ اور اجازت دیتا ہے کہ ہر مرد وعورت کھانے پینے میں مشغول ہو اور ایک دوسرے کو اپنے ہاتھہ سے کھلادے پلادے۔ اس مجلس میں کسی قسم کی احتیاط نہیں کیجاتی مرد وعورت۔ پیر وجوان ایک دوسرے کو اپنے ہاتھہ سے لقمہ دیتے ہیں۔ اور

عورات بے حجابانہ حاضرین جلسہ سے باتیں کرتے ہیں۔ اونکے شوہر باوجود موجودگی کچھہ برا نہیں مانتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ غرضیکہ اسی طریق کے دامی فقیردن میں بعض ایسی ناگفتہ بہ باتیں بھی عمل میں آتی ہیں۔ کہ جو ایک مہذب اور باادب آدمی کے لئے بہت نازیبا ہیں۔ مگر اِن کے اعتقاد مذہبی کے مطابق وہ ہرگز معیوب نہیں سمجھی جاتی ہیں۔

اگر کوئی غیر مذہب کا آدمی باظہار ارادت ان کے جلسہ میں جاوے تو شریک کرکے اپنے مذہب میں لاتے ہیں۔ اور اگر وہ شخص ان کے طریقہ سے علیحدہ ہوجاوے۔ تو اُس کے گوشت کے ٹکڑے کرکے کھاجاتے اور بقیہ جسم کو وہیں دفن کردیتے ہیں۔

دامیان میں سے بحالت بیماری اگر کسی کو قے ہوجاتی ہے۔ تو اُس کو بلا نفرت کھاجاتے ہیں۔

یہہ مذہب اب نظر نہیں آتا۔ پیشتر اطراف دکن اور بنارس میں اس فرقہ کے لوگ اکثر پائے جاتے تھے۔

سنہ کانچلیہ

کانچل زبان دکھنی میں انگیا کو کہتے ہیں۔ جس سے عورتیں اپنی چھاتی کو پوشیدہ رکھتی ہیں۔ طریقہ اس مذہب کا یہہ ہے۔ کہ بروز ماموره جلسہ پوجا کے وقت تمام عورتیں مرشد کے حضور میں حاضر ہوتی ہیں۔ مرشد تمام عورتوں کی انگیا ایک گھڑے میں بند کرکے مکان تاریک میں رکھہ دیتا ہے۔ جب پوجا

سے فرصت حاصل ہوتی ہے۔ انُ لوگون کو جو مجرد ہوتے ہین۔ اجازت دیتا ہے۔ کہ ایک ایک انگیا اس گھڑے سے نکال کر اپنے اپنے پاس رکھو بعدہ متاہل اور عیالدار آدمیوںسے باتیں کرتا ہے۔ جب تمام حضار گھڑے کو انگیا سے خالی کرکے مرشد کے سامنے حاضر کرتے ہیں۔ تو مرشد حکم دیتا ہے کہ جس مرد کے پاس جس عورت کی انگیا ہو وہ اس عورت سے تعلقات یگانگت پیدا کرے۔ چنانچہ ایسا کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس عورت اور مرد کے تعلقات سب قسم کے قرار پا جاتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی اس عورت کو پہلے موقع پر گفتگو میں ہمشیرہ کہہ دے تو پھر اسے تا زیست ہمشیرہ ہی کہنا پڑیگا۔ اور وہ اپنی ہمشیرہ کے برابر اسکی عزت و حرمت کریگا۔ اگر کسی نے پہلی گفتگو کے موقع پر اس عورت کو مان کہدیا۔ تو اسے تمام عمر مان ہی سمجھنا پڑیگا۔ اور اگر کسی نے استری کہہ دیا تو اس کو تمام حقوق استری کے برابر سمجھے جاوینگے۔ غرضکہ یہ لوگ انگیا نکالنے کے بعد اپنی زبان کے پہلے فقرہ کے حد درجہ پابند ہوتے ہیں انکا مرشد ایسے مرد عورتونکو اپنے چیلہ چیلی اور اپنی گدی کا پورا جانشین سمجھتا ہی جو مرد پہلے فقرہ کے برخلاف عمل کرے انکا مرشد اور دیگر مرد عورت انسے بہت بڑا پاپی (گناہ گار) سمجھکر اسے اپنے مذہب سے خارج کرکے اسکی موت کو اسکی زندگانی پر ترجیح دیتے ہیں۔ غرضکہ اس مذہب کے طریقے ہی الگ ہیں۔ طریقہ عبادت انکا مثل وامیونکے ہے۔ یہ مذہب اب نظر نہیں آتا۔

کراری سے

قوم زنار دار دھاراشٹ ساکن دکن دیوی کی پوجا کرتے ہیں اور آدمی کی قربانی کرکے دیوی

کی بنا دیتے ہیں (بوجہ انتظام سرکار انگریزی انسانی قربانی قطعاً موقوف ہے) داماد اور بھانجہ کی قربانی کرنا اور وںکی بہ نسبت افضل خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ دونوں میسر نہوں تو جس زنار دار کو پاتے ہیں بہانہ سے بلاتے اور کھانے میں زہر دیکر یا اور کسی حیلہ سے مار کر اوسکو دیوی کی نذر کرتے ہیں۔

برہمنوں کے نزدیک یہ مذہب نہایت مکروہ ہے۔ فی زمانا اس طریقہ کے لوگ بالکل مفقود ہیں آیا

قسم چہارم نانک شاہی کی اقسام

تصویر نانک شاہ



گرو نانک

(یہ تصویر فرضی نہیں ہے بلکہ اصلی ہے)

نانک شاہ (اس کے مفصل حالات ہم آئینہ ہند میں مع کل چیلوں کی تصاویر کے درج کرینگے۔ مؤلف) ملک پنجاب میں تھا یہ قوم کا کھتری عہد بابر شاہ میں پیدا ہوا ابتدائی عمر

میں اسنے سیاحت کی۔ اور ریاضت شاقہ کرکے درجہ اعلےٰ حاصل کیا۔ اور بوڑہا ہوکر مرگیا اس کی دس پشت تک سلسلۂ فقر جاری رہا۔ آخر اس خاندان کا گرو گوبند سنگہ ہے جس نے مذہب سکہہ کو جاری کیا۔ اب بہی لاکہوں آدمی اس کے مذہب کے پیرو ہیں خصوصًا ملک پنجاب میں انکی کثرت ہے۔ اسکے کلام کو جو نصائح اور معرفت الٰہی سے پڑ ہے۔ بجائے دیوتا کے جانکر اسکی پرستش کرتے اور اس مجلد ضخیم کو گرنتہہ کہتے ہیں۔ ہر مُرید صاحب مقدور اس گرنتہہ کی ایک جلد اپنے گھر میں رکھتا ہے اور ہر روز غسل کرکے قبل کھانا کھانیکے اسکو پڑہتا ہی بعد وفات نانک شاہ یہ مذہب سات قسموں پر منقسم ہوگیا



۱ اوداسی

یہ فرقہ زیادہ تر متوکل اور کم سوال کرتا ہے۔ پوشاک اسکی خرقہ اور ٹوپی ہے ڈاڑہی۔ مُونچھ اور سر کے بال نہیں منڈاتے اور مکان وقفی ہیں جس کو سنگت کہتے ہیں سکونت رکہتے ہیں۔

۲ گنج بخشی

موجد اس طائفہ کا ایک برہمن ہے۔ جو خاندان گرو نانک میں مرید تہا۔ اِس نے اِس قدر خدمت گُرو کی کی کہ گرو نے خوش ہوکر اسکو گنج بخش خطاب دیا۔ اس مذہب کے جملہ رسوم وعقائد مثل نانک شاہیوں کے ہیں

۳ رام رئی

اسکا مُوجد ومُروج رام رائے نامی ہے۔ کُلیات وجُزئیات میں یہ مذہب نانک شاہیوں سے کچھ فرق نہیں رکھتا ہے۔

ستہرہ شاہی



موجد اس فرقہ کا ستہرہ قوم کہتری نانک شاہی مرید تیغ بہادر پدر گورو گوبند سنگھ کا تھا۔ یہ شخص اوباش وضع۔ آزاد مشرب۔ بظاہر نہایت خراب۔ کلام اسکا رندانہ مائل بہزل و مزاح ہے۔ چونکہ یہہ شخص نہایت ظریف اور ہزل گو تھا۔ اس لئے گرو کی خدمت میں اسقدر گستاخ ہو گیا تھا۔ کہ اس سے استہزا و ظرافت کے ساتھہ مذاق کرتا تھا۔

اس فرقہ کے لوگ ملک پنجاب بلکہ تمام ہندوستان میں اکثر ہیں۔ جو ستہرہ شاہی کے نام سے مشہور ہیں۔ اِن کی وضع آزادانہ پیشانی پر قشقہ سیاہ اور ہاتھہ میں دو چھوٹے چھوٹے آبنوس کے ڈنڈے رکھتے ہیں اور اُن دونوں کو آپس میں ایک دوسرے پر مارتے اور اُنکے ساتھہ تصانیف ستہرہ کو اپنے اقوال کے ساتھہ زبان پنجابی میں ہر دوکان کے آگے پڑھتے ہیں۔ اور دوکاندار سے ایک پیسہ لیتے ہیں اگر کوئی دوکاندار ایک پیسہ سے کم دیتا ہے تو نہیں لیتے اور دوکان کے سامنے جم کر بیٹھ جاتے اور اپنی زبان میں فحش گالیاں دیتے ہیں۔ کہ دوکاندار مجبور ہو کر ایک پیسہ دیدیتا ہے۔

اس فرقہ کے لوگ زیادہ تر غیر تعلیم یافتہ اور جاہل نظر آتے ہیں۔ مشہور ہے کہ بیشتر شرفا اور اہل دول کے لڑکے جو اوباش اور آوارہ ہو کر مفلوک الحال ہو جاتے ہیں۔ وہ اس فرقہ ستہرا شاہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ہمارے شہر لکھنؤ میں ایک فرقہ شہدے کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں بھی شرفا ہی کے لڑکے ہیں۔ لیکن یہ لوگ نہایت متدین ہوتے ہیں۔

گوبند شنگھی



گرو گوبند سنگہ

(یہ تصویر اصلی ہے فرضی نہین ہے)

اس کی دو قسمین ہیں ایک تارک الدنیا اور دوسری دُنیا دار جو سکہہ کے نام سے مشہور ہیں
گرو گوبند سنگہہ نانک شاہ کا دسواں سجّادہ نشین ہے۔ اور نانک شاہ کے وقت سے
گوبند سنگہہ تک دس پشتیں برابر گذری ہیں انکو وہ بادشاہی اور وہ محل بہی کہتے ہیں۔
منقول ہے کہ جب نانک شاہ زمانۂ بابر شاہ میں پیدا ہوا تو اوسکی زبان سے نکلا کہ
دس بلیے دے۔ دس بابر دے۔ یعنی دس پشت بابا اور دس پشت بابر۔ مقصود
اسکا یہ ہے کہ خاندان نانک شاہ اور خاندان بابر بادشاہ دس دس پشت حکومت
کرینگے۔ چنانچہ اسوقت سے گرو گوبند سنگہہ تک مثل بادشاہوں کے فرمان روا رہے
باوجودیکہ لاکہوں خلقت انکی مُریدتہی۔ اور سامان و جمعیت مثل امرا کے موجود تہی

لیکن اِن لوگوں نے دعواے ریاست نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ خاکسارانہ زندگی بسر کرتے رہے اکثر شاہان ہند بھی اُنکی خاطر داری کرتے رہے ہیں چنانچہ جہانگیر بادشاہ زمانہ گرو ارجن سجادہ نشین پنجم میں ایک دن گرو کے دیکھنے کو گیا۔ اور چاہا کہ کچھ جاگیر یا نقد اُسکو دے مگر اوسنے قبول نہ کیا۔ اسیطرحسے آٹھ پشت تک ڈیڑھ سو برس یہ لوگ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور لاکھوں آدمی اِنکے مُرید ہوئے اور ملک پنجاب میں اِنکو استقلال و ریاست حاصل ہوگئی۔ جب زمانہ گرو تیغ بہادر سجادہ نشین نہم کا آیا اور عالمگیر تخت نشین سلطنت ہوا۔ بمقتضائے تعصب مذہبی کہ اہل ہنود سے رکھتا تھا۔ تخریب و ایذا رسانی تیغ بہادر میں ہوا۔ اور اسکو بحیلۂ ملاقات بلا کر قتل کروا ڈالا۔ یہ حال دیکھکر گرو گوبند سنگھ جو بہادر آدمی تہا۔ اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے پر مستعد ہوگیا اور چند دنوں تک مخفی طور پر کاروائی کرتا رہا۔ اور مُریدین کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو جنہوں نے گرو کو مار ڈالا ہے اور ہمارے مذہب سے عداوت رکھتے ہیں۔ قتل کرنا چاہیے اور تمام مُریدوں کو ہتیار باندھنے گھوڑے پر سوار ہونے۔ بال ڈاڑھی۔ مونچھ اور سر کے رکھنے۔ لباس سیاہ پہننے اور مسلمانوں سے لڑائی کی ترغیب دی۔ بلکہ وقت وفات وصیت کی کہ مسلمانوں کو قتل کریں۔

چونکہ زمانہ عالمگیر میں سلطنت قوی تہی باوجود ترددات موفورہ اس فرقہ کو اپنے مقصد میں ناکامی رہی۔ مگر جب زمانہ بہادر شاہ کا آیا تو سلطنت میں ضعف و ابتری واقع ہوئی تو سکھوں نے شورش برپا کی۔ لیکن بادشاہ نے انکی مدافعت کے لئے فوج شاہی متعین کی۔ تا آنکہ یہ نوبت ہوئی کہ بسبب ضعف سلطنت تمام ملک پنجاب مع توابعات سکھوں کے تصرف میں آگیا۔ چنانچہ ابتک ملک پنجاب کے لوگ اس فرقہ میں ہیں۔

اس طائفہ میں بہی دو فرقہ ہیں۔ ایک خلاصہ جو مثل نانک شاہی کے ہے۔ اور دوسرا

نالصہ۔ اگرچہ یہ ایک دوسرے سے اصول میں مختلف ہیں لیکن طریقہ انکا یہ ہے کہ داڑھی
مونچھ اور سر کے بال منڈانا گناہ کبیرہ جانتے اور لباس نیلا پہنتے۔ لوہے کو بہت پاک
جانکر اپنے پاس رکھتے اور وقت کھانا کھانے کے پہلے لوہے کو کھانے میں پھیر کر کھاتے
ہیں۔ یہ لوگ سواری اسپ اور بندوق بازی میں مہارت کلی رکھتے ہیں انہیں چار دو
قومیں ہندو و سکھی ہیں جو ایک دوسرے سے مغائرت نہیں رکھتیں۔ انکے مذہب میں خورد
و نوش اختلافات قومی ناجائز ہے اور تمام لوگ ایک وضع اور طریقہ پر ہیں۔ حفاظت کا دو
ہمیں قتل مسلمان اور توہین اسلام کو عبادت جانتے ہیں۔ اور گرو کے کلام اور جو زمانہ
گرو نانک شاہ سے گرو گوبند سنگھ تک زبان ہندی میں تصنیف ہوا ہے اوسکو بید کہا اوسکا
نام گرنتھ رکھا ہے اوسکو مثل کلام الٰہی جانکر صبح و شام ایک ورد طاعت پڑھتے ہیں۔
چونکہ یہ پیرو گرو گوبند [illegible] برخلاف شاستر کے ہیں بہ [illegible] فسق و فجور اور
شراب خواری میں [illegible] مشغول رہتے ہیں۔



نرملہ

یہ بھی ایک جماعت۔ اس فرقہ کے اصول مذہبی سکھان گوبند سنگھی سے
مشابہ ہیں لیکن یہ لوگ بعض فقیر ہیں بجز ایک لنگوٹی اور چادر کے کچھ
نہیں رکھتے ہیں۔ اکثر ان میں بہت سے صاحب علم اور گوشہ نشین ہیں
ظاہری وضع انکی اداسیوں کے مانند ہے۔ چونکہ یہ لوگ زیادہ تر وید
کی تحصیل سے رغبت رکھتے ہیں۔ اس لیے وید کے احکام کو اقوال نانک شاہ سے مطابقت
دیتے ہیں۔ اور ترک منہیات و ممنوعات کرکے متوکلانہ بسر کرتے ہیں۔ ان لوگوں میں
بہت ایسے بھی واقف و بدانت ہیں۔ جو برہمنوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ بنارس میں اس

فرقہ کے بہت آدمی ہیں۔ جو دنیاداروں کے یہاں کھانا کھا کر پیٹ بھرا کرتے ہیں لیکن ملک پنجاب میں بنسبت دیگر ممالک کے کم ہیں۔

ناگہ

یعنی برہنہ۔ بعضے صرف لنگوٹی لگاتے ہیں۔ یہ لوگ جٹا۔ داڑھی اور مونچھ رکھتے اور راکھ تمام بدن پر ملکر مثل ناگہ سناسی کے بغیر تیر کے رہتے اور گدا ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ مذہب [illegible] ناگہ اور اوداسی میں بحسب وضع ظاہر و باطن بہت کم فرق ہے۔

قسم پنجم جین یعنی سراوگ کی اقسام

ہرکوگی

یہ مذہب خصوصاً دنیاداروں اور مخصوص قوم بنیں میں ہے جو تین [illegible] پر تقسیم (۱) اوسوال (۲) سریال (۳) مہیسری۔ چونکہ فی زمانہ یہ لوگ زیادہ تر پیشہ جوہر فروشی کرتے ہیں اسلئے جوہری بھی مشہور ہیں طریقہ انکا خلاف وید اور شاستر اور جینیوں کے ہے۔ یہ لوگ گوشت کھانے سے کلی پرہیز کرتے ہیں بلکہ انکا مرشد نباتات کو بھی جاندار خیال کرکے نہیں کھاتا۔ پرورش و حفاظت جاندار انکا اصل مذہب ہے اسی لئے جانوران رات کو کھانا اس قوم میں نہایت ممنوع ہے زنار دار و نیسے [illegible] رکھتے اور ہندوؤں کے تمام دیوتاؤں سے منحرف ہیں۔



سیوڑہ

یہ لوگ فقیر اور مرشد سراوگیوں کے ہیں وید اور شاستر میں اس مذہب کا [illegible] لکھی ہے اور ناستک کے نام سے مشہور ہیں [illegible] کہ [illegible] بغیر ماں باپ کے پیدا ہوگئی چنانچہ تسمیہ

ناستک یعنی منکر واجب الوجود کی بہی ہے۔

یہ لوگ جاندار کی بہت حفاظت کرتے ہیں۔ اسی لئے ہمیشہ مُنہ کو کپڑے کی گدّی سے بند رکہتے ہیں۔ بخیال اس کے کہ اکثر کیڑے جو نہایت چھوٹے ہوتے اور دکھلائی نہیں دیتے ہیں ہوا سے اُڑکر مُنہ میں چلے جاتے ہیں۔ راہ چلتے وقت رسّی سے بنی ہوئی ایک مورچھل بغل میں رکہتے ہیں کہ اوس سے راستہ کو صاف کرکے قدم رکھیں۔ تاکہ چھوٹے چھوٹے جانور کچل کر نہ مرجاویں۔ لیکن میں نے کبہی ان لوگونکو جو بہوپال میں بہی اکثر ہیں۔ زمین کو مورچھل سے جھاڑ کر چلتے نہیں دیکھا۔ صرف بغل میں اوس مورچھل کو دبائے رہتے ہیں۔ جاندار کی حفاظت کے خیال سے کہ کچل کر نہ مرجاویں۔ جوتا بہی نہیں پہنتے۔ چونکہ اس مذہب کے لوگ پانی صرف کرنا موجب ہلاکت جانوروں کا جانتے ہیں اسوجہ سے غرغرہ اور مسواک وغیرہ بہی نہیں کرتے پس جس شخص کے دانتوں پر کثافت جم جاتی ہے۔ اوسکو سیورہ کامل جانتے ہیں۔ غسل اور طہارت وغیرہ بہی اس مذہب میں مکروہ ہے۔ اور نباتات کے کھانے سے بہی یہ لوگ پرہیز رکہتے ہیں۔ غلیظ کو خشک کرتے ہیں۔ تاکہ اوسمیں کیڑے نہ پیدا ہوں۔ سر وغیرہ کے بال حجام سے نہیں بنواتے ایک سال کے بعد بروز معین تمام جینی ایک جگہ جمع ہوکر اپنے سر کے بال اپنے ہاتہہ سے بناتے ہیں۔

انکا مرشد کتب مذہبی ایام مقررہ میں بطور وعظ پڑہتا ہے اور مرادگی اسکو سُنتے ہیں لیکن اہل ہنود کے اور مذہبونمیں اس کتاب کا سُننا ممنوع ہے۔ شاستر میں اس فرقہ سے پرہیز رکہنے کی بابت مرقوم ہے کہ اگر مست ہاتہی سامنے آتا ہو۔ اور کوئی جگہ حفاظت کی بجز مکان یا معبد سیورہ کے وہاں نہ ہو۔ تو باوجود خوف ہلاکت مکان اور معبد سیورہ

میں نہ جانا چاہیئے۔
اس کی دوسری قسم جتی ہے۔ جو بہ نسبت سیورہ کے ظاہر اسفید پوش ہوتی ہے لیکن اصول مذہبی کے لحاظ سے سیورہ اور جتی میں فرق نہیں ہے ان دونوں مذہبوں کے آدمیونکے معاش کا یہ طریقہ ہے کہ ہر صبح کو پیالہ لیکر مریدونکے یہاں جاتے اور وہاں سے کھانا لاکر کھاتے ہیں۔ لیکن نہ رات کو کھانا کھاتے اور نہ پانی پیتے ہیں۔ عوام میں مشہور ہے کہ یہ دونوں فرقے جادوگر ہیں۔

ضمیمہ نمبر ۲

حالات بودہ

۶۲۳ برس قبل سنہ عیسوی کے کپلوست یا کپلوستو یا کپلی وستو (یہ نام سنسکرت ہے) اب اسکو بھوٹلا کہتے ہیں۔ و بقولے اب گورکھپور کا نام ہے۔ یہ مقام شمالی گنگا میں نیپال کے پاس کوہ ہمالہ کے دامن میں نواح ضلع بستی میں تھا۔ اس کے متصل ۱۸۹۶ء میں اشوک کا تاریخی ستون انگریزی محققین نے جو عملداری نیپال کے گھنے جنگل میں ہے تلاش کیا اور مشگلو رینی بودہ کے وقت کے بہت سے نشانات دریافت ہوئے ہیں۔ دارالسلطنت قوم سلکے روہنی ندی تھی جس کو اب کوہانہ کہتے ہیں۔ بنارس سے سو میل جانب گوشہ شمال و مشرق آباد تھا۔ بقولے بمقام کپیلا راجہ شدّ ہو دنکے صاحب سے پیدا ہوا۔ اسکا باپ اس ملک کا راجہ قوم کا چھتری سورج بنسی تھا۔ اس کی ماں کا نام مایہ یا مایا دیوی تھا۔ یہ عورت نہایت حسین اور شائستہ طبیعت کی تھی وہ اس کی سات دن کی عمر میں مرگئی۔ اس کی خالہ گوتمی نے جو اس کی سوت تھی۔ پرورش

کی اسکا نام سدارتھ رکھا گیا۔ لیکن بلحاظ خاندان اسے گوتم بھی کہتے تھے۔ چونکہ ساکے قوم طاقتور تھی اسلئے اسکو ساکی منی یا ساکیہ سنگہ بھی کہا کرتے تھے۔ علاوہ اس کے اسکے اور نام بھی مثل سدہارتا (جو اپنے باپ کو دوزخ سے بچاوے) سوگاتا (خود جسم چھوڑنا) ساستہا (اُستاد) جنا (فتحمند) بہاگوا (مبارک) لوک ناتھ (مالک دنیا) سروجنا (ہر شئے کا عالم) اور دہرم راجہ وغیرہ رکھے گئے تھے۔ یہ بچپن ہی سے خوبصورت اور ہونہار تھا۔ لوگوں کو اسکی فہم و فراست پر حیرت ہوتی تھی۔ یہ اپنے ہمنشیوں کے کبھی لہو لعب میں مشغول نہ ہوتا تھا۔ اس نے چونسٹھ علم حاصل کئے تھے انہیں یونانی اور پرانی ترکی زبان داخل تھی۔ اور فن سپہگری میں بھی کمال حاصل کیا تھا۔ آغاز عمر سے اس سے آثار تارک الدنیا ہونے کے پائے جاتے تھے۔ اکثر صحرا نشینی کیا کرتا تھا۔ اس لئے اسکے باپ کو اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ گھر بار چھوڑ کر جوگ نہ لے۔ اس لئے سولہ برس کی عمر میں اسکی شادی ایک نہایت خوبصورت دختر یشودھرا[1] سے کر دی اور اسکی دلچسپی کے لئے برعایت فصلوں کے عمدہ عمدہ مکانات بنوا دیئے۔ غرضکہ حتی الامکان اس کے عیش و عشرت کا سامان جمع کر دیا لیکن یوماً فیوماً اسکی طبیعت دنیا سے نفرت کرتی گئی۔ جتنے کہ بارہ برس نہایت تلخی سے اس عیش و عشرت میں کاٹے اور بے ثباتی دنیا اسکے دل پر چھا گئی۔ یہ اکثر کہا کرتا تھا کہ دنیا میں کسی چیز کو بقا نہیں۔ اور نہ کوئی چیز ہر زمانہ میں ایک خاص ہیئت پر قائم رہ سکتی ہے۔ تمام وہ چیزیں جنکا وجود دنیا میں نظر آتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ جاندار ہوں یا بیجان مٹی

---

[1] اہل چین و دیگر مورخین کا بیان ہے کہ بودہ کی تین عورتیں یشودھرا یا جسودھرا گوپی اور منوہرا تھیں۔ [illegible] میں لکھا ہے کہ صرف ایک زوجہ گوپا یا امرگیا تھی۔ دراصل گوتم کی ایک زوجہ تھی جس کو راہولا ماتا کہتے ہیں۔ یہ نام گوتم کی لڑکی کا تھا۔ مگر تغلیطاً جسودھرا کو راہولا ماتا کہتے تھے۔ ۱۲

کے بھر دندست سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں۔ انسان کی زندگی ایسی مثال ہے جیسے چقماق سے آگ نکلتی ہے اور پھر دم کے دم میں بجھ جاتی ہے۔

اول اس نے سر کی چوٹی کاٹ ڈالی جو ہندوؤں کے یہاں نہایت نہایت متبرک اور ہندو ہونے کی علامت ہے۔ ایک دن یہ اپنے محل سے سوار ہو کر جاتا تھا کہ اس کی نگاہ ایک ضعیف پر پڑی اسکا حال دیکھکر افسوس کیا اور دلمیں سوچا کہ یہ جوانی صرف چار دن کی چاندنی ہے۔ نہ آنکھوں میں بینائی نہ کانوں میں شنوائی۔ دوسرے دن ایک بیمار کو دیکھا اسکو دیکھکر نہایت افسردہ خاطر ہوا اور کہا کہ دنیا میں راحت خواب و خیال ہے اور مصیبت یقینی ہے۔ تمام جسم کو رنج و غم کھا جاتا ہے۔ تیسرے مردہ پر نظر پڑی اوسوقت ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ یہ جسم آخر کو اسطرح خاک میں ملجاتا ہے غرضکہ دنیا ایک شورہ کی تیلی ہے کہ پانی میں گھل جاتی ہے۔ آج بوڑھا پا آیا کل بیمار ہوئے پرسوں چلنے کی تیاری ہوئی یہ تینوں چیزیں دنیا میں بڑی مصیبت کی ہیں۔ یہ حالات دن کو دیکھکر گھر آیا رات کو اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جسکی حالت دیکھکر دنیا سے متنفر ہوا جننے کا درد بھی اسکو بوڑھاپے اور بیماری اور موت سے کم نہ معلوم ہوا۔ پھر شہر کے دروازہ پر ایک فقیر کو دیکھا۔ اس کے چہرہ کی بے پروائی اور حرص و ہوا کا ترک کرنا عیش و عشرت سے کنارہ کش ہونا۔ دنیا کو ترک کرنا اسکو بہت پسند آیا۔ بالآخر انتیس و بقولے تیس برس کی عمر میں اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر صحرانوردی اختیار کی اور گدڑی پہنکر گوشہ نشین ہوا۔ کچھ عرصہ تک پٹنہ میں رہا وہاں دو برہمنوں رُدرک اور بدکلم سے چھوں شاستر یعنی ودیا انتا۔ سانکیا می۔ مانسیا می شو لکہ جوگ حاصل کیا۔ مگر جب اونسے بھی مطمئن نہ ہوا۔ تو پانچ چیلوں کو لیکر وہاں کے جنگل میں چلا گیا اور چھ سال تک عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔ حتی کہ صرف پوست و استخوان باقی

رنگیا۔ بعدہٗ عبادت کو ترک کر کے وعظ کہنا شروع کیا۔ تب اوس کے چیلوں نے بھی اُسکو چھوڑ دیا۔ وہ نہارہ گیا۔ ایکدن جنگل میں رات کو پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھا اوسکو یقین ہوگیا کہ میں بدھ یعنی روشنضمیر ہوگیا۔ اب مجھے گیان ملگیا میں گیانی ہوگیا پہر یہ گیت گایا جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ تمام عالم میں اس جسم انسان کے بنانے والے کی تلاش میں عبث سرگرداں رہا۔ اب میں اس کو پاگیا۔ اب گناہ کے برتن نہیں بنینگے۔ کیونکہ اسکے بنانے کے آلات ٹوٹ گئے۔ روح نے آواگونؔ سے نجات پائی اور جذبات شہوتوں کی سلطنت وحکومت مٹائی اب یہ بدھ بن گئے۔

بعدہٗ بنارس میں آکر تعلیم اشخاص میں مصروف ہوا اور مقامات بہار۔ اجودھیا نیز مقام سہیت مہیت ملحقہ ضلع گونڈہ ملک اودہ وغیرہ میں وعظ کہتا رہا۔ اور اپنے مقلدین کو پاک خصلتی اور سنجیدہ خیالی کی نصیحت کرتا رہا۔ کہ اپنی نجات راستی سے چاہو کہ ہر شخص اپنی نجات اپنے اعمالوں سے حاصل کرسکتا ہے۔ کیونکہ بعد مرنے کے انسان اپنے اعمال نیک وبد کے موافق دوسرے جنم میں جنم پاتا ہے۔ اسکا قول ہے کہ اگر آدمی ایمانداری اور دہرم سے بسر کرے تو وہ باربار جنم لینے سے چھوٹ سکتا ہے اسکا نام اوس نے نردان رکھا تھا اسکا یہ بھی قول ہے۔ مبارک ہے وہ جو اپنے ہم جنسونکو نقصان نہیں پہونچاتا۔ مبارک وہ ہے جو برائی پر غالب آیا اور کمینہ خدمات سے خلاصی پاتا ہے سب سے زیادہ مبارک وہ ہے جس نے نفسانیت کو ماردیا ہے اور جو شخص نفرت اور خواہش کے بندھن میں ہے اوس سے سچائی پوشیدہ رہتی ہے۔

بارہ برس کے بعد بُدھ اپنے وطن واپس آیا۔ اور اپنے خاندان کو بھی اپنے مذہب میں ملالیا۔ اور چوالیس برس وعظ کہنے کے بعد ایک انجیر کے درخت کے نیچے بائیں کروٹ

پینتالیس یا تر سٹھ یا اسّی برس کی عمر میں ۵۴۳ و بقولے ۴۱۲ برس قبل حضرت عیسےٰ ع کے بمقام کشن گڈہ یا بمقام کوسی نگر جو بنارس سے ایک سو بیس میل گوشہ شمال و مشرق میں اور کپلوستو سے اسّی میل مشرق تہا۔ فوت ہوگیا۔ اس کی وفات کے وقت کشپ نامی سادہو موجود تہا لوگوں نے اس کی لاش کو کپڑے اور روئی میں لپیٹ کر تیل بہرے دہات کے برتن میں رکہکر صندل کی چتا میں جلادیا۔

جب بودہ مذہب کو ترقی ہوئی تو رفتہ رفتہ برہمن اور بودہ مذہب والونمیں ارتباط ہوتا گیا اور ایک دوسرے کی عزت کرنے لگا۔ برہمنون نے اوسکے متبرک درخت برگد کی پرستش اختیار کی اور بودہ مذہب والونکے مطابق برہمنوں نے گوشت کا کہانا ترک کردیا تب بودہ مذہب والے برہمنوں کی عزت اور وشنو و مہادیو کی پرستش کرنے لگے۔ سب سے پہلے بودہ مذہب کو پرستناجیت و بقولے اُسکی بی بی اشنودہرا اور اسکی بیوی کی چچی نے اختیار کیا تھا۔

بودہ قومی فرقہ سے نہائت ناراض تہا اور قربانی کرنے سے سخت ممانعت کرتا تہا اوس نے یہ تین فرائض مقرر کئے تہے۔ (۱) نفس پر قادر رہونا۔ (۲) غیر کے ساتہہ نہایت مہربانی سے پیش آنا (۳) ہر جاندار کی جان کا لحاظ رکھنا اور اپنے مقلدین کو اپنے مذہب کی اشاعت اور کُل بنی انسان کو وعظ کہنے کی بہت تاکید کیا کرتا تہا۔ اس نے ایک دینی فرقہ مقرر کرکے تعلیم بلا اجرت کے لئے متعین کیا۔ مکش مُلّر صاحب (۲۶۔ ڈسمبر ۱۸۲۳ء کو قصبہ ڈساؤ ملک جرمن میں پیدا ہوئے) جو سنسکرت کے بڑے عالم ہوئے ہیں۔ اُنکا خیال ہے کہ دنیا میں کوئی مذہب بودہ کی طرح انسانیت اور ہمدردی سے بہرا ہوا نہیں ہے۔ اس مذہب کے زیادہ تر شائع ہونے کی یہی وجہ تہی کہ اُسکا عمدہ مسئلہ نیک نیتی اور ہمدردی تہا

اس مذہب میں اپنے مذہب کی خوبیاں کرنے کی اجازت اور غیر مذاہب کی برائی بیان کرنے
کی ممانعت تھی۔

مذہب بودہ قدیم زمانہ کے برہمنوں کے علم حکمت اور دینی کتابوں سے وضع کیا گیا ہے [illegible]
مسائل اس مذہب کے ترپٹکا اہل بودہ کی مقدس کتاب میں درج ہیں۔

بعد وفات بودہ کے اسکے مذہب کی بابت پانچ جلسے مختلف مقامات اور مختلف زمانوں میں [illegible]

پہلا جلسہ ۔ ۵۴۳ برس قبل حضرت عیسے کے بودہ کے مرنے کے بعد اوسکے پانسو شاگردوں
نے جمع ہوکر بسرپرستی اجات سترو راجہ مگدھ دیبھارت کشیپ [illegible] کے قریب ایک بڑی
گپھا میں ایام برسات میں جلسہ منعقد کیا۔ اسوقت اسکے شاگردوں نے اس کے [illegible]
قاعدوں کو ایک کتاب میں لکھکر اوسکی تعلیمات کو تین حصوں میں تقسیم کیا (۱)
جو بودہ نے اپنے خاص شاگردوں سے کہے۔ (۲) ضابطہ تعلیم مذہب (۳) مسائل [illegible]

دوسرا جلسہ ۔ ۴۴۳ برس قبل حضرت عیسے کے سات سو [illegible] نے ایکسو [illegible]
آدمیوں نے فراہم ہوکر جن قواعد کی بابت آپس میں تکرار تھی۔ اوسکا فیصلہ کیا [illegible]

بودہ مذہب میں انسان کا رتبہ ذات کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ لیاقت کے لحاظ سے
ہے۔ اوس کے وقت میں قربانی کی سخت ممانعت تھی اور بجائے مقدس بزرگوں کے
نشانیونکی تعظیم ہوا کرتی تھی۔

بودہ مذہب نے برہمنوں کے مذہب کو بالکل نابود کردیا تھا لیکن پھر بودہ مذہب [illegible] زوال
سنہ ۶[illegible]ء سے سنہ [illegible]ء تک رہا۔ اور اس مذہب کا زوال خاص اسی مذہب [illegible]
ہوا۔ مگر سنہ ۹[illegible]ء میں پھر یہ مذہب افغانستان، نیپال، شرقی ترکستان، [illegible]

۱ سنجوری نام برہمن نے نیپال میں بودہ مذہب کو پھیلایا ۱۲۰۰

منچوریا۔ جاوا۔ چین۔ جاپان۔ مجمع الجزائر۔ برہما۔ سیام۔ لنکا اور ہندوستان میں پھیل گیا
[illegible] روس میں بھی انکی خانقاہیں موجود ہیں۔ مگر دسویں صدی عیسوی میں اس مذہب
کو سخت زوال آیا۔ صرف چند آدمی اس کے پیرو رہ گئے۔ حال کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ
دنیا کے کل مذاہب سے زیادہ اس مذہب کے پیرو ہیں۔ اس مذہب کے مقلدین کی تعداد
کل دنیا میں [illegible] چالیس کروڑ ہے۔

[illegible] اجلاس۔ اشوک چندر گپت کے پوتے راجہ بہار کے اٹھارہویں سنہ جلوسی یعنی ۲۵۲
سال قبل مسیح میں تیسرا جلسہ پٹنہ میں بصدارت منساولا موگلی منعقد ہوا جس میں ایک ہزار
[illegible] تھے اس جلسے میں بودہ کی مذہبی کتاب پھر درست کیگئی۔ راجہ اشوک نے
اپنے [illegible] سنہ جلوسی میں بودہ مذہب کو اختیار کر کے ترقی میں کوشاں ہوا۔ اس نے صوبہ
بہار میں [illegible] کے معنی خانقاہ کے ہیں۔ بہت خانقاہیں اور باغ و دار الشفا انسان اور حیوان

[illegible] مذہب کا ایک بوجاری سنہ [illegible] ء میں امریکہ گیا تھا جسکا حال لیلینڈ صاحب نے اپنی کتاب فیوسانگ میں لکھا ہے۔ ۱۲

[illegible] راجہ [illegible] بسایا۔ راون اسی کی اولاد سے تھا لنکا کا عربی نام سیلان۔ انگریزی سیلون اور دیسی نام سنگھال ہے۔

[illegible] روس علاقہ سیبیریا کے میدان میں کالمک قوم ہے جو مذہب بودہ رکھتے ہیں اور تبت والوں کی طرح رام چکر گھماتی ہے۔

[illegible] قوم کا تبت کے لاما کا مذہب ہے۔ جو سلطنت روس کی رعایا ہے۔ ۱۲

[illegible] سنہ عیسوی کے قبل ہوا۔

[illegible] مولفہ ملا محمد قاسم میں بہار کا قدیم نام مگدہ دیس ہے راجہ ہستناپور کے چھوٹے بھائی پٹن نے بہار
[illegible] بقول بہار کو مہاراج ولد کشن نے آباد کیا۔) کے معنی مدرسہ کے لکھے ہیں۔ کیونکہ ایک زمانہ میں یہ
[illegible] بہار سنسکرت میں دار العلم دین کو کہتے ہیں۔ و بمعنی خانہ و بنا ہائے بلند۔ یہاں کے مدرسہ میں تین لاکھ کتابیں
[illegible] کی عملداری تک یہ مدرسہ جاری تھا۔ دہنتر حکیم مخترع علم طب۔ و موجد شطرنج اسی کالج کا تعلیم یافتہ تھا اس
[illegible] الدین ایبک کے سپہ سالار ملک اختیار الدین بختیار خلجی نے بعد فتح بنگالہ آگ لگا دی جس سے سب
[illegible] یہ فتح سنہ ۱۲۰۲ء میں واقع ہوئی ۱۲

کے لیئے تعمیر کیئے۔ لنکا میں بہی بہت سے مکانات سادہوونکے لیئے تعمیر کرائے تہے جنکے
نشانات منہدم ابتک موجود ہیں۔ اس نے اپنی تمام عملداری میں بودہ مذہب کو جاری
کیا اور ملک ایشیا میں بہی بودہ مذہب کی بنا قائم ہوئی۔ اس نے حکام مقرر کیئے۔ کہ پاکیزگی
کے نگران ہیں۔ اور عورتوں کو تعلیم دیں اور لوگوں کو مذہبی وعظ کی طرف متوجہ کریں
وہ تمام دنیا کے لوگونکو اپنے مذہب میں لانا فرض سمجہتا تہا اس نے بہت سے آدمی غیر
ممالک کے باشندوں کی تعلیم کے لیئے مقرر کیئے اور خود بہی بذریعہ تعلیم و ترغیب اشاعت
مذہب میں کوشش کرتا۔ اس نے مذہبی مقدس نوشتونکو جمع کر کے زبان مگدہی میں
ترجمہ کرایا۔ وہی اشوک کا جنوبی مجموعہ کہلایا۔ اور جس کو اسکا بیٹا لنکا کو لیگیا (جس زمانہ میں
اشوک نے اپنے آدمی بغرض اشاعت مذہب بودہ لنکا بہیجے تہے اس زمانہ میں تسوراجہ تہا)
اور وہاں سے بحرالجزائر کو پہونچا

چوتہا جلسہ - کنشک لک ستہین[*] یا ستہیا کا مشہور بادشاہ ہوا بودہ مذہب کا پیرو تہا
اس نے اول صدی سنہ عیسوی میں حکمرانی کی اسکا پایہ تخت کشمیر تہا۔ اسکی حکومت آگرہ
اور سندہ سے لیکر ہمالیہ کے شمال جانب۔ یارقند۔ قوقند۔ لداخ۔ گجرات اور پنجاب تک تہی
اور ملک چین میں بہی اس کی حکومت ہوئی۔ بودہونکا چوتہا جلسہ ۷۵ سال قبل مسیح
وبقولے ۷۸ء میں پیدا ہوا اس نے اپنے معلم کی تحریک سے پانسو عالم سادہ بودہونکے
مجمع سے بصدارت بسوبندہو کے منعقد کیا اور دوسری مرتبہ مقدس کتابونکی ترمیم کی
اور وہی ترجمہ تبت۔ تاتار اور چین کے بودہونکے لیئے دینی کتاب ہوا۔ وعظ ملک ایشیا میں

[*] یہ قوم بت پرست اندیس کی نسل سے کچھ فرقے راجپوتونکے ہیں۔ اس قوم نے تاتار سے ہندوستان میں ۱۲۶ قبل مسیح اور ۵۴۴ء
میں ہندوستان پہ یورش کی۔ بقولے ترکستان کا شمالی و شرقی حصہ ستہیا کہلاتا تہا۔ ۱۲

درس دیتے پھرتے تھے۔ کنش لک نے خود بودہ مذہب اختیار کیا اور بہت سے اپنے قوم والون کو بھی ملا لیا۔ بودہ مذہب کا شمالی مجموعہ سنہ ۶۵ء مین چین کا دہرم راج ہوگیا۔ اور اتبک تبت سے لیکر جاپان تک اوس کے معتقد ہیں۔ کنش لک کی وفات کے بعد سنہ ۱۲۰ء مین کشمیر کے راجہ ملکہ داہین نے از سر نو اس مذہب کی اشاعت کی۔

پانچوان جلسہ۔ سلادت شمالی ہند مین بودہ مذہب کا مشہور بادشاہ ہوا یہ سنہ ۶۰۶ء یا سنہ ۶۱۲ء مین تخت نشین ہوا اسکی دار الحکومت قنوج تھی۔ یہ بھی بودہ مذہب کی اشاعت خیرات اور فرایض دینی کے بجا لانے مین نہایت مصروف تھا۔ یہ اپنے وقت کا عالم تھا۔ مذہبی کتابوں پر کامل عبور رکھتا تھا۔ اس کے وقت سنہ ۶۳۴ء مین جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس کا منشا یہ تھا (۱) بودہ کا اقرار عام (۲) بودہ اور برہمنوں مین مباحثہ ہو۔ اور ان لوگونکا بھی مباحثہ ہو جو علیحدہ علیحدہ شمالی اور جنوبی مجموعہ کے پیرو تھے۔ سلادت ہر پانچوین سال کل اپنے خزانہ کو خیرات کر دیتا تھا۔ ہائین تسانگ چینی سیاح جو ہندوستان مین قریب نصف صدی کے آیا تھا۔ وہ اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ سلادت کل امیر و غریب کی گنگا اور جمنا کے سنگم پر ضیافت کرتا تھا اور اپنا تمام زیور و اسباب بدھوں اور سادہوؤن کو بخش دیتا تھا۔ اور خود گدڑی پہن لیا کرتا تھا۔ اور یہ بھی بیان کرتا ہے کہ بودہ لوگون کا درجہ کچھ برہمنون سے کم نہ تھا۔

بودہ راجاؤں کے زمانہ مین علوم و فنون کی جس قدر ترقی ہوئی اوسکا اندازہ گیا کی **یونیورسٹی نالندا** سے ہوتی ہے جس مین دس ہزار طلبا کو تعلیم دیجاتی تھی۔ اور انکی خورش و پوشش کا سامان مہیا کیا جاتا تھا۔ ہانگ تسانگ چینی سیاح بیان کرتا ہے کہ یونیورسٹی (دار العلم) مین پانسو معلم اور سو پروفیسر اور سو لکچرر تھے۔ ان سب کا

افشیل بیدر ایڑا مقبر عالم تہا۔ اس یونیورسٹی کے لیئے شاہ وقت کی طرف سے سو گانوں وقف ہوا کرتے تھے۔ جن کی آمدنی سے اس کے اخراجات پورے کئے جاتے تھے [illegible] ہوکے کچھ زمانہ کے بعد بودہ مذہب کا زوال شروع ہوا اور وجوہات زوال کے یہ ہیں (۱) لوگوں نے بودہ کے اصولونکو فراموش کردیا (۲) ایک [illegible] فرقہ جینیونکا اوبھا (۳) برہمنوں نے ویدوں کے موافق پھر اپنے قدیم دیوتاؤنکی پرستش کرنا شروع کی۔ شنکر اچارج نے راجاؤں کو اپنا مددگار بنایا۔ راجاؤں نے بودہیوں کے قتل کا حکم جاری کیا رفتہ رفتہ یہ حالت ہوگئی کہ جب بارہویں صدی میں اہل اسلام نے کشمیر پر حملہ کیا تو بدہ مذہب کا نام ہی نہ تہا۔ حالانکہ بودہ مذہب ہندوستان سے نابود ہوگیا ہے۔ تاہم اس کی تعداد چونتیس لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو پچانوے ہے اور ہی اکثر مقامات یعنی تبت۔ برہما۔ سیام۔ لنکا۔ جاپان۔ چین۔ اور نیپال میں مانا جاتا ہے۔ اور اسی کے موافق لوگ بودہ کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔ دہلی میں بہی قطب صاحب کی لاٹ کے پاس بودہ مذہب کے قدیم مندر کے کھنڈر موجود ہیں جس سے پایا جاتا ہے کہ اس نواح میں بہی بودہ مذہب شائع تھا غرضکہ ۳۰۰ء سے لیکر ۷۰۰ء تک چار سو برس میں اس سبب کا بہت رواج رہا سبب زوال زیادہ تر یہ ہوا کہ جب برہمنوں نے دیکھا بودہ مذہب خوب پہیل گیا۔ اور راجہ بہی اسی مذہب کو ماننے لگے تو انہوں نے آبو کے پہاڑ پر کئی راجپوتونکو ہوم کرایا۔ اور بہت دلائی کہ تم پاک ہوگئے ہو بودہ مذہب کے مٹانے میں پیشوا تمکو مدد دیگا۔ انہوں نے کوشش کرکے ۸۰۰ء میں بودہ مذہب کو ہندوستان سے نیست و نابود کردیا۔ یہی راجپوت اگنی کل کے نام سے مشہور ہیں۔ انمیں چار مشہور خاندان ہوئے پرمر۔ چوہان۔ سولنکی۔ پرہار۔ بوندی اور کوٹہ کے مہاراجہ اب بہی اگنی کل کے موجود ہیں۔

حال والی بوندی مہاراجہ راجہ سر رگہبیر سنگھ ۱۲۰۔ حال والی کوٹہ مہاراو امید سنگھ ۱۲۰

خاتمہ

حمد و شکر کہ این نگار خانہ	بگرفت طراز جاودانہ
بتخانۂ ہند را درست این	ناقوس ہزار پیکر ست این

قطعات تاریخ تالیف کتاب ہذا

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع سید محمد حسن صاحب محسن تخلص نوگرا برادر کوچک مؤلف کتاب

جناب عالی عالی سخن نے	کیے تحریر کیا حالات موزون
[illegible] کو محسن [illegible]	لکھو تاریخ - تاریخ ہمایوں ۱۳۱۵

قطعہ تاریخ مصنفہ سید محمد احسن صاحب احسن برادر خورد مؤلف

ہوا جب [illegible]	دل احسن کی بر آئی تمنا
[illegible]	بنی کیا خوب یہ - تاریخ اعلیٰ ۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ از مصنفہ [illegible] منشی محمد ابراہیم صاحب خلیل جگوری ملازم کوتوالی شہر بھوپال

[illegible]	درو ست چہ دست بایہ آمد
[illegible] خلیل [illegible]	تاریخ بلند پایہ - آمد ۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ از واقف حقایق و دقایق منشی ابو محمد چراغ دین صاحب حقائق لاہوری
اہلکار مطبع سرکاری ریاست بھوپال مؤلف ہدایت الاطفال و تقویم شاہجہانی وغیرہ

[illegible] بنارس [illegible]
[illegible] کرد

خاتمہ [illegible] لکھی [illegible]
لاریب [illegible] اشعار [illegible]

قطعہ تاریخ [illegible] منشی حکیم محمد وقیع الدین صاحب [illegible]
[illegible] مطبع سرکاری ریاست بھوپال

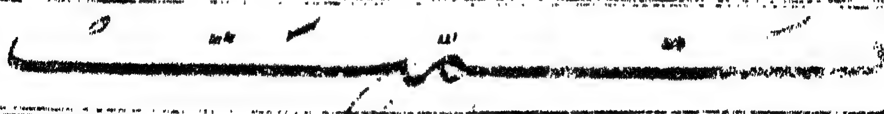
کیا ہی خوش [illegible] کتاب
دیکھ لیجے اس [illegible] میں جہاں [illegible]
کاش سرانگار کا [illegible]

گویا یہ منتخب تاریخ ہے
اور کوئی ایسی کب تاریخ ہے
لکھ دو [illegible] تاریخ ہے

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار منشی شیو شنکر لال صاحب [illegible] متصدی
مطبع سرکاری ریاست بھوپال

ہوئی تحریر [illegible]
یکایک ہاتف غیبی [illegible]

بنارس کی جو تاریخ مکمل
پکارا یہ کہ تاریخ مدلل



صحت نامہ اغلاط کتاب تاریخ بنارس

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	جو لفظ چھٹ گیا	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	جو لفظ چھٹ گیا
کنگ	گنگ	اوّل	۳		اسطرں	اسطرح	۱۰	۱۰	
زندہ	زندو	۳	۳ حاشیہ		لہی	لکہی ہے	۱۰	۱۰	
حصوصاً	خصوصاً	۲	۵		لہ	کہ	۱۰	۱۰	
ہندوونکی	ہندوونکے	۲	۱۶		فقبر	فقیر	۱۰	۱۱	
.	.	۳	۹	پہلے	نہا	تہا	۱۰	۱۴	
شہیر	شہر	۴	۷		یہہین	یہین	۱۰	۲۰	
کہا	گھا	۴	۱۴		قدایتک	فدایتک	۹	۱۹	
سنہ ۱۷۷۲ء	سنہ ۱۶۶۲ء	۴	۱۵		پہوٹے	چھوٹے	۱۱	۱	
برہمن	بندر	۹	۱		بنولیا	بنوایا	۱۱	۳	
ہے	رہے	۹	۵		صرورت	ضرورت	۱۴	۱	
اوچے	لمبے	۹	۶		ہوہ	ہوئے	۱۴	۳	
ہین یہہ	یہہ	۹	۷		بہرتے	بہرے	۱۴	۱۹	
کنگ	گنگ	۹	۷		اورشہتیر	اورایک شہتیر	۱۵	۷	
فسیح	مسیح	۹	۸		راہ	راہ سے	۱۶	۲	
نساس	نشناس	۹	۱۱		یہان	یہان	۱۷	۳	
ناسگ	تاسگ	۹	۱۵		رہانہین	رہا۔نہین	۱۷	۲	
سناقی	ساقی	۹	۱۶		سیڑہیان	۲۲ سیڑہیان	۱۸	۱۸	
ایلب	ایک	۱۰	۱۰		پنڈتون	پنڈون	۲۰	۴	
اسلی	اسکی	۱۰	۱۰		سکا	اسکا	۲۰	۱۶	

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	بعض جگہ نقطہ نہیں ہے
.	.	۲۱	۱	بہی
.	.	۲۱	۷	کا
تناسبل	تناسل	۲۱	۱۲	
بہیسہ	بہیلسہ	۲۷	۱۱	
تصیفات	تصنیفات	۲۸	۱۵	
شلوک	مشکوک	۲۸	۱۷	
کنُدہ	گندہ	۱۹	۱	
ستناپور	ہستناپور	۲۹	۱۷	
سیو	شیو	۲۹	۱۳	
کوکر	گولہ	۲۹	۱۴	
کنتہتہ	کنتہتہ	۳۱	۱۴	
اُنھ	اُس نے	۳۳	۱۵	
..	یہ	۳۵	۲	
دیڑہ	ڈیڑہ	۳۴	۴	
اس	اسکا	۳۵	۱۲	
کرنے	کرتے	۳۵	۱۷	
فیرور	فیروز	۳۵	۱۸	
مندیاہون	منڈیاہون	۳۷	۵	
باشاہ	بادشاہ	۳۹	۱	
مقرر	مقررہ	۳۹	۲	
.	.	۳۹	۳	مطابق سنہ ۱۴۲۸ع

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	بعض جگہ نقطہ نہیں ہے
قائم	قابض	۳۹	۷	
کے	کی	۴۰	۱۰	
سیرد	سپرد	۴۱	۱۳	
ہسٹنگز	لارڈ ہسٹنگز	۴۱	۱۹	
.	.	۴۱	۲۰	سنہ ۱۸۸۷ع
سنہ ۶۹۳ع	سنہ ۱۸۸۴ع	۴۱	۲۰	
سیاہ	سپاہ	۴۳	۱۲	
محبوب الشیر	محبوب السیر	۴۳	۱۸	
منڈل	منڈل سے	۴۳	۱۵	منڈل سے
طالب	طلب	۴۴	۲	
برمرہ	بزمرہ	۴۴	۱۸	
گورر	گورنر	۴۴	۱۹	
علی اصغر	علی اصغر ۵۲	۴۴	۱۳	علی اصغر ۵۲
گنبج	گنبجہ	۴۵	۲۱	
.	.	۴۴	۱۴	بناکر
.	کہ	۴۶	۱	کہ
آباد	الہ آباد	۴۶	۱۲	
ازان	زان	۴۶	[illegible]	
.	.	۵۱	۷	اس کو اور
دہے لکہ	لوعہ لکہ ۱۹	۵۳	۱۴	
ہی	سبہے	۵۴	۹	

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	لفظ چھٹ گیا
اسواسطے	اس	۵۵	۹	
کی	کے	۵۸	۲	
دسنمبر	دسمبر	۵۸	۶	
و	اور	۵۸	۱۵	
وفات	وفاتہ	۵۸	۱۷	
رقیب	نقیب	۵۹	۴	
.	.	۶۱	۱۵	وہ
.	.	۶۲	۸	ہذا
قائمقام	قائم مقام	۶۳	۲	
″	″	۶۳	۳	
.	.	۶۳	۹	نہیں
تہی	تہے	۶۳	۱۴	
.	.	۶۳	۱۴	بیگ
نے	تے	۶۵	۱۶	
سنہ ۱۳۸۰	سنہ ۱۳۰۸	۶۶	۱۵	
شامل	.	۷۰	۱۷	
اکبرآبا	اکبرآباد	۷۱	۳	
کہاٹ	گھاٹ	۷۱	۳	
.	.	۷۱	۴	بہی
ہستنگر	ہستنگر	۷۱	۸	
فضلی	فصلی	۷۴	۱۱	

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	لفظ چھٹ گیا
سنہ لکہ سانحہ سنہ ۵ر۱۰ اپالی ″	سنہ لکہ سانحہ سنہ ۵ر۱۰ اپالی ″	۷۴	۱۲	
.	.	۷۴	۱۴	کیا کرو۔ اور یہ باقی
لولاف لکہ لبالگھ ۵ الحمد ۱۵ ″	لولاف لکہ لبالگھ ۵ الحمد ۱۵ ″	۷۵	۱۰	
.	.	۷۶	۵	وسرگا غازیپور و پرگنہ سکندرپور
.	.	۷۶	۱۱	۱۰ر۱۰ اگنڈہ
.	.	۷۶	۱۲	۵ر۱۰ اگنڈہ
.	.	۷۶	۱۳	داخل
دلیوانی	دیدنی	۷۸	۴	
.	.	۷۹	۶	لہذا امید ہے
متعلقین	متحیین	″	۱۰	
یکثرت	بکثرت	۸۳	۱۸	
سارڑے	سارڑہے	۸۴	۷	
.	.	″	″	۹ بجے
تبنرجی	تبنرجی	۹۱	۱۰	
بہادرکو	بہارگو	۹۲	۲۰	
حیرتا	حسرتا	۹۲	۲۱	
بل	ایل	۹۳	۱۱	
.	.	۹۸	۱۴	سکی
.	.	″	۱۷	تہی
.	.	۱۰۳	۸	سکی
گگئے	سکئے	۱۰۳	۱۷	

سرہندی وغیرہ مطابق حسب طبندی سطر ۱۰ نمبر کا رمین داخل کرو

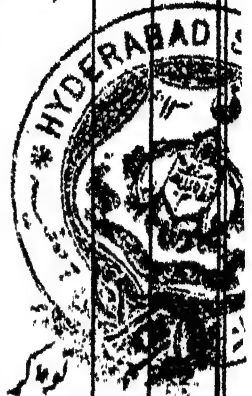
غلط	صحیح	صفحہ	سطر	بجائے نقطہ لکھیے
.	.	۱۰۴	۶	مفسد
.	.	۱۰۶	۲	برین
اطلاع	مطلع	۱۰۷	۶	
.	.	۱۰۸	۳	کی
.	.	۱۱۴	۷	ان
تصویر	تصوّر	۱۱۵	۱۳	
.	.	۱۱۷	۱۱	۹ سطر [illegible]
بند	ترک	۱۲۲	۱۴	
*لری	نوکری	۱۲۳	۱۹	
اُس سے	اُسے	۱۲۴	۷	
پیٹک	پیشاب	۱۲۷	۴	
.	.	〃	〃	
گیرو	گیروا	۱۲۷	۱۵	
ویشنو	ویشنویون	۱۳۰	۸	
دسہرہ	دسہرہ	۱۳۰	۸	
کرتے	کرتی	۱۳۱	۱	
.	.	۱۳۱	۱۱	وکراہت
.	.	۱۳۲	۱۱	اپنی
اُسکو	اُس کے	۱۳۲	۱۱	
مہا	مہا	۱۳۲	۱۹	
باندہے	باندہیے	۱۳۷	۱۱	
تو	اور	۱۳۷	۱۵	
بہت	نہایت	۱۴۰	۲	
طریقہ	ذریعہ	۱۴۱	۴	
محیقین	محققین	۱۴۱	۱۲	
کونمی	گونمی	۱۴۱	۱۷	
.	.	۱۴۱	۱۷	مان کی
ہمنشیون	ہمنشینون	۱۴۲	۶	
.	.	۱۴۳	۱	کی
.	.	۱۴۳	۸	دن
مانسیامی	مانسیانیاء	۱۴۲	۱۷	
آیا	آتا	۱۴۴	۱۵	
اُنکی	اُسکی	۱۴۷	۲	
رہتے ہین	رکھتی ہے	۱۴۷	۱۲	
.	.	۱۴۷	۱۸	معدن
.	.	۱۴۸	۷	تنہا
.	.	۱۴۸	۱۱	یہہ
پیدا	.	۱۴۸	۱۵	

تتمہ: حتے الوسع اس کتاب کو صحیح شائع کرنیمین پوری کوشش کی ہے۔ اگر باوجود اسکے بھی کوئی غلطی رہجاوے۔ تو ناظرین مہربانی سے اصلاح فرماکر ہمین مطلع فرماوین۔ تاکہ دوسری دفعہ چھپنے مین اسکی اصلاح کردیجاوے۔ راقم پروپرائیٹر اخبار وفادار (لاہور)

صحت نامہ ثانی اغلاط کتاب تاریخ بنارس جسکو مؤلف نے بعد طبع کتاب و غلطنامہ مرتب کیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
لوح	۱	قِصص	قصص
۱	۴	وتواریخ	معتبر کتب مذہبی ہنود و تواریخ
۲	۱۱	اسی سنگم	اسی سنگم
〃	۱۵	اور ہزار	دو ہزار
۳	۱۲	الادراک	لادراک
〃	۱۴	دو ہزار سال	دو ہزار روپیہ سال
〃	۱۷	تتمہ حاشیہ	تتمہ حاشیہ صفحہ ۲
۴	۲	برہ ہوا سنگل	بڑھ ہوا سنگل
〃	۱۱	صدر خانہ	رصد خانہ
۹	۲	سکا تکینج	سکا تکنج
〃	۵	رہے گا نو	رہے رہے گا نون
〃	۱۶	جانان مرا	جانان مارا
〃	〃	قدحِ	قدحے
〃	۱۷	غزلِ	غزلے
〃	بر حاشیہ	رازبگو	زاربگو
〃	〃	آن شب	آن شبے
۱۵	۱۹	گرہ	گرد
۲۰	۲	لیکن جب	لیکن موسم بارش میں جب
۲۸	۱۱	धीम	धिम्म

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۱	यात	पात
〃	〃	वा	ता
〃	۱۲	निरोप	निरोध
〃	۱۳	لے دہرم	ا۔ لے دہرم
〃	۱۴	سسرا اٹھہ	مڑا اٹھہ
۲۹	۱۴	کوکہ	گوکہ
〃	۱۶	بنارس سے	بہار سے
۳۰	۱۵	کیقباد بعمر	کیقباد بعد سلطنت
۳۱	۱۴	بالمنا صفت	بالمنا صفہ
〃	۱۷	[illegible]	[illegible]
〃	۲۰	مانڑوار	مانڑوار
۳۲	۳	اونشون پر	اونشون پر لوٹ کا مال
۳۳	۷	اسکو بادشاہ	اسکو اکبر بادشاہ
〃	〃	گونڈ وانہ سات	گونڈ وانہ سمت ۱۶۳۲ [illegible]
۳۳	۸	بنارس بہی تھا	بنارس بہی تھا۔ سور جن نے بنارس کو اپنا دارالسلطنت قرار دیکر بہت رونق دی خصوصاً جہان وہ رہتا تھا اور چوراسی مکانات مفید عام اور بیس حمام تعمیر کرائے۔
〃	۱۶	آپنشدہ	اُپنشدہ



صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۱۶	उपनिशाद	ऊपनिशाद
〃	۱۷	سنہ ۱۳۵۷ء	سنہ ۱۶۵۷ء
۳۴	۱	نام سے مشہور ہے	نام سے مشہور ہے اور پرانی عدالت کا مکان جسپر مسلمانوں کا ایک شریف خاندان اسوقت قابض ہے وہ دارا شکوہ کے لیے بنوایا گیا تہا کہ وہ بنارس مین رہکر پنڈتون سے استفادہ حاصل کرے۔
[illegible]	[illegible]	توہا کر	توڑ کر
〃	۸	بشیشر	بشیشر سے
۳۵	۳	چونٹ	چونٹ ن اگر
۳۷	۱۵	سنہ ۹۰۳ھ مین	سنہ ۹۰۳ھ
۳۹	۴	سنہ ۱۱۶۳ء	سنہ ۱۱۶۳ھ ۱۷۴۸ء
〃	۶	نوکرونکو ایسے	نوکرونکو اپنے
۴۱	حاشیہ	سنہ ۱۷۷۱ء تک	سنہ ۱۷۶۳ء سے سنہ ۱۷۷۱ء تک
۴۳	۵	وکیل بہی	وکیل شنیہو ناتہم بہی
〃	۱۵	کاروسنڈل نکالیے	کاروسنڈل سے نکالنے
〃	۲۰	سنہ ۱۸۷۴ع	سنہ ۱۸۶۴ع
۴۴	۵	خود داخل	خود ۲۴ اگست سنہ ۱۷۸۱ع کو داخل
〃	۱۲	پیش آیا تہا	پیش آیا تہا چیت سنگہ کے
۴۴	۱۲	بابو	چچازاد بہائی یعنی بابو۔
۴۴	۱۳	مولوی علی اصغر	مولوی علی اصغر سے
〃	۱۴	کمند	کمند بناکر
〃	۱۹	بہوا گنجے سنگ	بہوا و گنجے سنگہ
۴۵	۶	کے قلم مین رکہکر دیا	پر کے قلم مین رکہکر
〃	۹	فرو کر دیا	فرو کر دیا۔ ایک تاریخ مین ہے کہ کاغذ کی بتی بناکر اور کان مین لگا کر جسمین مضمون درج تہا اپنے حالات پہونچاکر
〃	۱۲	اطلاع دیگا تاکہ	اطلاع دیجائے کہ مین تہو سپاہی باغ کے قریب پہونچاکر اطلاع دے تاکہ
〃	۲۰	بہوادر	بہوا
〃	۲۱	گنجے سنگ والد	و گنجے سنگ والد
۴۶	۱	کو متمنی	کو کر متمنی
۵۱	۷	معاوضہ دینا پڑیگا	معاوضہ اوسکو اور دینا پڑیگا
۵۳	۱۵	[illegible]	[illegible]
〃	۱۶	ایزادی رقم	رقم ایزادی
〃	حاشیہ	[illegible]	[illegible]
۵۴	۱۸	[illegible]	[illegible]
۵۵	۱	[illegible]	[illegible]
〃	۷	گورنر جنرل بہادر	گورنر بہادر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	۹	اِس مین	اِسواسطے مین
۵۶	۲	فی چہرمن	فی چہرمن مرزاپوری کے
"	۳	اوپر مرزاپوری کی پارچہ	اوپر پارچہ
۶۲	۱۴	نمبر ۱۱۴-	نمبر ۱۱۱۴
۶۳	۲	مسٹر رابرٹسن	رابرٹسن
"	۳	مسٹر اسپیٹ صاحب بہادر	اسپیٹ صاحب
"	"	قائمقام	قائم مقام
۶۵	۳	زلف ورخ	چشم ورخ
"	۸	نگہت	نکہت
"	۱۷	ٹرہائی	چڑہائی
۶۶	۹	لیکر کنور دیا اور بچہرا اسون	لیکر خطاب کنور دیا اور چہرا اسون
۷۰	۶	پچاس روپیہ	پچاس روپیہ ماہوار
۷۱	۳	اکبرآبادی نایب سررشتہ دار	اکبرآبادی نایب سررشتہ دار
"	۹	گنبھیر سنگہ نے ۵۲	گنبھیر سنگہ نے ۵۲
"	"	کو خلعت	کو جو ۱۹ برس کا تہا خلعت
"	۱۲	چلاگیا مگر	چلاگیا اور مہیب نرائن سنگہ کا باپ نایب مقرر ہوا مگر
۷۴	۵	کپتل	کیتل
"	۱۷	پسری	پسری سلسلہ
"	۱۸	بحق سرکار منہا	بحق سرکار للعہ لکہ منہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۴	۱۸	وغیرہ اللعہ لکہ	وغیرہ
۷۵	۲	لعـــہ	اعـــہ
۷۷	۷	یکم اسوج	یکم آسون یعنی آسوج
۷۹	۵	کے انجام	کے سرانجام
۸۳	۷	مقرر اطمینان	مکرر اطمینان
"	"	سابق سند	سابق
۸۴	۱۸	بخار تپ سے	بخار سے
۹۰	۱۸	راجہ صاحب گنبھیر سنگہ صاحب	راجہ گنبھیر سنگہ صاحب
۹۱	۱۴	بابو مرنجی	بابو مرنجی
۹۷	۱۴	ہندوستانی بہی جنگ	ہندوستانی نے بہی جنگ
۱۰۱	۱۱	کرنیل نیل نے	کرنیل نے
۱۰۲	۸	حکم دیا گیا کہ	حکم دیا گیا تہا کہ
۱۰۵	۱۰	آگئے انگریزوں	آگئے کبہی انگریزون
۱۰۶	۵	وقعہ پیش نہین	واقعہ نہین
"	۱۱	گوئیان چلاتے	گوئیان بہی چلاتے
۱۰۸	۶	کوٹہون کے	کوتہون کے
۱۰۹	۸	آدمی	آدمی اور سکہہ
۱۱۰	۱۰	خدمات کے	خدمات نمکحلالی کے
۱۱۱	۵	ترقی ہوتی رہی	ترقی رہی
۱۱۲	۳	توعظم گدہ	تو میں اعظم گدہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۲	۵	دیگر بسر داری	دیگر ببسر داری
۱۱۳	۴	گن ہوتری	اگن ہوتری
۱۱۷	۱۳	فقیری متوجہ	فقر متوجہ
〃	۱۷	مجلد کتاب مین	مجلد مین
۱۱۸	۱۲	ہری چندی	ہری چند
۱۲۲	۹	ڈالتے ہین	ڈالتے
۱۲۴	۱۰	نوری	پوری
〃	۱۱	سنجوگی سے	سنجوگی نے
۱۲۶	۹	زیادہ تر ناگہ ہاے	زیادہ تر شل ناگہ ہاے
〃	〃	شل اتیت	اتیت
۱۲۷	پیشانی	تاریخ تناسل	تاریخ بنارس
۱۲۸	۵	زیادہ ناجائز	زیادہ تر مکر
〃	۶	ذریعہ سے معاش	و فریب سے معاش
۱۳۰	۱۲	اپنے صرف سے طرح طرح کے	شراب اور طرح طرح کے
〃	۱۴	کاخور	کافور
۱۳۱	۲	غرضیکہ	غرضکہ
〃	۱۰	بیماری اگر	نشہ اگر
۱۳۲	۳	باتین کرتا ہے	کہتا ہے
〃	۹	ایسا کیا جاتا ہے	ایسا ہی کیا جاتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۲	۷ لغایت ۱۶	از لفظ یعنی تا لفظ غرضکہ	
۱۳۳	۷	تصویر نانک شاہ	
۱۳۶	۱۰	کار وائی	کارروائی
۱۳۸	۶	نوش	و نوش
۱۳۹	۸	منقسم ہے	منقسم ہو گیا ہے
۱۴۰	۱۷	ممنوع ہے	نہایت ممنوع ہے
۱۴۱	۹	کیلوست	کپلوست سے
〃	۱۳ لغایت ۱۴	از لفظ دار السلطنت تا لفظ آباد تھا	
〃	حاشیہ		سے دار السلطنت قوم ساکیہ کے رو ہنی ندی پر جسکو اب کہنا کہتے ہین بنارس سے سو میل جانب گوشہ شمال و مشرق آباد تھا
۱۴۴	۶	کے کبھی	کے ساتھہ کبھی
〃	۱۷	اہل چین و دیگر	اہل چین ونیز دیگر
۱۴۶	۱	خوبیان کرنے	خوبیان بیان کرنے
〃	۱۴	بجاے مقدس	بجاے اوسکے مقدس
۱۴۷	۱۵	فوت ہوا	فوت ہوا یہ حضرت مسیح سے پہلے تیسری صدی مین تھا
۱۴۹	۸	عبور رکھتا تھا	عبور رکھتا تھا
〃	۹	بودہ کا اقرار	بودہ مذہب کا اقرار
۱۵۰	۲	شنکر اجارج	شنکر اچارج
۱۵۱	۱۰	بشارت	بشارت
۱۵۲	۷	گویا	گویتا

۴ بودہ مذہب کا بڑا راجہ گذرا ہے دہلی مین فیروز شاہ کی لاٹ جو مشہور ہے وہ اسکے زمانہ کی ہے اس لاٹ پر زبان پالی مین اشوک کے جاری کیے ہوے فرمان بھی کندہ ہین۔

صحت نامہ یہی صحت نامہ مطبوعہ کا کہ اہلکاران مطبع نے بجای صحیح کے غلط چھاپکر شامل تاریخ ہذا کر دیا ہے —

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	جو لفظ لکھنے سے رہگیا	کیفیت
نساس	نشناس	۹	۱۱		یہ سطر کاٹ ڈالی جاوے کیونکہ لفظ نشناس ہی
کوکہ	گولہ	۲۹	۱۴		یہ سطر کاٹی جاوے —
٠	یہ	۳۵	۲		ایضاً
٠	٠	۳۹	۳	مطابق سنہ ۱۲۴۸ء	ایضاً
٠	٠	۴۱	۲۰	سنہ ۱۲۸۶ء	ایضاً
سنہ ۶۶۲۳ء	سنہ ۱۲۲۳ء	۴۱	۲۰		ایضاً
منڈل	منڈل سے	۴۳	۱۵	منڈل سے	ایضاً
گورسہ	گورنر	۴۴	۱۹		ایضاً
علی اصغر	علی اصغر ۵۳	۴۴	۱۳	علی اصغر ۵۳	ایضاً
کھنچے	گبھجے	۴۵	۲۱		ایضاً
٠	٠	۴۴	۱۴	بناکر	ایضاً
٠	کہ	۴۶	۱	کہ	ایضاً
آباد	الہ آباد	۴۶	۱۳		ایضاً
ازان	نزان	۴۶	۱۲		ایضاً
٠	٠	۵۱	۷	اسکو اور	ایضاً
[illegible]	[illegible]	۵۳	۱۴		ایضاً
اسواسطے	اس	۵۵	۹		ایضاً
و	اور	۵۸	۱۵		ایضاً

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	جو لفظ لکھنے سے رہگیا	کیفیت
اکبرابا	اکبراباد	٧١	٣		یہ سطر کاٹی جاوے
داخل کرو	داخل کردادہ	٧٤	١٤		
•	•	١٣٣	١١	ایہی	یہ سطر کاٹی جاوے
اُسکو	اُس کے	٣٣	١١		ایضاً
جہا	جہا	١٣٣	١٩		ایضاً

تاریخ آصفجاہی معروف بہ محبوب السیر

یہ ریاست حیدرآباد دکن کی مبسوط تاریخ ابتدائے زمانہ سے اسوقت تک کے حالات مین مع نقشہ جات مشہور والیان ملک اور ارکان و عمائد و اہل المکاران ریاست کی تصاویر نہایت خوشی سے سالہاسال کی محنت مین تیار ہوئی ہے جو وسو درخوست خریداری آنے پر طبع ہوگی قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک پانچ روپیہ ہے۔

نقش حیرت

اس کتاب مین [illegible] تصوف [illegible] آیات کلام مجید وغیرہ کے ہین ۔ دوسو درخوست خریداری آنے پر چہاپی جاویگی قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک ایک آنہ ہے ۔

المشتہر